زادِ راہ

مولانا جلیل احسن ندوی

اسلامک پبلی کیشنز

زادِ راہ

منتخب احادیث کا دُوسرا مجموعہ

جلیل احسن ندوی

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
3- کورٹ سٹریٹ، لوئر مال روڈ، لاہور

وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیرَا الزَّادِ التَّقُوٰی

(البقرہ: ۱۹۷)

(اے راہِ آخرت کے مسافرو!)

زادِراہ ساتھ لے لو اور بہترین زادِراہ تقویٰ ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o

دنیا ایک گزرگاہ ہے' انسانیت کے قافلے اس پر سے پیہم گزر رہے ہیں۔ پوری زندگی ایک مسلسل سفر ہے۔ ہر انسان مسافر ہے اور چار و ناچار زندگی کا سفر سبھی کو طے کرنا ہے۔ مسافر اپنے سفر کے لئے زادِ راہ کی فکر کرتا ہے' بغیر زادِ راہ کے سفر کرنے والا طرح طرح کی مشکلوں سے دوچار ہوتا ہے' اور بالآخر اپنی راہ کھوٹی کرتا ہے۔ زندگی کے مسافر کو بھی زادِ راہ چاہئے۔ عاجز نے یہ مجموعہ اس لئے تیار کیا ہے کہ وہ اور دوسرے لوگ اسے زادِ راہ بنائیں۔

''راہِ عمل'' کی طرح اس مجموعہ میں بھی اسوۂ رسول ﷺ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دو مستقل باب ہیں' لیکن اس دفعہ اس ضمن کی بہت کافی چیزیں آ گئی ہیں اور بڑی حد تک طالب کی و کل تسکین کا سامان مہیا ہو گیا ہے۔ نیز ایک مستقل باب جامع حدیثوں کا رکھا گیا ہے جس میں وہ حدیثیں جمع کر دی گئیں ہیں جن میں بہ یک وقت مختلف باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ ایک نئی چیز ہے۔

اپنے علم کی حد تک مرتب نے ایسی حدیثوں سے احتراز کیا ہے جو محدثین کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

تشریح میں لمبی بحثوں سے پرہیز کیا گیا ہے۔

زبان عام فہم اور سلیس رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے۔ اور مرتب کے لئے اسے اپنی خوشنودی کا وسیلہ اور نجات کا ذریعہ بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o

عاجز، جلیل احسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جمع وتدوین مسلمانوں کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی مثال کوئی امت یا قوم پیش نہیں کرسکتی۔ احادیث اورفنِ حدیث پر اتنی بے شمار کتابیں لکھی جاچکی ہیں کہ ان کی فہرست ہی مرتب کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا بحرِ ذخار ہے کہ جس کے ساحل پر پہنچنے کے لیے ایک مدتِ دراز درکار ہے۔ یہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جس پر امتِ مسلمہ جتنا فخر کرے کم ہے۔

ایک دوسرے نقطۂ نظر سے غور کریں تو ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہادئ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قول وفعل کو حرفِ جان بنائے اور اس کی روشنی میں اپنی دنیاوی اور اُخروی زندگی کو سوارے۔

موجودہ زمانے میں جب کہ دین سے بے رغبتی عام ہے اور ایک عام شخص کو اپنی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے ضخیم کتابوں کا مطالعہ کرنے یا ان سے استفادہ کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ یہ وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ ایسے تمام حضرات کے لیے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہلکا پھلکا مجموعہ تیار کیا جائے کہ جس کو ایک طرف قلیل وقت میں پڑھا جاسکے تو دوسری طرف عملی زندگی میں اس کو مکمل رہنمائی مل سکے۔

وقت کی اس اہم ضرورت کے پیش نظر ہم نے مولانا جلیل احسن صاحب ندوی کا پہلا مجموعہ احادیث ''راہِ عمل'' پیش کیا۔ الحمدللہ، اس مجموعہ کو ایسا قبولِ عام حاصل ہوا کہ چند ہی سالوں میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوگئے۔

اب مولانا موصوف نے احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دوسرا مجموعہ 'زادِراہ' کے عنوان سے مرتب کیا ہے۔ اور ہم اس کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرقِ مراتب کیے بغیر، واقعہ یہ ہے کہ ترتیب کے لحاظ سے یہ نقش ثانی ہر لحاظ سے نقشِ اول پر

فوقیت رکھتا ہے۔ مؤلف محترم نے جس سلیقہ سے اس مجموعہ کو مرتب کیا ہے اور جس مؤثر طریقہ سے اس کو پیش کیا ہے۔ یہ ان ہی کا حصہ ہے۔

اس مجموعہ کو خالص تربیتی نقطہ نظر سے مرتب کیا گیا ہے۔ جو حضرات مختصر وقت اور آسان، عام فہم انداز میں جواہرات رسالت سے مستفید ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ مجموعہ ان شاء اللہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔ تربیتی مجالس واجتماعات کے لیے یہ ایک لازمی کتاب ہے۔

کتب احادیث کے مروجہ انداز کتابت سے ہٹ کر ہم نے اس کو جدید ترین انداز میں پیش کیا ہے، جس میں ارشاداتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال واستفسارات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علیحدہ علیحدہ ممیّز کر دیے گئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ قارئین کرام کو یہ انداز پسند آئے گا۔

ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ متن اور ترجمے میں کہیں کوئی غلطی نہ رہنے پائے۔ لیکن بشری کمزوری کی بنا پر یہ عین ممکن ہے کہ کہیں سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ تمام اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ اگر ان کو اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے ناشر کو فوراً مطلع فرمائیں تاکہ اس کو درست کیا جاسکے۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شایانِ شان بہترین انداز میں پیش کریں۔ ہمیں توقع ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ پہلے مجموعے ''راہِ عمل'' کی طرح یہ دوسرا مجموعہ ''زادِ راہ'' قبولِ عام حاصل کرے گا۔

مینجنگ ڈائریکٹر

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمٹیڈ

لاہور/۲۲ رجب ۱۳۹۳ھ، مطابق ۲۲ اگست ۱۹۷۳ء

ترتیبِ مضامین

نیت کی پاکیزگی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ٥

قبولیت عمل کی بنیاد:

(۱) عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

اِنَّمَا یُبۡعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِیَّاتِهِمۡ. (الترغیب للمنذری بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لوگ قیامت کے دن صرف اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آخرت میں انسان کا ظاہر نہیں دیکھا جائے گا بلکہ صرف یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے جو نیک کام کیے ہیں۔ اس کے دل کا ارادہ ورخ کیا تھا؟ اسی لحاظ سے اس کے عمل کو قبول یا ردّ کیا جائے گا۔

اجرِ آخرت کا مدار:

(۲) عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنِ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ رضی اللہ عنہ

اَنَّہٗ قَالَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اَخۡبِرۡنِیۡ عَنِ الۡجِهَادِ وَالۡغَزۡوِ،

فَقَالَ یَاعَبۡدَاللّٰہِ اِنۡ قَاتَلۡتَ صَابِرًا مُّحۡتَسِبًا بَعَثَکَ اللّٰہُ صَابِرًا مُّحۡتَسِبًا،

وَاِنۡ قَاتَلۡتَ مُرَائِیًا مُّکَاثِرًا بَعَثَکَ اللّٰہِ مُرَائِیًا مُّکَاثِرًا،

یَاعَبۡدَ اللّٰہِ عَلٰی اَیِّ حَالٍ قَاتَلۡتَ اَوۡ قُتِلۡتَ بَعَثَکَ اللّٰہُ عَلٰی تِلۡکَ الۡحَالُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

''اے اللہ کے رسولؐ مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں بتایئے۔'' (کہ کون سے جہاد پر ثواب ملتا ہے اور کس صورت میں مجاہد اپنے عمل کے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اے عبداللہ اگر تم نے اجرِ آخرت کی نیت سے جہاد کیا اور آخر تک جمے رہے تو خدا کے یہاں تمہارے عمل کا اجر ملے گا اور صابروں کی فہرست میں تمہارا نام لکھا جائے گا اور اگر تم نے لوگوں کو دکھانے کے لیے اور فخر جتانے کے لیے جنگ کی ہوگی تو قیامت کے دن اللہ تمہیں اسی حال میں اٹھائے گا۔ اے عبداللہ! جس نیت سے تم لڑو گے اور جس حال میں تم

قتل کیے جاؤ گے اسی حالت پر اللہ قیامت کے دن تمہیں اٹھائے گا۔"

دنیا پرست عالم کا انجام:

(۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:

وَرَجُلُ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِهٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمَعًا وَّشَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَكَذٰلِكَ يُلْجَمُ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّن نَّارٍ، وَيُنَادِىْ مُنَادٍ هٰذَا الَّذِىْ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِهٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمَعًا وَّاشْتَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَّكَذٰلِكَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْحِسَابُ.

(ترغیب وترہیب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"......وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا علم بخشا اور اس نے اللہ کے بندوں کو دین کا علم سکھانے میں بخل سے کام لیا اور سکھایا تو اس پر مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ اور ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے دین کا علم بخشا تھا لیکن اس نے دوسروں کو دین بتانے میں بخل کیا اور جنہیں سکھایا ان سے مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی۔ یہ فرشتہ برابر اسی طرح محشر میں حساب کتاب ختم ہونے تک اعلان کرتا رہے گا۔"

طلبِ دنیا کے علمِ دین کا حصول:

(۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ

اَنَّهٗ قَالَ كَيْفَ بِكُمْ اِذَا لَبَسَتْكُمْ فِتْنَةٌ يَّرْبُوْ فِيْهَا الصَّغِيْرُ وَيَهْرَمُ فِيْهَا الْكَبِيْرُ وَتُتَّخَذُ سُنَّةٌ فَاِنْ غُيِّرَتْ يَوْمًا غُيِّرَتْ يَوْمًا قِيْلَ هٰذَا مُنْكَرٌ،

قَالَ وَمَتٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ اِذَا قَلَّتْ اُمَنَائُكُمْ، وَكَثُرَتْ اُمَرَاؤُكُمْ، وَقَلَّتْ فُقَهَاءُكُمْ وَكَثُرَتْ قُرَّآءُكُمْ وَتُفُقِّهَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَالْتُمِسَتِ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ. (ترغیب وترہیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ فتنہ مسلط ہوگا جس میں تمہارے چھوٹے بچے بڑے ہوں گے اور بوڑھے اپنے بڑھاپے کی انتہا کو پہنچیں گے اور فتنہ (گمراہی) کو سنت (بھلائی) سمجھا جانے لگے گا' اگر کوئی شخص اس فتنے کو ہٹانے کے لئے اٹھے گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ شخص ناپسندیدہ اور برا کام کر رہا ہے۔''

کسی نے پوچھا ایسی حالت اُمت پر کب آئے گی؟

آپؐ نے فرمایا ''جب تمہارے اندر ایماندار اور قابلِ اعتماد لوگ کم ہو جائیں گے اور اقتدار کی ہوس رکھنے والے زیادہ ہو جائیں گے' دین کے واقعی علماء کم ہو جائیں گے اور دین کے پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے' دین کو دنیا حاصل کرنے کے لئے پڑھا جانے لگے گا' نیک کام کریں گے لیکن اس سے مقصود دنیا کا حصول ہوگا۔''

تشریح:- فتنہ سے مراد دینی انحطاط اور پستی کی وہ حالت ہے جس پر نسلوں پر نسلیں گزرتی چلی جائیں گی' یہاں تک کہ اس دینی پستی اور گمراہی کو لوگ صحیح راہ سمجھنے لگیں گے۔ اور جو لوگ اس گمراہی کو مٹانے کی کوشش کریں گے لوگ انہیں نکو بنائیں گے' کہیں گے کہ یہ لوگ جو تحریک لے کر اٹھے ہیں وہ باطل ہے اور ان کی ساری تگ و دو غیر اسلامی ہے۔ یہ کیفیت جس کا اوپر ذکر ہوا' اس دور میں پیدا ہوگی جس میں علم دین حاصل کرنے والے علماء اور فقہاء تو بہت ہوں گے لیکن ان کی نیتیں صاف نہ ہوں گی۔ یہ پیشہ ور علماء ہوں گے۔ بظاہر آخرت کا کام کر رہے ہوں گے لیکن مقصد دنیا کا حصول ہوگا۔ غرض حرصِ دنیا اور ہوسِ اقتدار کا عام غلبہ ہوگا۔

علمِ قرآن اور اخلاصِ نیت

(۵) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى قَارِئٍ يَّقْرَءُ ، ثُمَّ سَائَلَ ، فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ۔ (ترمذی)

حضرت عمران بن حصینؓ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ (قرآن پڑھ کر وعظ نصیحت کر رہا تھا) جب وہ اس سے فارغ ہوا تو اس نے لوگوں سے مال مانگا (چندے کی اپیل کی) یہ منظر دیکھ کر عمران بن حصینؓ نے انا للہ الخ پڑھا'

پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ
''جو شخص قرآن پڑھے اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہئے۔ اس لئے کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے تاکہ لوگوں سے مال وصول کریں۔''

ریاکار کا بدترین ٹھکانا

(٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا تَسْتَعِيْذُ جَهَنَّمُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِیْ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ اَرْبَعَمِأَةِ مَرَّةٍ ، اُعِدَّ ذٰلِكَ الْوَادِیْ لِلْمُرَآئِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ لِحَامِلِ كِتَابِ اللّٰهِ ، وَالْمُتَصَدِّقِ فِیْ غَيْرِ ذَاتِ اللّٰهِ ، وَالْحَاجِّ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ ، وَلِلْخَارِجِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن ماجہ۔ باب الریاء)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ :-

''جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس سے خود جہنم بھی ہر دن چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ یہ وادی (گڑھا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ریاکاروں کے لئے تیار کی گئی ہے' کتاب اللہ کے عالم کے لئے' صدقہ وخیرات کرنے والے کے لئے' بیت اللہ کا حج کرنے والے کے لئے اور خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنے والے کے لئے۔''

رب کی توہین

(٧) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

مَنْ اَحْسَنَ الصَّلٰوةَ حَيْثُ يَرَاهُ النَّاسُ وَاَسَآءَ هَا حَيْثُ يَخْلُوْ ، فَتِلْكَ اِسْتِهَانَةٌ اِسْتَهَانَ بِهَا رَبَّهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ (ترغیب وترہیب)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :-
''وہ شخص جو لوگوں کے سامنے تو اچھے طریقے سے نماز پڑھتا ہے (خوب خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرتا ہے اور رکوع اور سجدہ ٹھیک سے کرتا ہے) اور جب تنہائی میں پڑھتا ہے تو ٹھیک سے نہیں پڑھتا تو ایسا شخص اپنے رب کو حقیر جانتا اور اس سے مذاق کرتا ہے۔''

اخلاصِ نیت کی اہمیت

(۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ :

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

فَقَالَ أَرَأَیْتَ رَجُلًا غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ ، مَالَہٗ ؟

قَالَ لَاشَیْءَ لَہٗ

فَاَعَادَھَا ثَلَاثَ مِرَارٍ ، وَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاشَیْءَ لَہٗ ،

ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَایَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَاکَانَ لَہٗ خَالِصًا وَابْتُغِیَ وَجْھُہٗ۔ (ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اس نے دریافت کیا کہ "ایک آدمی جہاد کرتا ہے آخرت میں اجر پانے کے لئے اور دُنیا میں شہرت پانے کے لئے تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟" آپؐ نے فرمایا "اس کو کچھ نہیں ملے گا۔"

سائل نے اپنا یہ سوال تین مرتبہ دہرایا اور ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہی جواب ملا کہ وہ کسی اجر و ثواب کا مستحق نہیں۔

آخر میں آپؐ نے بتایا کہ "اللہ صرف وہی عمل قبول کرے گا جو صرف اس کے لئے کیا گیا ہوگا اور اسی کی خوشنودی اس عمل کی محرک ہوگی۔"

ریا' شرک ہے

(۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

اَنَّہٗ خَرَجَ یَوْمًا اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ، فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ یَبْکِیْ ،

فَقَالَ مَایُبْکِیْکَ؟

قَالَ یُبْکِیْنِیْ شَیْءٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ،

اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَآءِ شِرْکٌ۔ (مشکوٰۃ)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

وہ ایک دن گھر سے نکل کر مسجد نبویؐ پہنچے، وہاں دیکھا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضورؐ کی قبر کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں۔

پوچھا کیوں رو رہے ہو؟

معاذ بن جبلؓ نے کہا ایک بات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی وہی بات مجھے رُلا رہی ہے۔

آپؐ نے فرمایا تھا "تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے۔"

تشریح:- شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی کسی بت کے سامنے سجدہ کرے اور چڑھاوے چڑھائے، بلکہ بڑے سے بڑا نیک عمل دوسروں کو خوش کرنے دکھانے اور اس کی نظر میں نیک اور پاک باز بننے کی نیت سے اگر کوئی شخص کرتا ہے تو حقیقتاً وہ شرک کرتا ہے۔ کیونکہ خوشنودی خدا کا حق ہے اور اس نے یہ حق دے دیا غیر خدا کو۔

خدا کی مدد کا مستحق

(١٠) عَنْ رَّجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى عَآئِشَةَ ﷺ أَنِ اكْتُبِىْ لِىْ كِتَابًا تُوصِيْنِىْ فِيْهِ، وَلَاتُكْثِرِىْ عَلَىَّ،

فَكَتَبَتْ عَآئِشَةُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ:

سَلَامٌ عَلَيْكَ: اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسُخْطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مَئُوْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَاالنَّاسِ بِسُخْطِ اللّٰهِ وَكَّلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ،

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

مدینہ کے باشندوں میں سے ایک آدمی کا بیان ہے کہ:

حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط بھیجا جس میں انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہمیں جامع مختصر الفاظ میں وصیت لکھ بھیجیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں مندرجہ ذیل خط لکھا:-

تم پر سلامتی ہو امابعد:- میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارشاد فرماتے سنا ہے کہ

''جولوگ خدا کی خوشنودی کے طالب ہوں اور اس سلسلے میں لوگوں کی ناراضگی کی پروانہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پوری مدد فرماتا ہے اور انسانوں کی ناراضگی سے ان کونقصان نہیں پہنچنے دیتا اور جولوگ اللہ کوناراض کرکے لوگوں کی خوشنودی چاہتے ہیں تو اللہ اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور ان کو انسانوں کے حوالے کردیتا ہے (جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نصرت سے بھی محروم رہتے ہیں اور جن کی خوشی کے لئے اللہ کو ناراض کیا تھا ان کی مدد بھی نہیں ملتی)۔وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ۔

آخرت طلبی کا صلہ

(۱۱) عَنْ زَیْدِ بن ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ

...... مَنْ کَانَتِ الدُّنْیَا نِیَّتَہٗ فَرَّقَ اللّٰہُ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ ، وَجَعَلَ فَقْرَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَلَمْ یَأْتِہٖ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَا کُتِبَ لَہٗ ، وَمَنْ کَانَتِ الْاٰخِرَۃُ نِیَّتَہٗ جَمَعَ اللّٰہُ اَمْرَہٗ وَجَعَلَ غِنَاہُ فِیْ قَلْبِہٖ ، وَاَتَتْہُ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ (ترغیب وترہیب)

زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:۔

......''جوشخص دنیا کو اپنا نصب العین بنائے گا' اللہ اس کے دل کا اطمینان وسکون چھین لے گا اور ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور احتیاج کا شکار ہوگا' لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ نے اس کے لئے مقدر کیا ہوگا۔اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہوگی' اللہ تعالیٰ ان کو قلبی سکون واطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے ان کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ ان کے مقدر میں ہوگا وہ لازماً ملے گا۔''

اخلاصِ نیت اور اجرِ آخرت

(۱۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ:

اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا مَا سَلَکْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِیًا اِلَّا وَھُمْ مَّعَنَا ، حَبَسَھُمُ الْعُذْرُ

(بخاری وابوداؤد)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبوک کی مہم سے فارغ ہوکر ہم لوگ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوئے تو (اثناء سفر میں) آپؐ نے فرمایا کہ:

''کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینہ میں مقیم ہیں لیکن وہ اس سفر میں فی الواقع ہمارے ساتھ رہے ہیں، ہم لوگ جس گھاٹی میں چلے اور جو وادی ہم نے طے کی ہر جگہ وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ ان کو عذر نے روک دیا تھا۔''

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے کوئی نیک عمل کرنے کی نیت کی اور کسی عذر سے وہ نہ کر سکا تو اللہ کے یہاں آخرت میں اس عمل کے اجر وانعام سے وہ محروم نہیں رہے گا۔

اخلاصِ نیت اور انعامِ الٰہی

(۱۳) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:

مَنْ أَتٰی فِرَاشَهٗ وَهُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَّقُوْمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ حَتّٰی اَصْبَحَ ، كُتِبَ لَهٗ مَانَوٰی ، وَكَانَ نَوْمُهٗ صَدَقَةً عَلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ۔ (نسائی، ابن ماجہ)

حضرت ابودرداؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ:

''جو شخص اپنے بستر پر اس نیت اور ارادہ کے ساتھ لیٹا کہ وہ تہجد کے لئے اٹھے گا لیکن اس کو گہری نیند آ گئی وہ اُٹھ نہیں سکا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی تو ایسے شخص کے نامہ اعمال میں اس رات کی نمازِ تہجد لکھی جائے گی اور یہ نیند اس کے لئے اس کے رب کی طرف سے بطور انعام شمار ہوگی۔''

اخلاص کا بے بہا ثمرہ

(۱۴) عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ حِیْنَ بَعِثَ اِلَی الْیَمَنِ:

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِیْ ،

قَالَ اَخْلِصْ دِیْنَكَ یَكْفِكَ الْعَمَلُ الْقَلِیْلُ

(الحاکم۔ الترغیب والترہیب۔ باب الاخلاص)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ جس وقت مجھے یمن کے علاقے میں بھیج رہے تھے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔

آپؐ نے فرمایا ''اپنی نیت کو ہر کھوٹ سے پاک رکھو، جو عمل کرو صرف خدا کی خوشنودی کے لئے کرو، تو تھوڑا عمل بھی تمہاری نجات کے لئے کافی ہوگا۔''

ایمانیات

ایمان، اسلام، احسان اور علاماتِ قیامت

(۱۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : سَلُوْنِیْ ، فَهَابُوْهُ أَنْ یَّسْئَلُوْهُ ،

فَجَآءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُکْبَتَیْهِ ، فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ : مَاالْاِسْلَامُ؟

قَالَ : لَاتُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةِ وَتُوْتِی الزَّکٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ۔

قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ: مَاالْاِیْمَانُ ؟

قَالَ: اَنْ تُوْمِنَ بِاللّٰهِ ، وَمَلَآئِکَتِهٖ ، وَکِتَابِهٖ ، وَرُسُلِهٖ ، وَتُوْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ کُلِّهٖ۔

قَالَ: صَدَقْتَ۔ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ : مَاالْاِحْسَانُ؟

قَالَ: أَنْ تَخْشَی اللّٰهَ کَأَنَّكَ تَرَاهُ ، فَاِنَّكَ اِنْ لَّاتَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ۔

قَالَ صَدَقْتَ۔ قَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ؟

قَالَ : مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ ، وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا،

إِذَارَأَیْتَ الْمَرْأَةَ تَلِدُرَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا ،

وَإِذَارَأَیْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةِ الصُّمَّ الْبُکْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا،

وَإِذَارَأَیْتَ رِعَاءَ الْبُهْمِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم لوگ مجھ سے دین کی باتیں پوچھو۔'' لیکن لوگوں کے اندر ادب و تعظیم کی وجہ سے اس درجہ ہیبت بیٹھ گئی تھی کہ عام طور پر پوچھتے نہیں تھے (اور ہر ایک کے اندر یہ خواہش ہوتی کہ باہر سے کوئی پوچھنے والا آئے اور پوچھے تاکہ وہ بھی آپؐ کے ارشادات سے مستفید ہوں) ''چنانچہ ایک آدمی آیا' وہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے بالکل قریب بیٹھ گیا اور پوچھا اے اللہ کے رسولؐ اسلام کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا ''کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا' نماز قائم کرنا' مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

آپؐ کا یہ جواب سن کر اس نے کہا ''آپؐ نے ٹھیک بتایا۔'' پھر اُس نے پوچھا ''اے اللہ کے رسولؐ ایمان کیا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''اللہ کو ماننا' ملائکہ کو ماننا' اس کی کتاب کو ماننا' اس کے رسولوں کو ماننا' مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لانا اور اس بات پر ایمان لانا کہ جو کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے خدا کی مشیت اور اس کے فیصلے کے تحت ہوتا ہے۔''

اس نے کہا ''آپؐ نے سچ فرمایا۔'' اور آپؐ سے تیسری بات پوچھی کہ ''احسان کیا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اس لئے کہ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

اس نے کہا ''آپؐ نے سچ فرمایا۔'' پھر پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟

آپؐ نے فرمایا ''جس طرح تم اس سے ناواقف ہو اسی طرح میں بھی اس کے آنے کے مقررہ وقت سے ناواقف ہوں۔ البتہ میں تمہیں اس کے آنے کی علامتیں بتا سکتا ہوں۔''

جب تم دیکھو کہ عورت اپنے مالک کی ماں بن گئی ہے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے اور یہ اس کی علامت ہے۔

اور جب تم دیکھو ننگے پیر چلنے والوں کو' ننگے جسم رکھنے والوں کو جو بہرے اور گونگے ہیں ان کے ہاتھ میں زمین کا اقتدار آ گیا ہے تو یہ بھی قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔

اور جب تم مویشیوں کے چرواہوں کو دیکھو کہ وہ بلند و بالا عمارتیں بنوانے میں ایک دوسرے کے مقابلہ کر رہے ہوں تو یہ بھی قیامت کی علامات میں سے ہے۔''

تشریح:- ایمان کے لغوی معنی یقین اور اعتماد کے ہیں۔ اور اسلام کے معنی اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دینے کے ہیں۔ اور احسان کے معنی کسی کام کو عمدگی اور سلیقے سے کرنے کے ہیں۔ تیسرے سوال کا منشا یہ ہے کہ کوئی آدمی اللہ کا بہتر اور متقی بندہ کس طرح بن سکتا ہے۔ اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ حسنِ عمل اور حسنِ نیت کی دولت نہیں مل سکتی مگر اس صورت میں کہ آدمی پر ہر وقت یہ تصور چھایا رہے کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے' خدا کے سامنے موجود ہے۔ یا پھر یہ سمجھے کہ خدا تو

بہرحال اسے دیکھ رہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یا تو اپنے آپ کو خدا کے سامنے حاضر جانے یا خدا کو اپنے پاس موجود ہونے کا یقین حاصل ہو۔ اس کے بغیر کسی نیک کام میں حسن نہیں پیدا ہوسکتا۔

عورت کے اپنے مالک کی والدہ ہونے کا مطلب ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی نافرمان بن جائے، خادمہ اپنے مخدوم پر بڑائی جتانے لگے، بیٹے اپنے باپ کے سر چڑھ جائیں اور ہر چھوٹا اپنے بڑے کی عزت و احترام سے عاری ہو جائے، یہ ایک علامت ہوئی۔ دوسری علامت یہ ہے کہ تہذیب و شائستگی سے محروم اور عقل و فکر سے عاری لوگوں کے ہاتھ میں زمین کا اقتدار آ جائے۔ اور تیسری علامت یہ ہے کہ پست ذہنیت کے غریب لوگوں کے یہاں دولت کی کثرت ہو جائے اور دولت کی یہ کثرت اونچی اور شاندار عمارتوں کے بنانے اور دوسروں سے اس میں فوقیت لے جانے میں صرف ہو...... جب یہ علامتیں پائی جائیں تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ رہا وقت کا تعین تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یہ حدیث پڑھتے ہوئے ''راہِ عمل'' میں ایمانیات کا باب دیکھ لیا جائے تو مزید فائدہ ہوگا۔

کلمۂ طیبہ اور اخلاص قلب

(۱۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قِيْلَ وَمَآ اِخْلَاصُهَا؟

قَالَ اَنْ تَحْجُزَهٗ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ (ترغیب وترہیب) وَفِیْ حَدِيْثِ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ عِنْدَا اَحْمَدَ۔

لَايَمُوْتُ عَبْدٌ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًامِّنْ قَلْبِهٖ ثُمَّ يُسَدِّدُ اِلَّا سَلَكَ فِی الْجَنَّةِ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ عِنْدَ التِّرْمِذِیِّ مَاجُتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جو شخص اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔
لوگوں نے پوچھا کہ ''اخلاص کا مطلب کیا ہے؟''

آپؐ نے بتایا کہ ''اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ کلمۂ توحید پڑھنے کے بعد وہ شخص اللہ کی تمام حرام کی ہوئی چیزوں سے رُک جائے۔''

اور مسند احمد میں رفاعہ جہنی کی جو روایت آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

''جو بندہ صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر سیدھے راستے پر چلے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے۔

''جو بندہ کلمۂ توحید پڑھے اور پھر گناہِ کبیرہ سے دُور رہے تو وہ جنت میں جائے گا۔''

تشریح:- یہ تینوں روایتیں جو اوپر درج ہوئیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ محض لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ زبان سے پڑھ لینا جنت کی ضمانت نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ خدا اور رسولؐ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلنا اور گناہِ کبیرہ کے قریب نہ پھٹکنا دخولِ جنت کے لئے ضروری ہے۔

حسنِ عمل کی برکت

(۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَيْتَ مَاعَمِلْنَا فِی الشِّرْكِ نُؤَاخَذُ بِهِ؟

قَالَ مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِی الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِی الشِّرْكِ وَمَنْ أَسَآءَ مِنْكُمْ فِی الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِمَا عَمِلَ فِی الشِّرْكِ وَالْاِسْلَامِ۔

(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا ''اے اللہ کے رسولؐ اسلام لانے سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں جو عمل ہم نے کئے ہیں کیا ان سے متعلق بھی ہم سے مؤاخذہ ہو گا؟''

آپؐ نے فرمایا ''جو لوگ اسلام لانے کے بعد نیک عمل کریں گے تو ان سے جاہلیت کے اعمال پر مواخذہ نہ ہوگا۔ البتہ جو لوگ اسلام لانے کے بعد برے کام کریں گے تو وہ دونوں زمانوں کے گناہوں میں پکڑے جائیں گے۔ (جو برے کام جاہلیت میں کئے ہیں ان پر بھی مؤاخذہ ہوگا اور اسلام لانے کے بعد کئے گئے برے اعمال پر بھی ان کی پکڑ ہوگی)۔

ایمان کی کیفیت

(۱۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی شَابٍّ وَهُوَ فِی الْمَوْتِ ،
فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُكَ؟
قَالَ اَرْجُو اللّٰهَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ ،
فَقَالَ ﷺ لَایَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَ الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَایَرْجُوامِنْهُ وَاٰمَنَهٗ مِمَّایَخَافُ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس گئے جب کہ وہ مرنے کے قریب تھا۔
آپؐ نے پوچھا کہ ''اس حالت میں تم اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہو؟''
اس نے کہا کہ ''اے اللہ کے رسولؐ میں اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کا بھی ڈر لگا ہوا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس طرح کے موقع پر (یعنی جان کنی کے وقت) جس شخص کے دل میں یہ دونوں طرح کے خیالات ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توقع کو پورا کرے گا۔ اور جس چیز سے ڈر رہا ہے اس سے محفوظ رکھے گا۔ (یعنی جہنم کے عذاب سے بچائے گا اور اپنی رحمت کے گھر میں داخل کرے گا)۔

تشریح:- یہ حدیث ہم کو ہدایت دیتی ہے کہ مومن خدا کی رحمت سے نہ تو مایوس ہوتا ہے اور نہ گناہوں کے نتائج سے بے پروا ہوتا ہے۔ یہی بات ہے جو بعض بزرگوں نے ان الفاظ میں کہی ہے کہ ''ایمان ڈر اور امید کے درمیان ہے۔'' رحمتِ خداوندی کی امیدواری اعمال صالحہ پر ابھارتی ہے۔ اور گناہوں کے نتائج کا ڈر نافرمانیوں سے بچاتا اور توبہ و استغفار کی طرف لے جاتا ہے۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی پیروی

ادائے حق کی تاکید

(۱۹) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

اِنَّ قَدْ اَعْطٰی كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ ، اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ فَرَائِضَ وَسَنَّ سُنَنًا ، وَاَحَلَّ حَلَالًا ، وَحَرَّمَ حَرَامًا ، وَشَرَعَ الدِّیْنَ فَجَعَلَهٗ سَهْلًا سَمْحًا وَّاسِعًا وَّلَمْ یَجْعَلْهُ ضَیِّقًا۔ (معجم طبرانی۔ترغیب وترہیب)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں یہ کہا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کا حق متعین کر دیا ہے (پس صاحبِ حق کو اس کا حق دو) سنو! اللہ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں (انہیں ادا کرو) اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں (پس ان طریقوں پر چلو) کچھ چیزیں حلال کی ہیں (انہیں استعمال کرو) کچھ چیزیں حرام کی ہیں (ان کے قریب مت جانا) تمہارے لئے اس نے جو دین تجویز کیا ہے وہ آسان اور ہموار ہے' وسیع اور کشادہ ہے، تنگ نہیں ہے۔''

تشریح:۔ آخری فقرے کا مطلب یہ ہے کہ دین اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے تمہاری زندگی تنگ ہو کر نہیں رہ جائے گی اور نہ انسانی ارتقاء کی راہ میں یہ احکام رکاوٹ بنتے ہیں' دین کی شاہراہ ہموار اور کشادہ ہے۔

قرآن سے گہرا تعلق

(۲۰) عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ نِ الْخُزَاعِیِّ قَالَ:

خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

اَلَیْسَ تَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟

قَالُوْ بَلٰی

قَالَ اِنَّ هٰذَ الْقُرْاٰنَ طَرَفُهٗ بِیَدِ اللّٰهِ ، وَطَرَفُهٗ بِاَیْدِیْكُمْ فَتَمَسَّكُوْا بِهٖ فَاِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوْا وَلَنْ تَهْلِكُوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا۔ (ترغیب وترہیب)

ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا:

''کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں؟''

لوگوں نے جواب دیا ''ہاں ہم لوگ ان دونوں باتوں کی شہادت دیتے ہیں۔''

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا ''اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے پس قرآن کو مضبوطی سے تھامو تو تم سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکو گے اور نہ اس کے بعد ہلاکت سے دوچار ہو گے۔''

تشریح:- یہ حدیث وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کی بہترین تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو حبل اللہ کہا ہے یعنی خدا تک پہنچنے، اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے۔

رسولِ خداؐ کی وصیت

(۲۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ فِيْ حِجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: اِنِّیْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّآ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْآ اَبَدًا ، كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ۔ (ترغیب وترہیب)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری حج میں تقریر کی آپؐ نے فرمایا............ ''میں تمہارے لئے وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جسے اگر تم نے مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کا طریقہ۔''

احیاء سنت کی اہمیت

(۲۲) عَنْ عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ ؓ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ يَوْمًا اِعْلَمْ يَابِلَالُ ، قَالَ مَآ اَعْلَمُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟

قَالَ اِعلَمُ اَنَّ مَنُ اَحيَا سُنَّةً مِّنُ سُنَّتِیُ کَانَ لَهٗ مِنَ الُاَجرِ مِثُلَ مَنُ عَمِلَ بِهَا مِنُ غَیُرِ اَنُ یُّنُقَصَ یُّفُقَصَ مِنُ اُجُوُرِهِمُ شَیُئًا وَمَنِ ابُتَدَعَ بِدُعَةً ضَلَالَةً لَایَرُضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوُلُهٗ کَانَ عَلَیُهِ مِثُلُ اٰثَامِ مَنُ عَمِلَ بِهَا لَایَنُقُصُ ذٰلِكَ مِنُ اَوُزَارِ النَّاسِ شَیُئًا۔ (ترمذی)

عمرو ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن بلال ابن حارث سے کہا ''اے بلال! جان لو۔''

انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کس چیز کے جاننے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ''اس بات کو جان لو کہ جو لوگ میری سنتوں میں سے کسی سنت کو اس کے مٹ جانے کے بعد رائج کریں گے تو اُن کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو لوگ کوئی نئی بات از قسم گمراہی دین میں رائج کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مرضی کے خلاف ہوگی تو ان کو اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے برابر سزا ملے گی اور عمل کرنے والوں کی سزاؤں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔''

اتباعِ سنت کا غیر معمولی اجر

(۲۳) عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

مَنُ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیُ عِنُدَ فَسَادِ اُمَّتِیُ فَلَهٗ اَجُرُ مِأَةِ شَهِیُدٍ۔

(ترغیب وترہیب)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''جو شخص میری اُمت کے عام بگاڑ کے زمانے میں میرے طریقے پر چلے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر اجر اور انعام ملے گا۔''

تشریح:۔ اتنا بڑا انعام اس کو اس لئے ملے گا کہ اس کا ماحول اس کے لئے سازگار نہیں تھا' اس کی راہ میں ہر طرف کانٹے ہی کانٹے تھے لیکن اس کے باوجود اس نے لوگوں کی پسندیدہ غلط راہ نہیں اختیار کی بلکہ اس نے اپنی پوری زندگی سے اس بات کی شہادت دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ ہی راہِ نجات ہے۔

عبادات

مسواک اور رضاء الٰہی

(۲۴) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ د وَفِیْ رِوَايَةٍ مَجْلَاةٌ لِّلْبَصَرِ۔

(ترغیب وترہیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
''مسواک کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے' خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے: اور ایک روایت میں ہے'' آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔''

وضوء مسلم کی پہچان

(۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سُؤَالِ جِبْرَآئِيْلَ اِيَّاهُ عَنِ الْاِسْلَامِ:

فَقَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكٰوةَ وَتَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ وَتَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَاَنْ تُتِمَّ الْوُضُوْءَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ ، قَالَ فَاِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَنَا مُسْلِمٌ ؟ قَالَ نَعَمْ۔

(ترغیب بحوالہ صحیح ابن خزیمہ)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے پوچھا کہ ''اسلام کیا ہے؟''
آپؐ نے فرمایا کہ ''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو' زکوۃ دو' حج وعمرہ کرو' اور جب نہانے کی ضرورت پڑ جائے تو غسل کرو اور ٹھیک طریقے سے وضو کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔''
سوال کرنے والے نے کہا کہ اگر میں یہ سب کرلوں تو مسلمان ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا ''ہاں۔''
تشریح:- یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو حدیثِ جبرئیل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مختلف طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ اس حدیث میں حج' عمرہ اور وضو کا بیان ہے۔ یہاں اس ٹکڑے

کے لانے سے مقصد یہ ہے کہ آدمی اچھی طرح وضو کرے یعنی جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اچھی طرح وضو کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ نماز میں دل لگے گا، خشوع اور خضوع کی کیفیت میں اضافہ ہوگا، شیطان کا حملہ کم سے کم ہوگا اور یہ بہت بڑا فائدہ ہوگا۔

اذان۔عذاب سے نجات

(۲٦) رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

اِذَا أُذِّنَ فِیْ قَرْیَةٍ اَمَّنَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ عَذَابِهٖ ذٰلِكَ الْیَوْمَ۔

(ترغیب، بحوالہ طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی بستی میں (نماز کے لئے) اذان دی جاتی ہے، تو اللہ اُس دن آنے والے عذاب سے (جو گناہوں کے سبب آ سکتا تھا) اُس بستی کو بچا لیتا ہے۔''

اذان اور وعدۂ مغفرت و جنت

(۲۷) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

یَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَّاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَأْسِ شَظِیَّةٍ یُّؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ وَیُصَلِّیْ ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ هٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلَاةَ یَخَافُ مِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ۔ (ابوداؤد، نسائی)

عقبہ بن عامرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ''بکریوں کے اس چرواہے سے تمہارا رب بہت خوش ہوتا ہے جو کسی پہاڑ کی چٹان پر کھڑا ہو کر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔

اللہ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو آبادی سے دُور جنگل میں اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے، وہ مجھ سے ڈرتا ہے میں اپنے اس بندے کی غلطیوں کو معاف کر دوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔''

محشر میں سب سے پہلا سوال

(۲۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلُ مَايُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ ، فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَآئِرُ عَمَلِهٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَآئِرُ عَمَلِهٖ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن قُر طرضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر بندہ اس میں پورا اترا تو بقیہ اعمال میں بھی کامیاب ہوگا۔ اور نماز میں پورا نہ اترا تو بقیہ سارے اعمال خراب ہو جائیں گے۔''

تشریح:۔ یہ اس لئے کہ نماز توحید کی عملی محسوس شکل ہے اور دین کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت مستحکم ہوگی۔ اور بنیاد کمزور ہو تو پوری عمارت کمزور ہوگی۔

آتشِ معصیت بجھانے کا وقت

(۲۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُّنَادِیْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ يَّابَنِیْ اٰدَمَ قُوْمُوْا اِلٰی نِيْرَانِكُمُ الَّتِیْ اَوْقَدْ تُّمُوْهَا فَاَطْفِئُوْهَا۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر نماز کے وقت اللہ کا ایک فرشتہ منادی کرتا ہے:

کہتا ہے اے آدم کے بیٹو! جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اُسے بجھانے کے لئے اٹھو۔

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیانی وقفے میں چھوٹی بڑی بہت سی غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں اور یہی غلطیاں دوسری دنیا میں جہنم کی آگ کی شکل اختیار کریں گی تو فرشتہ یہ کہتا ہے کہ ''جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لئے مسجد میں آؤ، نماز پڑھو، خدا سے توبہ و استغفار کرو، توبہ و استغفار ہی کے پانی سے یہ آگ بجھتی ہے!''

خدا کے محبوب

(۳۰) رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :

اِنَّ عُمَّارَ بُيُوْتِ اللّٰهِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:

''اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے' اور ان کی خدمت کرنے والے اللہ کے دوست اور محبوب ہیں۔''

تشریح:- جولوگ اللہ کے گھروں (مسجدوں) کے آباد کار ہیں' اور ان کی خدمت کرتے ہیں وہ لوگ خدا کے محبوب بندے ہیں۔

مسجد سے شغف......ایمان کی دلیل

(۳۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

إِذَارَأَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ۔

(ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپؐ نے فرمایا ''جب تم کسی آدمی کو مسجدوں میں پابندی سے نمازِ باجماعت پڑھتے ہوئے دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو۔''

نمازِ باجماعت کے لئے اٹھنے والے قدم

(۳۲) عَنْ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ أَحَدًا بَعْدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ کَانَتْ لَا تَخْطِئُهٗ صَلَاةٌ ،

فَقِیْلَ لَهٗ لَوِاشْتَرَاَیْتَ حِمَارًا تَرْکَبُهٗ فِی الظَّلْمَآءِ وَفِی الرَّمْضَآءِ ،

فَقَالَ مَایَسُرُّنِیْ اَنَّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ ، اِنِّیْ أُرِیْدُ اَنْ

يُكْتَبَ لِيُ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرُ جُوْعِيُ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيُ ،
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ (مسلم۔ترغیب)

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی کا مکان مسجدِ نبویؐ سے بہت دوری پر واقع تھا، لیکن وہ مسجدِ نبویؐ میں برابر آتے تھے۔کوئی نماز فوت نہیں ہوتی تھی۔
ان سے کسی نے کہا کہ کوئی خچر کیوں نہیں خرید لیتے تا کہ گرمی کے موسم میں اور اندھیری راتوں میں اس پر سوار ہوکر مسجد پہنچو۔
انہوں نے جواب دیا ''میں مسجد کے قریب گھر کو نہیں پسند کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ پیدل چل کر پہنچوں اور آنے جانے میں جتنے قدم اٹھیں وہ میرے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں۔''
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ''ان کے ہر قدم کا ثواب اللہ تعالیٰ انہیں دے گا۔''

فجر وعشاء کی جماعت صحابہؓ کی نظر میں

(۳۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ:
كُنَّا اِذَا فَقَدْ نَاالرَّجُلَ فِي الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ اَسَأْنَا بِهِ الظَّنَّ۔
(ترغیب بحوالہ طبرانی وابنِ خزیمہ)

''حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص کو فجر اور عشاء کی نماز باجماعت میں نہیں پاتے تھے تو اس کے بارے میں برا گمان قائم کرتے تھے۔''
تشریح:۔ یعنی ایسے شخص کے بارے میں ہم کو نفاق کا شبہ ہونے لگتا۔منافقین بالعموم فجر اور عشاء میں نہیں آتے تھے۔اس زمانے میں بجلی کی روشنی تو تھی نہیں، چھپنے کے مواقع حاصل تھے اس لئے یہ منافقین جن کے دل ایمان سے خالی تھے نہیں آتے تھے۔ان کے بارے میں قرآن مجید کا بیان یہ ہے ''وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى ''یعنی یہ نماز میں نہیں آتے مگر مارے باندھے، کسمساتے ہوئے۔

امام کے لئے سوچنے کی بات

(۳۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

مَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ ضَامِنٌ مَّسْئُوْلٌ لِّمَا ضَمِنَ ، وَاِنْ اَحْسَنَ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَا كَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَهُوَ عَلَيْهِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص لوگوں کی امامت کرے اُسے اللہ سے ڈرنا چاہئے' اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہے اور اس کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی۔ اگر اس نے بہتر طریق پر امامت کی تو مقتدیوں کے برابر اس کو اجر ملے گا بغیر اس کے مقتدیوں کے اجر میں کوئی کمی کی جائے۔ اور اس سے جو بھی کوتاہی سرزد ہوگی اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ مقتدیوں پر اس کا وبال نہ آئے گا۔''

نوافل گھر میں پڑھنے کی فضیلت

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا اَفْضَلُ ؟ الصَّلَاةُ فِيْ بَيْتِيْ اَوِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟

قَالَ أَلَا تَرىٰ اِلٰى بَيْتِيْ مَآ اَقْرَبَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ ، فَلَأَنْ اُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً۔

(ابن ماجہ، مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ :

نفل نماز اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

آپؐ نے فرمایا ''کیا تم نہیں دیکھتے میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے؟ نفل نماز گھر میں پڑھنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے مسجد میں پڑھنے سے۔ البتہ فرض نماز مسجد ہی میں جماعت سے پڑھی جائے گی۔''

نماز کی چوری

(۳۶) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةَ نِ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ یَسْرِقُ مِنَ الصَّلَاةِ؟

قَالَ لَایُتِمُّ رَكُوْعَهَا وَلَاسُجُوْدَهَا۔ (ترغیب، بحوالہ طبرانی وصحیح ابن خزیمہ)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرے۔''

لوگوں نے کہا

''اے اللہ کے رسولؐ نماز کو چرانے کا کیا مطلب ہے؟''

آپؐ نے بتایا کہ ''نماز کی چوری کا مطلب یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ ٹھیک سے نہ کرے۔''

شیرازۂ اسلام کا بکھرنا

(۳۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُنْقَضَنَّ عُرَی الْاِسْلَامِ عُرْوَةً ، فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِیْ تَلِیْهَا ، فَأَوَّلُهُنَّ نَقْضًا نِ الْحُكْمُ وَاٰخِرُهُنَّ الصَّلٰوةُ۔ (ترغیب، بحوالہ صحیح ابن حبان)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''(ایک وقت ایسا آئے گا) کہ اسلام کے شیرازے ایک ایک کر کے بکھرنا شروع ہوں گے۔تو جب کوئی شیرازہ بکھرے گا تو بجائے اس کو جوڑنے کے بقیہ شیرازوں پر لوگ قناعت کر لیں گے.....تو سب سے پہلے جو شیرازہ بکھرے گا حکومتِ عادلہ (خلافتِ راشدہ، حکومتِ الٰہیہ) کا شیرازہ ہوگا۔اور آخری بکھرنے والا شیرازہ نماز ہوگی۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ دین کی بنیادیں ایک ایک کر کے تدریج کے ساتھ ختم ہوتی جائیں گی۔ سب سے پہلے اسلام کا سیاسی اقتدار ختم ہوگا پھر زوال کی رفتار بڑھتی ہی جائے گی اور آخری کڑی بھی اس زنجیر کی ٹوٹ جائے گی۔لوگ نماز پڑھنی چھوڑ دیں گے، امت کی اکثریت نماز کی تارک ہو جائے گی اور یہ زوال کا آخری نقطہ ہوگا۔

زکوٰۃ کی دین میں اہمیت

(۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ:

أُمِرْنَا بِإِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ، وَمَنْ لَّمْ يُزَكِّ فَلَا صَلَاةَ لَهٗ۔ (وَفِیْ رِوَايَةٍ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ يَّنْفَعُهٗ عَمَلُهٗ) (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
''ہم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو شخص نماز پڑھے مگر زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز اللہ کے یہاں مقبول نہ ہوگی۔''
اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ''ایسا شخص مسلمان نہیں ہے جس کو اس کا عمل قیامت میں نفع نہ دے۔''

زکوٰۃ۔ خدا کا حق

(۳۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
اِذَا أَدَّيْتَ زَكٰوةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ، وَمَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ فِيْهِ اَجْرٌ وَّكَانَ اِصْرُهٗ عَلَيْهِ۔
(ترغیب بحوالہ ابن خزیمہ، وابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ (مفروضہ) ادا کر دی تو تم اللہ کے حق سے سبکدوش ہو گئے۔ اور جس نے حرام مال جمع کیا اور اسے اللہ کی راہ میں دیا تو اس پر اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔''

رمضان میں روزہ اور تراویح

(۴۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ، فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (ترغیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے نمازِ تراویح تجویز کی پس جو لوگ رمضان میں روزے رکھیں گے اور تراویح پڑھیں گے ایمان اور احتساب (اجرِ آخرت کی نیت) کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوں گے جیسے اس دن جب کہ وہ پیدا ہوئے تھے گناہوں سے پاک تھے۔''

تشریح:- حدیث میں قیام کا لفظ آیا ہے جس سے مراد تراویح ہے۔ جو شخص مومن ہو اور اجرِ آخرت کی نیت سے یہ دونوں کام کرے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ رہے وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں، وہ تو اسی وقت معاف ہوں گے جب کہ صاحبِ حق کو اس کا حق لوٹا دیا جائے یا وہ بخوشی معاف کر دے۔

سحری کھانے کی تاکید

(۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ ،
فَقَالَ اِنَّهَا بَرَكَةٌ اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ اِيَّاهَا فَلَاتَدَعُوْهَا۔ (نسائی، ترغیب)

عبداللہ بن حارثؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب آپؐ سحری کھا رہے تھے۔
اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سحری کھانا باعث برکت ہے۔ یہ برکت اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو عطا کی ہے تو سحری کھانا مت چھوڑنا۔''

تشریح:- یہود اپنے روزوں میں سحری نہیں کھاتے تھے۔ اور یہ ان کی وہ بدعت تھی جو ان کے عالموں نے ایجاد کی تھی یا ان کی سرکشی اور بغاوت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے سحری کھانے سے منع کر دیا تھا۔ آخری نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہلکے پھلکے احکام دیئے گئے۔ اور بہت سی آسانیوں سے نوازا گیا۔ انہی آسانیوں میں سے ایک آسانی سحری کھا کر روزہ رکھنا بھی ہے۔
سحری کے بابرکت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روحانی برکت کے ساتھ ساتھ سحری کھا کر روزہ رکھنے سے دن میں اللہ کی عبادت اور دوسرے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔

روزہ، جسم کی زکوٰۃ

(۴۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِكُلِّ شَیْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ وَالصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''ہر گندگی دُور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ نے بنائی ہے۔ اور جسم کو (امراض سے) پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔''
تشریح:- جدید تحقیقات کی رُو سے تمام مسلم اور غیر مسلم ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی طرز پر روزہ رکھنے سے بہت سی مہلک بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اور روزہ کے نصف صبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو دوسروں عبادتوں سے زیادہ خالص اور شائبہ ریا سے پاک ہے۔ اس لئے اس سے نفس وغیرہ پر قابو پانے کی جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ تمام دوسری عبادتوں سے حاصل ہونے والی قوت سے نصف حصہ کے برابر ہوگی۔ واللہ اعلم۔

روزہ ڈھال ہے

(۴۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:
اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْقِتَالِ۔
(ترغیب وترہیب)

عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا:
''جس طرح لڑائی میں تمہارے پاس ڈھال ہوتی ہے جو دشمن کے حملوں سے تمہیں بچاتی ہے اسی طرح یہ روزہ تمہارے لئے ڈھال ہے، جو جہنم سے بچانے والی ہے۔''

افطار کی دُعا اور اس کا اجرِ عظیم

(۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَّصُوْمُ فَيَقُوْلُ عِنْدَ اِفْطَارِہٖ ، يَا عَظِيْمُ يَاعَظِيْمُ وَاَنْتَ اِلٰهِىْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اغْفِرْلِىَ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ فَاِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا الْعَظِيْمُ، اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (ترغیب وترہیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو مسلمان روزہ رکھے اور شام کے وقت یہ دعا پڑھے' (یاعظیم یاعظیم سے العظیم تک)

تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح کہ وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

تشریح:- اس حدیث میں جو دعا افطار کے وقت کی بتائی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

اے صاحبِ عظمت خدا! اے عظیم اقتدار کے مالک! تو میرا مالک ہے۔ تیرے سوا کوئی اور میرا معبود نہیں ہے۔ میرے عظیم گناہوں کو تو معاف کر دے' اس لئے کہ عظیم ہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔

روزے کے آداب

(۴۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَآبَّكَ اَحَدٌ اَوْجَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّىْ صَآئِمٌ اِنِّىْ صَآئِمٌ

(ترغیب بحوالہ ابن خزیمۃ وابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صرف کھانا پانی چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے' اصلی روزہ تو یہ ہے کہ آدمی بے ہودہ اور بے کار باتوں اور شہوانی گفتگو سے بچے' پس اے روزہ دار اگر تجھے کوئی گالی دے یا جہالت پر اتر آئے تو' تو کہہ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں' میں روزہ رکھے ہوں۔'' (یعنی مشتعل ہو کر جوابی کارروائی نہ کرے)۔

سفر میں روزہ

(۴٦) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي السَّفَرِ ، فَمِنَّا الصَّآئِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ اَكْثَرُ نَاظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَآءِ ، فَمِنَّا مَنْ يَّتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهٖ ،

قَالَ فَسَقَطَ الصَّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ ،

فَضَرَبُوا الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُالرِّكَابَ ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ ،

وَفِي رِوَايَةٍ يَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَّجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَاِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ ، وَيَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَّجَدَ ضَعْفًا فَافْطَرَ فَاِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ہم میں سے کچھ لوگ روزہ سے تھے اور کچھ لوگ نہیں تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ ہم لوگوں نے پڑاؤ ڈالا اور نہایت گرم دن تھا اور سب سے زیادہ آرام اور سائے میں وہ لوگ تھے جن کے پاس کمبل تھے۔اور کچھ لوگ صرف ہاتھ سے سورج کی تپش سے بچاؤ کررہے تھے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں یہاں پہنچ کر روزہ دار لوگ تو پڑ گئے۔اور جو لوگ روزہ سے نہیں تھے وہ اٹھے انہوں نے خیمے گاڑے اور سواریوں کو پانی پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آج وہ لوگ سارا اجر سمیٹ لے گئے جو روزے سے نہیں تھے۔''

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ

''ان کی (یعنی صحابہؓ) کی رائے یہ ہے کہ جو مسافر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے اور جو مسافر اپنے اندر کمزوری محسوس کرتا ہو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ روزہ نہ رکھے۔''

تشریح:۔ غالباً یہ سفر فتح مکہ کا سفر ہے جو رمضان میں ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران کسی مقام پر اپنا روزہ توڑ دیا تھا تاکہ لوگ بھی توڑ دیں۔ لیکن کچھ لوگوں نے اپنا روزہ باقی رکھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت نہیں کی تھی۔ جب لوگوں نے کسی جگہ قیام کیا تو جو لوگ روزہ سے تھے وہ نڈھال ہو چکے تھے اور جو لوگ روزہ سے نہیں تھے وہ پورے نشاط کے ساتھ اٹھے خیمے گاڑے اور سواریوں کو پانی پلایا۔

(۴۷) عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ فِىْ ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَآءُ،

قَالَ مَابَالُ صَاحِبِكُمْ؟

قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَآئِمٌ،

قَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِى السَّفَرِ، وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِىْ رَخَّصَ لَكُمْ فَاقْبَلُوْهَا۔ (نسائی۔ترغیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو درخت کے سائے میں بے ہوش پڑا تھا' لوگ اسے پانی کے چھینٹے دے رہے تھے۔

آپؐ نے پوچھا کہ "اس کو کیا ہو گیا ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ روزہ سے تھے' برداشت نہ کر سکے' غشی آ گئی ہے

آپؐ نے فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے اور تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ۔"

تشریح:۔ جس آدمی کا ڈھانچہ کمزور رہا اور روزہ رکھنے کی شکل میں اس طرح کی صورتِ حال سے دوچار ہونے کا ظن غالب ہو تو ایسے آدمی کو خدا کی بخشی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

روزۂ رمضان کی اہمیت

(۴۸) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَّمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ يَقْضِهٖ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ۔ (ترمذی' ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جو شخص رمضان کا ایک روزہ بھی بلا عذر شرعی (سفر اور مرض) چھوڑ دے، پھر مدت العمر روزے اس کی تلافی کے لئے رکھے تب بھی اس کی ایک روزہ کی کمی پوری نہ ہوگی۔''

روزہ خوروں کا ہولناک انجام

(۴۹) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَـآ اَنَا نَائِمٌ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَأَخَذَا بِضَبْعَیَّ فَاَتَیَابِیْ جَبَلًا وَّعْرًا فَقَالَآ اِصْعَدْ ، فَقُلْتُ اِنِّیْ لَـآ اُطِیْقُهٗ ، فَقَالَآ اِنَّا سَنُسَهِّلُهٗ لَكَ فَصَعِدْتُّ حَتّٰی اِذَا كُنْتُ فِیْ سَوَآءِ الْجَبَلِ اِذَا بِاَصْوَاتٍ شَدِیْدَةٍ ،
قُلْتُ مَا هٰذِهِ الْاَصْوَاتُ؟
قَالُوْا هٰذَا عُوَآءُ اَهْلِ النَّارِ ،
ثُمَّ انْطُلِقَ بِیْ فَاِذَا اَنَا بِقَوْمٍ مُّعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِهِمْ مُّشَقَّقَةً اَشْدَاقُهُمْ دَمًا ،
قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ ؟
قَالَ الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ۔ (ترغیب بحوالہ ابن خزیمہ وابن حبان)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا' آپؐ فرمارہے تھے ''میں سو رہا تھا کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے میرا شانہ پکڑا اور مجھے ایک سخت دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھے اس پہاڑ پر چڑھنے کے لئے کہا تو میں نے انہیں بتایا کہ میں اس پر چڑھ نہیں سکتا۔
ان دونوں نے کہا کہ ہم آپؐ کے لئے آسانی پیدا کریں گے' چڑھو۔
چنانچہ میں چڑھ گیا اور جب پہاڑ پر بیچ میں پہنچا تو میں نے وہاں کچھ شدید قسم کی چیخیں سنیں تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا آوازیں آرہی ہیں؟
انہوں نے بتایا کہ یہ اہل جہنم کی چیخیں ہیں۔
پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو کچھ ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا جو الٹے ٹانگ دیئے گئے ہیں' ان کے جبڑے پھاڑ دیئے گئے ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔

تو میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟
تو بتایا کہ یہ روزہ خور لوگ ہیں، یہ رمضان کے مہینے میں کھاتے پیتے تھے۔"

عید......انعام کا دن

(۵۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسِ نِ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْهِ ﷺ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَةُ عَلٰی اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا ، اُغْدُوْیَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ یَّمُنُّ بِالْخَیْرِ ثُمَّ یُثِیْبُ عَلَیْهِ الْجَزِیْلَ ، لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَقُمْتُمْ ، وَاُمِرْتُمْ بِصِیَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ ، وَاَطَعْتُمْ رَبَّکُمْ فَاقْبُضُوْا جَوَآئِزَکُمْ ،
فَاِذَا صَلُّوْا نَادٰی مُنَادٍ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ قَدْ عَفَرَلَکُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِیْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ فَهُوَ یَوْمُ الْجَآئِزَةِ وَیُسَمّٰی ذٰلِكَ الْیَوْمُ فِی السَّمَآءِ یَوْمَ الْجَآئِزَةِ۔ (ترغیب وترہیب)

سعد بن اوس انصاریؓ اپنے باپ حضرت اوس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
"جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو خدا کے فرشتے تمام راستوں کی نکڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ،
اے مسلمانو! رب کے پاس چلو جو بڑا کریم ہے اور جو نیکی اور بھلائی کی باتیں بتاتا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر بہت زیادہ انعام دیتا ہے۔ تمہیں اس کی طرف سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح پڑھی، تم کو دن میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت گزاری کی تو اب چلو اپنا انعام لے لو۔
اور جب لوگ عید کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو خدا کا ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ،
"اے لوگو! تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرما دی پس تم اپنے گھروں کو کامیاب و

کامران لوٹو! یہ عید کا دن انعام کا دن ہے اور اس دن کو فرشتوں کی دنیا میں (آسمان پر) ''انعام'' کا دن کہا جاتا ہے۔''

فریضۂ حج ادا کرنے میں جلدی

(۵۱) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ص قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
تَعَجَّلُوْا اِلَی الْحَجِّ یَعْنِی الْفَرِیْضَۃَ ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا یَدْرِیْ مَایَعْرِضُ لَہٗ۔ (ترغیب)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اے لوگو اگر تم پر حج فرض ہو چکا ہو تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرو اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کب کیا رکاوٹ پیش آ جائے۔''

تارکینِ حج کا انجام

(۵۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ
مَنْ لَّمْ تَحْبِسْہُ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ اَوْسُلْطَانٌ جَآئِرٌ وَّلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَآءَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا۔ (ترغیب بحوالہ بیہقی)

حضرت ابو امامہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ:

''اگر کسی شخص کو واقعی محتاجی نہیں ہے، بیمار بھی نہیں ہے اور کسی ظالم اقتدار کی طرف سے رکاوٹ بھی نہیں ہے پھر بھی اس نے حج نہیں کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اگر چاہے!''

تشریح:- اگر حج فرض ہو چکا ہے اور اس فرض کے ادا کرنے میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے پھر بھی حج نہیں کرتا تو اس کا ایمان خطرے میں ہے۔

زائرینِ حرم خدا کی نظر میں

(۵۳) عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ۔

(ترغیب وترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حج اور عمرہ (چھوٹا حج) کرنے والے اللہ کے معزز مہمان ہیں۔ اللہ نے انہیں اپنے یہاں آنے کے لئے کہا تو وہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جو بھی درخواست اس کی جناب میں انہوں نے پیش کی اللہ نے قبول فرمائی۔''

تشریح:۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں آئی ہیں۔ بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ انہوں نے مغفرت کی درخواست کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی۔ اور بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ حج کرنے والے جن لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہاں پھر یہ بات یاد رکھئے کہ ایسا گناہ جو بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے وہ معاف نہیں ہوگا جب تک کہ صاحبِ حق معاف نہ کرے۔

خواتین کا جہاد......حج اور عمرہ

(۵۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جِهَادُ الْكَبِیْرِ وَالضَّعِیْفِ وَالْمَرْءَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ:

''بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کے لئے حج اور عمرہ کرنا ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔''

حقیقی حج

(۵۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنِ الْحَاجُّ؟

قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ

قَالَ فَاَیُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ ؟

قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ ،

قَالَ وَمَا السَّبِیْلُ ؟

قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَۃ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حاجی کون ہے (یعنی حج کرنے والے کے اندر کیا خوبی ہونی چاہئے۔)

آپؐ نے فرمایا ''وہ جس کے بال پراگندہ ہوں اور جو میلے کچیلے کپڑے پہنے رہے۔''

اس نے پوچھا ''حج کے افعال میں سے کون سا فعل ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''بلند آواز سے لبیک والی دُعا پڑھنا اور قربانی کرنا۔''

اس نے پوچھا کہ ''السبیل سے کیا مراد ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''سواری اور راستے کا خرچ مراد ہے۔''

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کس طرح کے حج کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حج ایک عاشقانہ قسم کی عبادت ہے۔ جو لوگ محبوب کے گھر کی زیارت کو جائیں انہیں ہر وقت غسل کرنے اور کھانے پینے میں دلچسپی نہیں لینی چاہئے۔ انہیں تو جو وقت ملے اپنے محبوب کے ذکر و مناجات میں، دعا و استغفار میں اور یہ وزاری میں صرف کرنا چاہئے۔

آخری سوال اس نے یہ کیا کہ قرآن مجید میں حج والی آیت میں مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (آل عمران: ۹۷) کے الفاظ آئے ہیں اس نے پوچھا کہ سبیل کی استطاعت رکھنے سے کیا مراد ہے۔ آپؐ نے بتایا اللہ کے گھر تک پہنچنے کے لئے سواری ہونی چاہئے اور راستہ کا خرچ ہونا چاہئے۔

اہلِ عرفات پر خدا کی نظرِ کرم

(۵۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷛ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

فَاِذَا وَقَفَ بِعَرَفَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَنْزِلُ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ،

اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ شُعْثًا غُبْرًا جَآئُوْنِیْ شُعْثًا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب حاجی لوگ

عرفات میں ٹھہر کر دعا اور گریہ وزاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا تک آ جاتے ہیں اور فرشتوں سے کہتے ہیں۔

''میرے ان بندوں کو دیکھو' بال بکھرے ہوئے' غبار سے اَٹے ہوئے! دیکھو میرے پاس یہ اس حالت میں آئے ہیں۔''

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں جب لوگ پہنچتے ہیں اور گریہ وزاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اس موقع پر ان کی طرف اللہ کی رحمت خصوصی طور پر متوجہ ہوتی ہے۔

قربانی اور اخلاص

(۵۷) رُوِیَ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

یَـآ اَیُّهَـا الـنَّـاسُ ضَحُّوْا وَاحْتَسِبُوْا بِدِ مَآئِهَا ، فَاِنَّ الدَّمَ وَاِنْ وَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ فَاِنَّهٗ یَقَعُ فِیْ حِرْزِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا:

''اے لوگو قربانی کرو' جانوروں کا خون اخروی ثواب کی نیت سے بہاؤ' قربانی کے جانور کا خون اگر چہ ظاہراً زمین پر گرتا ہے (اور برباد ہوتا دکھائی دیتا ہے) لیکن حقیقتاً اللہ کے خزانے میں چلا جاتا ہے۔''

تشریح:- حدیث میں ''حرز'' کا لفظ آیا ہے' حرز اس صندوق کو کہتے ہیں جس میں آدمی اپنے کپڑے وغیرہ رکھتا ہے' مطلب یہ ہے کہ قربانی کے دن قربانی کرنا سب سے بڑا کارِ ثواب ہے' قربانی کے جانور کا خون...... ہماری مادی محدود نظر میں...... اگر چہ زمین پر گر کر برباد ہوتا ہے لیکن واقعتہً..... جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی...... وہ خدا کے خزانے میں چلا جاتا ہے اور قربانی کرنے والے کے لئے ذخیرہ بنتا ہے۔

بدنصیب کون ہے؟

(۵۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

یَـقُـوْلُ الـلّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ جِسْمَهٗ وَوَسَّعْتُ عَلَیْهِ

فِی الْمَعِیْشَةِ تَمْضِیْ عَلَیْهِ خَمْسَةُ اَعْوَامٍ لَّا یَفِدُ اِلَیَّ لَمَحْرُوْمٌ۔

(ترغیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ عز وجل کہتا ہے کہ جس بندے کو میں نے صحت اور تندرسی بخشی اور روزی میں فراخی اور کشادگی دی اور پھر پانچ سال کی مدت گزر جائے میرے پاس نہ آئے تو ایسا شخص محروم القسمت اور بدقسمت ہے۔''

تشریح:۔ تندرستی اور روزی کی کشادگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ دونوں نعمتیں جسے حاصل ہوں اس کو زیادہ سے زیادہ خدا سے تعلق جوڑنا چاہئے۔ اور قولاً وعملاً ہر طرح سے شکر گزار بندہ بننا چاہئے۔ لیکن یہ نعمتیں پا کر ایک دن یا اک ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک سال نہیں بلکہ پانچ پانچ سال تک خدا کے پاس یعنی بیت اللہ حج کے لئے نہیں جاتا تو اس سے زیادہ محرومی کی بات کیا ہوگی۔ اسے جاننا چاہئے کہ جس نے اس کو صحت دی ہے وہ چھین بھی سکتا ہے۔ اور جس نے اس کو رزق کی کشائش سے نوازا ہے اسے پل بھر میں دانے دانے کا محتاج بنا سکتا ہے۔ اس صحت اور دولت کو غنیمت سمجھے اور جلد از جلد فریضۂ حج سے فارغ ہو۔ معلوم نہیں کہ آئندہ یہ نعمتیں اسے حاصل بھی رہیں گی یا نہیں۔

ارکانِ اسلام کا یکساں اہتمام

(۵۹) عَنْ زِیَادِ بْنِ نُعَیْمِ نِ الْحَضْرَمِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللّٰهُ فِی الْاِسْلَامِ ، فَمَنْ اَتٰی بِثَلَاثٍ لَّمْ یُغْنِیْنَ عَنْهُ شَیْئًا حَتّٰی یَأْتِیَ بِهِنَّ جَمِیْعًا نِ الصَّلٰوةُ وَالزَّکٰوةُ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَحِجُّ الْبَیْتِ۔ (مسند احمد)

حضرت زیاد بن نعیم حضرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اسلام میں چار عبادتیں اللہ کی فرض کردہ ہیں، جو شخص ان میں سے تین عبادتیں بجالائے (اور چوتھی چھوڑ دے) تو وہ تینوں اس کے کام نہ آئیں گی جب تک چاروں ادا نہ کرے۔ وہ چار فرض عبادتیں ہیں: نماز، زکوٰۃ، رمضان کا روزہ اور حج۔

تشریح:- یہ حدیث اور دوسری ہم معنی حدیثیں بتاتی ہیں کہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی دین میں کیا اہمیت ہے، خاص طور پر آج کل کے مسلمانوں کے لئے یہ حدیثیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ بہت بڑی اکثریت نماز کی تارک ہے، پھر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بہت سے لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے، کچھ صرف روزہ رکھتے ہیں نماز کے قریب نہیں جاتے، اور نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، کچھ نماز، روزہ، اور زکوٰۃ کی فکر کرتے ہیں مگر حج سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنبیہ فرماتے ہیں کہ یہ چاروں کام انجام دو، اگر تین کرو گے اور چوتھا کام چھوڑے رکھو گے تو آخرت میں بڑی مشکل میں پھنس جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ میں نے تم پر چار بنیادی فرائض عائد کئے تھے، تین، یا دو، یا ایک نہیں، پھر یہ تقسیم تم نے کس اختیار و اقتدار کی رو سے کی؟ بندہ ہو کر خدا کس طرح بن بیٹھے؟ بندگی کا اقرار کر کے، کلمہ پڑھ کر، مسلمان ہو کر، نبیؐ کے امتی ہوتے ہوئے یہ بغاوت کیوں کی.........؟ تو بتایئے لوگ کیا جواب دیں گے اور کیسے دردناک انجام سے دوچار ہوں گے!

☆......☆......☆

والدین کا حق

(۶۰) عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ:
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلِدِهِمَا؟
قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ حدیث بیان ہوئی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ''والدین کا حق ان کی اولاد پر کیا ہے؟''
آپؐ نے فرمایا ''وہ تمہاری جنت اور جہنم ہیں۔''

تشریح:- اُن کے حقوق ادا کرو گے' ان کی خدمت کرو گے تو جنت کے مستحق ہو گے' اور اگر ان کا حق نہ پہچانو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔

ایک دوسری حدیث (نمبر ۱۴۲ راہِ عمل) اور قرآن مجید کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں بڑھا ہوا ہے' قرآن مجید میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کے معاً بعد اُن مصیبتوں اور زحمتوں کا ذکر ہوا ہے جو ماؤں کو حمل کے زمانے میں' دودھ پلانے اور پالنے کے زمانے میں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ ماں کے عظیم حق کا اندازہ ایک حدیث سے کیجئے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَقَالَ
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ حَجَجْتُ بِأُمِّیْ مِنَ الْیَمَنِ عَلٰی ظَهْرِیْ ، وَطُفْتُ بِهَا الْبَیْتَ وَسَعَیْتُ بِهَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، وَوَقَفْتُ بِهَا فِیْ عَرَفَاتٍ ، وَدَلَفْتُ بِهَا اِلَی الْمُزْدَلِفَةِ ، وَرَمَیْتُ لَهَا الْجِمَارَ بِمِنًی ، فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ وَهِیَ عَجُوْزٌ لَاحَرَاكَ بِهَا ، وَاَنَا اَحْمِلُهَا عَلٰی ظَهْرِیْ ، فَهَلْ أَدَّیْتُ حَقَّهَا؟
قَالَ لِاَنَّهَا فَعَلَتْ مَافَعَلَتْ بِكَ فِیْ صِغَرِكَ وَهِیَ تَتَمَنّٰی حَیَاتَكَ ، وَاَنْتَ فَعَلْتَ مَافَعَلْتَ بِهَا وَاَنْتَ تَتَمَنّٰی مَوْتَهَا۔ (الوعی' العدد ۵۸ السنۃ الخامسۃ)

اس کا ترجمہ یہ ہے:-
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا'

''اے اللہ کے رسولؐ میں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر لاد کر حج کرایا ہے' اسے اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا' صفا ومروہ کے درمیان سعی کی' اسے لئے ہوئے عرفات گیا' پھر اسی حالت میں اسے لئے ہوئے مزدلفہ آیا اور منٰی میں کنکری ماری۔ وہ نہایت بوڑھی ہے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ میں نے یہ سارے کام اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے انجام دیئے ہیں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''نہیں' اس کا حق نہیں ادا ہوا۔''

اس آدمی نے پوچھا ''کیوں؟''

آپؐ نے فرمایا ''یہ اس لئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں جھیلیں اس تمنا کے ساتھ کہ تم زندہ رہو اور تم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اس حال میں کیا ہے کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔''

جنت ماں کے قدموں کے تلے

(٦١) عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَآءِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَوَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ ،
فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ أُمٍّ؟
قَالَ نَعَمْ ،
قَالَ فَالْزَمْهَا، فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا (مسند احمد)

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد (جاہمہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا'

اے اللہ کے رسولؐ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں' حاضر ہوا ہوں مشورہ حاصل کرنے کے لئے (آپؐ کیا فرماتے ہیں)

آپؐ نے پوچھا کہ ''تمہاری ماں موجود ہے؟''

انہوں نے کہا ہاں وہ زندہ ہیں'

آپؐ نے فرمایا ''پھر تو تم اُن کی خدمت میں لگے رہو' تمہاری جنت ان کے قدموں میں ہے۔''

تشریح:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ ان کی ماں زندہ ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ ضعیف ہو چکی ہیں، بیٹے کی خدمت کی محتاج ہیں، اور بیٹے کو جہاد میں شرکت کی تمنا تھی، آپؐ نے بتایا کہ تمہارے جہاد کا میدان تو تمہارے گھر میں ہے، جاؤ اور ماں کی خدمت میں لگو...... اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کے والدین زندہ ہوں وہ دین کی خدمت کے لئے نہ نکلے، بیشتر صحابہ کرام کے والدین زندہ تھے اور وہ جہاد اور دعوتِ دین کے لئے باہر جاتے تھے۔

والدین کے لئے دُعا واستغفار کا صلہ

(۶۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْاَحَدُ هُمَا وَاَنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبُهُ اللّٰهُ بَارًّا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

’’اگر کسی آدمی کے ماں باپ دونوں انتقال کر جائیں اور یہ ان کی زندگی میں نافرمان رہا (پھر اس کو ہوش آجاتا ہے) تو برابر ان کے حق میں دُعا کرتا رہے، ان کی بخشش کی استدعا کرتا رہے تو اس آدمی کو اللہ تعالیٰ والدین کا فرماں بردار قرار دے کر نافرمانی کے وبال سے بچا لے گا۔‘‘

والدین کی وفات کے بعد ان سے حسنِ سلوک کی صورتیں

(۶۳) عَنْ اَبِیْ اَسِيْدٍ مَّالِكِ بْنِ رَبِيْعَةَ السَّاعِدِیِّ ﷺ قَالَ:

بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَقَالَ:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟

قَالَ: نَعَمِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِ هِمَا مِنْ بَعْدِ هِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا، وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد وابن ماجہ وابن حبان)

حضرت ابواسید مالک ابن ربیعہ ساعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا' اس نے پوچھا کہ'
''اے اللہ کے رسولؐ ' میرے والدین وفات پا چکے ہیں تو کیا ان کا کوئی حق میرے ذمہ رہ گیا ہے جسے ادا کرنا چاہئے۔
آپؐ نے فرمایا'' ہاں' والدین کے مرنے کے بعد بیٹے پر ان کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے دعا واستغفار کرتے رہیں' ان کی وصیتیں پوری کریں' ان سے تعلق رکھنے والے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں' اور ماں باپ کے دوست اور احباب کی عزت اور خاطر داری کریں۔''

خالہ کے ساتھ حسنِ سلوک

(۶۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ أَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا كَبِيْرًا فَهَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ؟
فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَكَ وَالِدٰنِ؟
قَالَ : لَا
قَالَ فَلَكَ خَالَةٌ
قَالَ نَعَمْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِرَّهَا اِذًا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ'' اے اللہ کے رسولؐ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے تو کیا اس سے توبہ کی کوئی (عملی) شکل ہے۔
آپؐ نے اس سے پوچھا'' کیا تمہارے والدین زندہ ہیں۔''
اس نے کہا'' نہیں''
آپؐ نے پوچھا'' کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟''
اس نے کہا'' ہاں''
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تو جاؤ اور اس کی خدمت کرو۔''
تشریح:۔ توبہ کی عام شکل تو یہ ہے کہ آدمی اپنے کئے پر پچھتائے' اس کا دل روئے اور اللہ سے معافی مانگے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الٰہی کی رو سے یہ جانا کہ اگر ماں یا خالہ کے ساتھ

حسنِ سلوک کیا جائے تو یہ گناہ دُھل سکتا ہے۔ یہ بات پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

احترامِ معلم

(۶۵) رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
تَعَلَّمُو الْعِلْمَ ، وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِیْنَةَ وَالْوَقَارَ ، وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"علمِ دین سیکھو اور دینی علم کے لئے وقار و سنجیدگی سیکھو اور جن سے تم دین کا علم حاصل کرو اُن سے خاکسارانہ برتاؤ رکھو۔"

تشریح:۔ علماء کی تحقیقی رائے یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا درجہ ماں باپ کا ہے، پھر استاذ کا، وہ جسمانی مربی ہیں اور یہ دینی مربی ہیں۔ اور جسمانی تربیت کے بعد دینی و اخلاقی تربیت کا دور آتا ہے، ماں باپ معمار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اساتذہ بنی ہوئی عمارت کو نقش و نگار سے سجاتے ہیں۔

شوہر کا حق

(۶۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:
جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ ،
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، إِنِّیْ وَافِدَةُ النِّسَآءِ إِلَیْكَ ، هٰذَا الْجِهَادُ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى الرِّجَالِ ، فَاِنْ اُصِیْبُوْا اُجِرُوْا ، وَإِنْ قُتِلُوْا كَانُوْا اَحْیَآءً عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ـ وَنَحْنُ مَعْشَرُ النِّسَآءِ نَقُوْمُ عَلَیْهِمْ ، فَمَا لَنَا مِنْ ذَالِكَ ؟
قَالَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
أَبْلِغِیْ مَنْ لَّقِیْتِ مِنَ النِّسَآءِ أَنَّ طَاعَةَ الزَّوْجِ وَاعْتِرَافًا بِحَقِّهٖ یَعْدِلُ ذٰلِكَ وَقَلِیْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ یَّفْعَلُهٗ ،
رَوَاهُ الْبَزَّارُ هٰكَذَا مُخْتَصَرًا وَالطِّبْرَانِیُّ فِیْ حَدِیْثٍ قَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ ثُمَّ جَاءَتْهُ یَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ :

إِنِّى رَسُوْلُ النِّسَآءِ إِلَيْكَ ، وَمَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ عَلِمَتْ اَوْلَمْ تَعْلَمْ إِلَّا وَهِىَ تَهْوَىٰ مَخْرَجِىْ إِلَيْكَ ، اَللّٰهُ رَبُّ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ ، كَتَبَ اللّٰهُ الْجِهَادَ عَلَى الرِّجَالِ ، فَإِنْ اَصَابُوْا اُجِرُوْا وَإِنْ اَسْتُشْهِدُوْا كَانُوْا اَحْيَآءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ فَمَا يَعْدِلُ ذٰلِكَ مِنْ اَعْمَالِهِمْ مِنَ الطَّاعَةِ؟

قَالَ : طَاعَةُ اَزْوَاجِهِنَّ وَالْمَعْرِفَةُ بِحُقُوْقِهِمْ ، وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ يَّفْعَلُهٗ۔

(ترغیب وترہیب)

حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی' اس نے کہا:
اے اللہ کے رسولؐ مجھے عورتوں نے آپؐ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔(دیکھئے) یہ جہاد صرف مردوں پر فرض ہوا ہے اگر وہ زخمی ہو جائیں تو اجر پائیں' شہید ہو جائیں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں گے' اس کے انعامات سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے اور ہم عورتیں ان کے پیچھے ان کے گھر اور بچوں کی نگرانی کرتی ہیں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ''جن عورتوں سے تم ملو ان کو یہ بات پہنچا دو کہ شوہروں کی اطاعت کرنا اور ان کے حقوق کو پہچاننا جہاد کے برابر درجہ رکھتا ہے۔لیکن تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔''
اور طبرانی میں یہی حدیث آئی ہے' جس کا مضمون یہ ہے۔
''نمائندہ عورت نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا'' ''مجھے عورتوں نے آپؐ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔اور ہر عورت چاہے اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو مگر یہ کہ وہ میرے آپؐ کے پاس آنے کو پسند کرتی ہے۔(دیکھئے) اللہ عورتوں اور مردوں دونوں کا آقا اور معبود ہے۔اور آپؐ مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔مردوں پر جہاد فرض ہوا ہے (عورتوں پر نہیں) اگر وہ دشمن کو ماریں تو اجر پائیں (اور غنیمت بھی ملے) اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو اعلیٰ درجے کی زندگی اپنے رب کے یہاں پائیں اور اس کے انعامات سے فائدہ اٹھائیں۔تو ہم کس قسم کی اطاعت گزاری کریں کہ جو اُن کے کارِ جہاد کے برابر ہو۔
آپؐ نے بتایا ''شوہروں کی اطاعت گزاری اور ان کی حقوق شناسی کا وہی مرتبہ ہے جو مردوں کے جہاد کا ہے۔اور تم میں سے کم ہی ایسا کرنے والی ہیں۔''

بیوی کا حق

(۶۷) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ ، فَإِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا فَدَارِهَا تَعِيْشُ بُهَا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو تو توڑ ڈالو گے۔ پس اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تو اچھی زندگی گزرے گی۔''

تشریح:- عورت پسلی سے پیدا کی گئی' اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے مزاج اور اس کے سوچنے اور کرنے کا ڈھنگ مرد کے مزاج سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اور خاندانی نظام میں شوہر کو سربراہی اور بالا دستی حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے جذبات وحسیات کی پروا نہ کرے' صرف اپنی بات منوانے پر اصرار کرے تو گھر حقیقی مسرتوں سے محروم اور جھگڑے فساد کا جہنم بن جائے گا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو عورتوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے پیش آنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو بالآخر طلاق کی نوبت آئے گی جو خدا کی شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے اور اس کی حیثیت آخری علاج کی ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ عورتیں ٹیڑھی ہوتی ہیں اور مرد بڑے سیدھے ہوتے ہیں بلکہ یہ حدیث صرف اس لئے آپؐ نے ارشاد فرمائی ہے کہ غیر الٰہی جاہلی نظاموں میں عورت کے ساتھ حسنِ سلوک سے نہیں پیش آتے۔ تم لوگ خدا کے بندے ہو اس لئے ان سے اچھا سلوک کرو۔

چنانچہ بعض روایتوں میں آخری ٹکڑا یہ ہے فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا۔
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوہروں کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرو یعنی تم ان سے اچھا برتاؤ کرو اور دوسروں کو بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرو۔

اولاد کا حق

(۶۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
أَكْرِمُوْا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوْا أَدَبَهُمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن ماجہ)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:
''تم لوگ اپنی اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دو۔''

تربیتِ اہل و اولاد

(۶۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أنّی النَّبِیَّ ﷺ قَالَ
لَا یَسْتَرْعِی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَبْدًا رَّعِیَّةً قَلَّتْ اَوْ کَثُرَتْ اِلَّا سَأَلَهُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَنْهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَقَامَ فِیْهَا اَمْرَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی أَمْ اَضَاعَهُ حَتّٰی یَسْأَلَهُ عَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ خَاصَّةً۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ جب کسی بندے کو کچھ لوگوں پر اقتدار بخشتا ہے تو چاہے وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں، اس بندے سے اللہ قیامت کے دن اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں محاسبہ ضرور کرے گا کہ جو لوگ اس کے ماتحت تھے ان پر اللہ کا دین جاری کیا یا اس کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی کے اپنے مخصوص اہلِ خاندان (بیوی بچوں) کے بارے میں بھی سوال کرے گا۔''
تشریح:۔ یعنی شوہر سے بیوی بچوں اور دوسرے زیرِ کفالت لوگوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان کی دینی و اخلاقی تربیت کہاں تک کی۔ اگر آدمی نے اپنے بس بھر ان کو دین سکھانے اور دین دار بنانے کی کوشش کی تو چھٹکارا مل جائے گا ورنہ بڑی مشکل میں پھنس جائے گا چاہے وہ اپنی ذات کی حد تک کتنا ہی خدا پرست اور دین دار ہو۔

غریب مسلمانوں کا حق

(۷۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اِدْخَالُكَ السُّرُوْرَ عَلٰی مُؤْمِنٍ اَشْبَعْتَ جُوْعَتَهٗ اَوْ کَسَوْتَ عَوْرَتَهٗ اَوْقَضَیْتَ لَهٗ حَاجَةً۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ''سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟''
آپؐ نے فرمایا ''کسی مسلمان کا دل خوش کر دینا بڑے ثواب کا کام ہے، اگر بھوکا ہو کھانا کھلا

دو۔اس کے پاس کپڑے نہ ہوں تو کپڑے پہنا دو یا اس کی کوئی ضرورت اٹکی ہوئی ہو تو اسے پوری کر دو۔"

مسلمانوں کی حاجت روائی

(۷۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ ، رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ اَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ،

وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰی مُؤْمِنًا عَلٰی ظَمَأٍ سَقَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ ،

وَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ کَسَامُؤْمِنًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' "جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔

جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلایا تو اللہ اس کو قیامت کے دن مہر بند شراب (یعنی بہترین مشروب نشے سے پاک) پلائے گا۔

اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا جسم کے ننگے ہونے کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنتی پوشاک پہنائے گا۔"

ناداروں کی مدد کا صلہ

(۷۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ ﷺ

مَنْ اَطْعَمَ أَخَاہُ حَتّٰی یُشْبِعَہٗ ، وَسَقَاہُ مِنَ الْمَآءِ حَتّٰی یُرْوِیَہٗ بَاعَدَہُ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ مَابَیْنَ کُلِّ خَنْدَقَیْنِ مَسِیْرَۃُ خَمْسِمِائَۃِ عَامٍ

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور پانی سے اس کی پیاس بجھائی تو اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن اس کو جہنم سے سات خندقوں کے فاصلے پر رکھے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کے سفر کا فاصلہ ہے۔

نیکی کی طرف متوجہ کرنے والا

(۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:
اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ وَاللّٰهُ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ۔

(ترغیب وترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''جو شخص کسی کو نیک کام بتائے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کرنے والے کو ملے گا۔ اور اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مصیبت زدہ (خواہ کوئی ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم) کی مدد کی جائے۔''

ملازمین کے ساتھ نرمی

(۷۴) وَعَنْ أَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ ﷺ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَیِّئُ الْمَلَكَةِ،
قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَیْسَ اَخْبَرْتَنَا أَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَكْثَرُ الْاُمَمِ مَمْلُوْكِيْنَ وَيَتَامٰى،
قَالَ نَعَمْ، فَاَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ اَوْلَادِكُمْ، وَاَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ،
قَالُوْا، فَمَا يَنْفَعُنَا مِنَ الدُّنْيَا؟
قَالَ، فَرَسٌ تَرْبِطُهٗ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَمْلُوْكُكَ يَكْفِيْكَ، فَاِذَا صَلّٰى، فَهُوَ اَخُوْكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد وابن ماجہ وترمذی)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو اپنے اقتدار واختیار کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہو۔'' (نوکروں اور غلاموں پر سختی کرتا ہو)
لوگوں نے کہا،

''اے اللہ کے رسولؐ کیا آپؐ نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت میں یتیم اور غلام زیادہ ہوں گے۔'' آپؐ نے فرمایا ''ہاں میں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے تو تم لوگ ان (یتیموں اور غلاموں) کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہو ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔''

لوگوں نے پوچھا ''ہم کو دُنیا کی کون سی چیز (آخرت) میں نفع پہنچائے گی؟''

آپؐ نے فرمایا ''وہ گھوڑا جسے تم تھان پر باندھ کر کھلاؤ تاکہ اس پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو، تمہارا غلام تمہاری جگہ کام کرتا ہے اس سے اچھا سلوک کرو اور اگر وہ نماز پڑھتا ہو (مسلمان ہو) تو وہ تمہارے اچھے برتاؤ کا زیادہ مستحق ہے۔''

تشریح:- اس حدیث میں غلاموں کا ذکر ہے، یہی حکم گھر کے مستقل نوکروں کا بھی ہے۔

برداشت کے مطابق بوجھ ڈالنا

(۷۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:

لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ وَكِسْوَتُهٗ ، وَلَا یُكَلَّفُ اِلَّا مَایُطِیْقُ، فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَأَعِیْنُوْهُمْ وَلَا تُعَذِّبُوْا عِبَادَ اللّٰهِ خَلْقًا اَمْثَالَكُمْ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے غلاموں کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں کھانا پانی دو اور کپڑے پہناؤ، اور ان پر کاموں کا اتنا ہی بوجھ ڈالو جتنا وہ اٹھا سکتے ہوں، اور اگر بھاری کام ان سے کراؤ تو تم ان کی مدد کرو، اور اے اللہ کے بندو ان لوگوں کو جو تمہاری طرح اللہ کی مخلوق اور تمہاری طرح انسان ہیں عذاب اور تکلیف میں مت مبتلا کرو۔''

ملازموں کے ساتھ نرمی کا صلہ

(۷۶) وَعَنْ عُمَرَبْنِ حُرَیْثٍ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:

مَا خَفَّفْتَ عَلٰی خَادِمِكَ مِنْ عَمَلِهٖ كَانَ لَكَ اَجْرًا فِیْ مَوَازِیْنِكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابویعلیٰ)

حضرت عمر بن حریث رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تم اپنے ملازموں سے جتنی ہلکی خدمت لو گے اتنا ہی اجر و ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔''

حیوانات پر شفقت

(۷۷) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ مَرَّ حِمَارٌ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كُوِيَ فِيْ وَجْهِهٖ يَفُوْرُ مِنْخَرَاهُ مِنْ دَمٍ ،
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ، ثُمَّ نَهٰى عَنِ الْكَيِّ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان وترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک گدھا گزرا، جس کے چہرے کو داغ دیا گیا تھا، اس کے دونوں نتھنوں سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ حرکت کی'' پھر آپؐ نے ممانعت فرمائی کہ نہ تو چہرے کو داغا جائے نہ چہرے پر مارا جائے۔''

جانور پر نشانہ بازی کی ممانعت

(۷۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّهٗ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَيْرًا اَوْ دَجَاجَةً يَّتَرَامَوْنَهَا وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِّنْ نَبْلِهِمْ ، فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ :
مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا۔
إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔
(ترغیب وترہیب بحوالۂ بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کچھ قریش لڑکوں پر ان کا گزر ہوا جو کسی چڑیا یا مرغی کو باندھ کر اس پر نشانے کی مشق کر رہے تھے اور چڑیا کے مالک سے انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ جو تیر خطا کر جائے گا وہ اس کا ہوگا۔ جب ان لڑکوں نے عبداللہ ابن عمرؓ

کو دیکھا تو اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا۔

''کس نے یہ حرکت کی؟ اللہ لعنت کرے اس پر جس نے یہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے (اور اس پر نشانہ بازی کی مشق کرے۔)''

ایک اونٹ کا واقعہ

(۷۹) عَنْ يَحْيَى ابْنِ مُرَّةَ ﷺ قَالَ وَكُنْتُ مَعَهُ يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ جَآءِ جَمَلٌ يَّخُبُّ حَتّٰى ضَرَبَ بِجِرَانِهٖ بَيْنَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ ،

فَقَالَ ، وَيْحَكَ اُنْظُرْ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ ؟ إِنَّ لَهٗ لَشَأْنًا ،

قَالَ ، فَخَرَجْتُ اَلْتَمِسُ صَاحِبَهٗ فَوَجَدْتُّهٗ لِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ ، فَدَعَوْتُهٗ اِلَيْهِ ،

فَقَالَ: مَاشَأْنُ جَمَلِكَ هٰذَا؟

فَقَالَ : وَمَا شَأْنُهٗ ؟ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ مَاشَأْنُهٗ عَمِلْنَا عَلَيْهِ ، وَنَضَحْنَا عَلَيْهِ حَتّٰى عَجَزَ عَنِ السِّقَايَةِ فَائْتَمَرْنَا الْبَارِحَةَ أَنْ نَّنْحَرَهٗ وَنُقَسِّمَ لَحْمَهٗ ،

قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ ، هَبْهُ لِيْ أَوْبِعْنِيْهِ ،

قَالَ: بَلْ هُوَ لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

قَالَ : فَوَسَمَهٗ بِمِيْسَمِ الصَّدَقَةِ ، ثُمَّ بَعَثَ بِهٖ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد)

یحییٰ ابن مرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اونٹ تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور گھٹنے ٹیک کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، حضورؐ نے مجھ سے فرمایا'' جاؤ دیکھو یہ کس کا اونٹ ہے اس کے ساتھ کوئی قصہ پیش آیا ہے (جبھی تو رو رہا ہے)۔''

میں اس اونٹ کے مالک کی تلاش میں نکلا معلوم ہوا کہ یہ فلاں انصاری کا اونٹ ہے میں

اس کو بلا کر حضورؐ کے پاس لے گیا۔

آپؐ نے اس سے پوچھا ''یہ تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے۔'' (کیوں رو رہا ہے)

اس نے جواب دیا کہ مجھے تو نہیں معلوم وہ کیوں رہا ہے، ہم نے اس سے کام لیا، کھجوروں اور باغوں میں اس پر مشک لاد کر پانی دیئے یہاں تک کہ اب وہ آب پاشی کے لائق نہیں رہا تو گذشتہ رات ہم نے باہم مشورہ کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر لیں۔

آپؐ نے فرمایا ''تم لوگ ذبح نہ کرو یا تو مجھے بلا قیمت دے دو یا میرے ہاتھ بیچ دو۔''

انصاری نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ، آپ اسے بلا قیمت قبول فرما لیں۔''

راوی (یعنی ابن مرہؓ) کہتے ہیں آپؐ نے اس اونٹ پر بیت المال کے جانوروں کا نشان لگایا پھر اسے سرکاری جانوروں میں شامل کرنے کے لئے بھیج دیا۔''

بکری کولٹانے سے پہلے چھری تیز کرلو

(۸۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ وَّاضِعٍ رِجْلَهٗ عَلٰى صَفْحَةِ شَاةٍ وَّهُوَ يُحِدُّ شَفْرَتَهٗ ، وَهِيَ تَلْحَظُ اِلَيْهِ بِبَصَرِهَا ، قَالَ أَفَلَا قَبْلَ هٰذَا ؟ أَوَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ ؟

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَاتٍ ؟ هَلَّا اَحْدَدْتَّ شَفْرَتَكَ قَبْلَ اَنْ تُضْجِعَهَا؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کو گرا کر اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھے ہوئے چھری کو تیز کر رہا ہے اور بکری اس کے اِس عمل کو دیکھ رہی ہے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا یہ بکری ذبح کرنے سے پہلے نہ مر جائے گی؟ کیا تم اس کو دوہری موت دینا چاہتے ہو۔''

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں ''کیا تم اس کو بار بار موت دینی چاہتے ہو؟ اس کو لٹانے سے پہلے تم نے اپنی چھری کیوں نہیں تیز کر لی؟''

جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرو

(۸۱) رُوِیَ عَنِ ابنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَاَنْ تُوَارَی عَنِ الْبَهَآئِمِ،

وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجْهِزْ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو تیز چھری سے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ دوسرے جانوروں کے سامنے جانور ذبح نہ کیا جائے۔

نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ''جب تم میں سے کوئی جانور کو ذبح کرے تو جلدی سے اس کا کام تمام کردے (دیر تک تڑپنے کے لئے نہ چھوڑے)۔''

(۸۲) عَنِ الشَّرِیْدِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ

مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ یَارَبِّ اِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِیْ عَبَثًا وَلَمْ یَقْتُلْنِیْ مَنْفَعَةً۔

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ''جو شخص کسی گوریا کو بے کار مارے گا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی کہے گی اے میرے رب، اس شخص نے مجھ کو بے کار قتل کیا تھا، گوشت کھانے کے لئے مجھے نہیں مارا تھا۔''

تشریح:- جانوروں کا شکار تفریحاً کرنا بہت بڑا گناہ ہے اُن کو کھانے کے لئے ہی شکار کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی اس لئے کہ ان کے خالق نے انسانوں کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

مثلہ کی ممانعت

(۸۳) عَنِ ابنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

مَنْ مَثَّلَ بِذِیْ رَوْحٍ ثُمَّ لَمْ یَتُبْ مَثَّلَ اللّٰهُ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (مسند احمد)

عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''جس نے کسی جاندار کا مثلہ کیا اور بغیر توبہ کے مر گیا تو قیامت کے دن اللہ اس کا مثلہ کرے گا۔''

(مُثلہ سے مراد اعضاء کاٹنا ہے)۔

مُعاملات

حلال کمائی

(۸۴) عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ ، فَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَ اِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ ، خُذُوْآ مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقہ مت اختیار کرنا اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ اسے پورا رزق نہ مل جائے اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ۔''

مزدور کی کمائی

(۸۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ۔ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ''بہترین کمائی مزدوری کی کمائی ہے بشرطیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے۔''

محنت کی کمائی

(۸۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو کوئی محنت کر کے روزی کماتا ہے۔''

تجارت

(۸۷) عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ خَالِهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَفْضَلِ الْکَسْبِ،

فَقَالَ بَیْعٌ مَّبْرُوْرٌ وَّعَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِهٖ۔ (مسند احمد)

حضرت جمیع اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں اُن کے ماموں نے بتایا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا سب سے بہتر اور افضل کمائی کون سی ہے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا ''تجارت جس میں نافرمانیٔ رب کے طریقے نہ اختیار کئے جائیں اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا (یہ دونوں......تجارت اور جائز پیشہ......روزی حاصل کرنے کے بہترین طریقے ہیں)۔''

روزی کمانے کا صحیح تصور

(۸۸) عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ، فَرَأٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَلَدِهٖ وَنَشَاطِهٖ،

فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْکَانَ هٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ،

فَقَالُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْ کَانَ خَرَجَ یَسْعٰی عَلٰی وَلَدِهٖ صِغَارًا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَاِنْ کَانَ خَرَجَ یَسْعٰی عَلٰی نَفْسِهٖ یُعِفُّهَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ،

وَاِنْ کَانَ خَرَجَ یَسْعٰی رِیَآءً وَّمُفَاخَرَةً فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ الشَّیْطَانِ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ صحابہؓ نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور پوری دلچسپی لے رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا'

''اے اللہ کے رسولؐ اگر اس کی یہ دوڑ دھوپ اور دلچسپی اللہ کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔''

اس پر حضورؐ نے فرمایا ''اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے

تو یہ اللہ کی راہ ہی میں شمار ہوگی،

اور اگر بوڑھے والدین کی پرورش کے لئے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہو گی۔

اور اگر اپنی ذات کے لئے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ شمار ہوگی۔

البتہ اگر اس کی یہ محنت زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے تو یہ ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہوگی۔''

تشریح:- مومن کی پوری زندگی عبادت ہے اور اس کا ہر کام باعثِ اجر و ثواب ہے۔ اسلام میں زہد و تقویٰ کا عبادت کا جو وسیع تصور ہے وہ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے مَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاَھْلِہٖ وَوَلَدِہٖ وَخَادِمِہٖ فَھُوَ صَدَقَۃٌ (ترغیب و ترہیب) مومن آدمی اپنی ذات پر، اپنی بیوی پر، اپنے بچوں پر اور اپنے ملازموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ سب صدقہ اور عبادت ہے جس پر اسے اجر ملے گا۔

مال کے بارے میں صحیح طرزِ فکر

(۸۹) عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ قَالَ،

کَانَ الْمَالُ فِیْمَا مَضٰی یُکْرَہُ ، فَاَمَّا الْیَوْمَ فَھُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ ،

وَقَالَ لَوْلَا ھٰذِہِ الدَّنَانِیْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا ھٰؤُلَاءِ الْمُلُوْکُ ،

وَقَالَ مَنْ کَانَ فِیْ یَدِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ شَیْءٌ فَلْیُصْلِحْہُ ، فَاِنَّہٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ یَّبْذُلُ دِیْنَہٗ ،

وَقَالَ الْحَلَالُ لَا یَحْتَمِلُ السَّرَفَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا: ''اب سے پہلے۔ دورِ نبوت اور دورِ خلافت میں...... مال ایک ناپسندیدہ چیز شمار ہوتا تھا، لیکن ہمارے زمانے میں مال مومن کی ڈھال ہے۔''

فرمایا ''اگر یہ درہم و دینار آج ہمارے پاس نہ ہوتے تو بادشاہ اور امراء ہم کو اپنا رومال بنا لیتے۔

آج جس شخص کے پاس کچھ درہم و دینار ہوں اس کو کسی کام میں لگائے (تاکہ نفع ہو، مال

بڑھے) کیونکہ یہ ایسا دَور ہے کہ اگر آدمی محتاج ہو جائے تو سب سے پہلے وہ اپنا دین بیچ دے گا۔ حلال کمائی خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔''

تشریح:- ''بادشاہ اور امراء ہم کو اپنا رومال بنا لیتے'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارے پاس مال نہ ہوتا تو ان بادشاہوں اور امیروں کے یہاں جانے پر مجبور ہوتے' اور وہ ہمیں اپنے باطل اغراض میں استعمال کرتے' لیکن ہمارے پاس مال موجود ہے اس لئے ہم اُن سے بے نیاز ہیں' دورِ نبوتؐ اور دورِ صحابہؓ میں لوگوں کا ایمان طاقتور تھا اس لئے تنگ دستی کی حالت میں وہ ہر طرح کی ایمانی آفتوں سے محفوظ رہے' اور آج کل کے لوگوں کا ایمان بالعموم کمزور ہے' اس لئے فقر واحتیاج کی حالت میں اپنا دین وایمان بیچ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے' اس لئے سفیان ثوریؒ یہ نصیحت فرما رہے ہیں' ان کا منشا عیش کوشی کی تلقین نہیں ہے۔

آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ حلال روزی میں اسراف نہیں ہے' اسراف کا تعلق حرام سے ہے' مثلاً اگر کوئی عمدہ کپڑے پہنے' عمدہ غذا کھائے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ فضول خرچی کرتا ہے' اسراف کرتا ہے' شرط یہ ہے کہ اس کا عمدہ لباس اور عمدہ غذا حلال ذرائع سے حاصل ہوئی ہو۔

قرض دینے کی ترغیب

(۹۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: کُلُّ قَرْضٍ صَدَقَۃٌ۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر قرض صدقہ ہے۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ خوش حال آدمی' اگر کسی غریب کو قرض دے تو یہ ثواب کا کام ہے' اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ یہ اس لئے کہ اس غریب کی مشکل آسان کر دی' تو خدا قرض دینے والے کی مشکل کو قیامت کے دن آسان کرے گا۔

(۹۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَامِنْ مُّسْلِمٍ یُّقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَّرَّۃً اِلَّا کَانَ کَصَدَقَتِھَا مَرَّتَیْنِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو مسلمان کسی مسلمان کو ایک بار قرض دے گا، تو اس کو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے دو مرتبہ اتنی رقم راہِ خدا میں دی۔''

مقروض کو مہلت دینے کا انعام

(۹۲) عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ،
فَقَالُوْا عَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا ؟
قَالَ لَا ،
قَالُوْا تَذَكَّرْ ،
قَالَ كُنْتُ اُدَايِنُ النَّاسَ فَاٰمُرُ فِتْيَانِىْ اَنْ يُّنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ ،
قَالَ ، قَالَ اللّٰهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ۔ (بخاری، ترغیب)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم سے پہلے جو (مسلمان) گزرے ہیں ان میں سے ایک (مسلمان) کے پاس (مرنے کے بعد) فرشتے پہنچے۔

انہوں نے پوچھا ''تم نے دُنیا میں کوئی اچھا کام کیا ہے؟''

اس نے کہا ''نہیں''

فرشتوں نے کہا ''یاد کرو، حافظے پر زور ڈالو، کوئی کام کیا ہو تو بتاؤ''،

اس نے کہا ''میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، اور اپنے ملازموں کو ہدایت کرتا تھا کہ قرض دار تنگ دست وقت مقررہ پر قرضہ واپس نہ کر سکے تو اسے مزید مہلت دے دینا اور اگر قرض دار قرض واپس کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اُس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ نے فرشتوں سے کہا ''اس کی غلطیوں کو معاف کر دو۔''

تشریح:۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا کوئی خاص عمل اتنا پسند آ جاتا ہے کہ اس کے بہت سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اسے جنت کا مستحق قرار دے دیتا ہے' اس طرح کے واقعات بکثرت احادیث میں بیان ہوئے ہیں' معلوم نہیں' کب کسی بندے کا کوئی عمل مالک کو پسند آ جائے!

(۹۳) عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:
مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ كُلَّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ اَنْ يَّحِلَّ الدَّيْنُ فَاَنْظَرَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ كُلَّ يَوْمٍ مِّثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔ (مسند احمد)

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

''جس نے کسی تنگ دست کو ایک متعینہ مدت تک کے لئے قرض دیا تو معینہ وقت آنے تک قرض دینے والے کے نامۂ اعمال میں ہر دن ایک صدقہ لکھا جاتا رہتا ہے' اور متعین وقت آ گیا اور وہ ادا نہ کر سکا اور قرض خواہ نے مزید مہلت دے دی تو اب ہر دن اس کے نامہ اعمال میں دو صدقے لکھے جاتے رہیں گے۔''

سودخوری

(۹۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهٖ اِلٰى قِلَّةٍ ، وَفِيْ صَحِيْحِ الْاَسْنَادِ فِيْ لَفْظٍ لَّهٗ:
اَلرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ اِلٰى قُلٍّ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن ماجہ وحاکم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا،

''جو آدمی سودی مال جمع کرتا ہے تو اس کا انجام تنگ دستی ہوتی ہے۔''

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''سودی مال چاہے کتنا ہی زیادہ ہو جائے بالآخر تنگ دستی اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔''

سُود خور کا انجام بد

(۹۵) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
رَأَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ لَمَّا انْتَھَیْنَا اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَۃِ فَنَظَرْتُ فَوْقِیْ فَاِذَا اَنَا بِرَعْدٍ وَّ بُرُوْقٍ وَصَوَاعِقَ۔
قَالَ فَأَتَیْتُ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُھُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْھَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِھِمْ،
قُلْتُ، یَاجِبْرِیْلُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ؟
قَالَ ھٰؤُلَاءِ اٰکَلَۃُ الرِّبَا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسند احمد وابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس رات مجھے معراج ہوئی اس رات جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر کی طرف دیکھا۔ وہاں گرج، چمک اور کڑک ہو رہی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ اس طرح پھولے ہوئے تھے کہ جیسے گھر معلوم ہوتا تھا۔ ان میں سانپ ہی سانپ تھے۔ اور یہ سانپ باہر سے نظر آتے تھے۔''

میں نے پوچھا ''اے جبریل، یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ سود خور لوگ ہیں۔''

(۹۶) وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم:
رَأَیْتُ اللَّیْلَۃَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ، فَأَخْرَجَانِیْ اِلٰی اَرْضٍ مُّقَدَّسَۃٍ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا عَلٰی نَھْرٍ مِّنْ دَمٍ فِیْہِ رَجُلٌ قَآئِمٌ وَّعَلٰی شَطِّ النَّھْرِ رَجُلٌ بَیْنَ یَدَیْہِ حِجَارَۃٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّھْرِ، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّخْرُجَ رَمٰی الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِیْ فِیْہِ فَرَدَّہٗ حَیْثُ کَانَ فَجَعَلَ کُلَّمَا جَآءَ لِیَخْرُجَ رَمٰی فِیْہِ بِحَجَرٍ فَیَرْجِعُ کَمَا کَانَ، فَقُلْتُ: مَا ھٰذَا الَّذِیْ رَأَیْتَہٗ فِی النَّھْرِ؟ قَالَ اٰکِلُ الرِّبَا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری)

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''رات میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس لے گئے۔ وہاں سے اوپر کو چلے یہاں تک کہ ہم سب خون کے ایک دریا کے پاس پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اور دریا کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس کے ہاتھ میں پتھر تھے۔ وہ آدمی جو دریا میں کھڑا تھا۔ وہ نکلنے کے لئے آگے بڑھتا تو کنارے کا آدمی اس کے چہرے پر پتھر مار مار کر وہیں پہنچا دیتا جہاں سے وہ چلا تھا۔ اسی طرح مسلسل ہو رہا تھا، وہ نکلنے کی کوشش کر رہا تھا اور یہ نکلنے نہیں دیتا تھا۔ جب بھی کنارے پر آیا اس نے چہرے پر ایک پتھر مار کر لوٹا دیا۔ تو میں نے جبریلؑ سے پوچھا جسے میں دریا میں دیکھ رہا ہوں وہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا وہ شخص ہے جو دنیا میں سود کھاتا تھا۔''

وراثت سے محروم کرنا گناہ ہے

(۹۷) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ أَنَّ غَیْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِیَّ اَسْلَمَ وَتَحْتَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ

اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا ،

فَلَمَّا کَانَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَآئَهٗ وَقَسَمَ بَیْنَ اِخْوَةِ اَبِیْهِ فَبَلَغَ ذَالِكَ عُمَرَ،

فَقَالَ اِنِّیْ لَاَظُنُّ الشَّیْطَانَ فِیْ مَایَسْتَرِقُ مِنَ السَّمْعِ سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهٗ فِیْ نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ أَنْ لَّا تَمْکُثَ اِلَّا قَلِیْلًا ، وَأَیْمُ اللّٰهِ لَتُرْجِعَنَّ نِسَآءَكَ وَلَتَرْجِعَنَّ فِیْ مَالِكَ وَاِلَّا لَا وَرِّثَنَّهُنَّ مِنْكَ وَلَا مُرَنَّ بِقَبْرِكَ فَیُرْجَمُ کَمَا رُجِمَ قَبْرُ أَبِیْ رِغَالٍ۔ (مسند احمد)

حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کے غیلان ابن سلمہ جب اسلام لائے تو ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ ''ان میں سے چار بیویوں کا انتخاب کرو باقی چھ کو چھوڑ دو۔''

غیلان بن سلمہؓ نے عمر بن خطابؓ کی خلافت کے زمانے میں اپنی ان چاروں بیویوں کو طلاق دے دی اور پورا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو

ہوئی تو غیلان کو بلایا اور کہا۔

''میرا خیال ہے کہ شیطان نے اوپر جا کر تمہاری موت کی خبر سن لی ہے اور اس نے آ کر تمہیں بتا دیا ہے کہ اب تم تھوڑے ہی دن زندہ رہو گے (اس لئے تم نے اپنی بیویوں کو وراثت سے محروم رکھنے کے لئے طلاق دی اور سارا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا) میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں سے تمہیں رجوع کرنا ہو گا اور تقسیم کئے ہوئے مال کو واپس لینا ہو گا ورنہ میں زبردستی تمہاری بیویوں کو تمہارا وارث بناؤں گا۔ اور لوگوں کو حکم دوں گا کہ تمہاری قبر پر پتھر ماریں جیسے ابو رغال کی قبر پر پتھر مارے جاتے ہیں۔''

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ورثہ کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کو کسی بھی وجہ سے محروم کرے۔ ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اگر اسلامی حکومت قائم ہو اور کوئی شخص یہ حرکت کرے تو اسلامی حکومت کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ اس فاسقانہ عمل کو نافذ نہ ہونے دے۔

پتھر مارنا ایسی سزا ہے جو ملعونوں کو دی جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورثا کو محروم کرنا ایک لعنتی فعل ہے۔

ابو رغال زمانہ جاہلیت کا وہ عرب ہے جس نے ابرہہ کے ساتھ ساز باز کر لی تھی اور کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آنے والی فوج کو راستہ بتایا تھا۔ اس لئے اس ملعون شخص کی قبر پر پتھر مارتے ہیں۔

حقوق العباد کی اہمیت

(۹۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلَاثَةٌ ،

دِیْوَانٌ لَّا یَغْفِرُ اللّٰهُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ۔ (سورۃ النساء آیت:۴۸)

وَدِیْوَانٌ لَّا یَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَیْنَهُمْ حَتّٰی یَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ، وَدِیْوَانٌ لَّایَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِیْ مَابَیْنَهُمْ وَبَیْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَی اللّٰهِ ، اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ ، وَاِنْ شَآءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اعمال نامہ میں درج گناہ تین قسم کے ہوں گے،

ایک وہ گناہ جسے اللہ ہرگز معاف نہیں کرے گا' وہ شرک کا گناہ ہے' اس نے اپنی کتاب (سورۂ نساء آیت: ۴۸) میں کہا ہے،

یقیناً اللہ اس جرم کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ (اس کی ذات وصفات میں' اس کے حقوق واختیارات میں) کسی کو ساجھی اور حصہ دار بنایا جائے۔''

دوسرا گناہ جو نامۂ اعمال میں درج ہو گا' بندوں کے حقوق سے متعلق ہے' اسے اللہ نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ مظلومین ظالموں سے اپنا حق لے لیں۔

اور تیسرا درجِ رجسٹر گناہ وہ ہو گا جس کا تعلق بندہ اور خدا سے ہے' یہ اللہ کے حوالے ہے (وہ اپنے علم وحکمت کے تحت) چاہے گا تو عذاب دے گا' چاہے (علم وحکمت کے تحت) معاف کر دے گا۔''

(۹۹) عَنْ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ ﷛ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا لِاُمَّتِهٖ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ،

فَاُجِيبَ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَاِنِّیْ اٰخِذٌ لِّلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو ''اپنی امت'' کے لئے دعا فرمائی۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ملا کہ آپ کی دعا ہم نے قبول کی۔ آپ کی امت کے گناہ ہم بخش دیں گے البتہ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق دبا لئے ہوں گے ان کے لئے چھٹکارا نہیں ہے میں ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر کے رہوں گا۔

تشریح:۔ اس حدیث کے الفاظ سے کسی کو مغفرت اور بخشش کے بارے میں کوئی مغالطہ نہ ہو' اللہ کا قانون تعذیب اور قانون مغفرت دونوں' پوری وضاحت کے ساتھ قرآن وحدیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ جن کو جاننے کے لئے اس مجموعہ کی حدیثیں کافی ہیں۔

☆......☆......☆

اخلاقیات

اچھائیاں　　　　　برائیاں

توکل

(۱۰۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ كَانَ قَمِنًا اَنْ لَّاتُسَدَّ حَاجَتُهٗ
وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اٰتَاهُ اللّٰهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْمَوْتٍ اٰجِلٍ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جس شخص کو تنگ دستی لاحق ہو اُسے دُور کرنے کے لئے انسانوں کے پاس جائے، تو ایسا شخص اس لائق ہے کہ اس کی ضرورت پوری نہ ہو، اور جو اپنی ضرورت کو اللہ کے پاس لے جائے اور اس سے حاجت روائی کا طالب ہو تو اللہ یا تو اس کو دُنیا میں رزق دے گا یا اپنے پاس بلا لے گا اور وہاں اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔''

تشریح:- یہ حدیث آدمی کو توکل کی تعلیم دیتی ہے۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ اپنی ہر ضرورت خدا کے سامنے رکھو کیونکہ اسی کے پاس دینے کے لئے سب کچھ ہے۔ اپنے جیسے انسانوں پر کیوں بھروسہ کیا جائے جب کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔

صبر

(۱۰۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِنِسْوَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ:
لَايَمُوْتُ لِاَحَدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَالَدِ فَتَحْتَسِبَهٗ إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ:
فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: اَوِاثْنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟
قَالَ أَوِاثْنَانِ۔
وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ اَيْضًا قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ بِصَبِیٍّ لَّهَا، فَقَالَتْ:
يَانَبِیَّ اللّٰهِ، اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ فَلَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً،
فَقَالَ: أَدَفَنْتِ ثَلَاثَةً،

قَالَتْ : نَعَمْ۔

قَالَ لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيْدٍ مِّنَ النَّارِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی کچھ عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''تم میں سے جس کسی عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اجر آخرت کی نیت سے صبر کرے، تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

یہ بات سن کر ان میں سے ایک عورت نے پوچھا ''اے اللہ کے رسولؐ! اگر کسی عورت کے دو بچے مریں اور وہ صبر کرے تو؟''

آپؐ نے فرمایا ''وہ بھی جنت میں جائے گی۔''

ابو ہریرہؓ ہی سے ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک عورت اپنی گود میں بچہ لئے ہوئے حضورؐ کے پاس آئی اور کہا،

''اے اللہ کے نبیؐ، میرے لئے دعا فرمایئے (یہ بچہ زندہ رہے) اس لئے کہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔''

آپؐ نے پوچھا ''کیا تمہارے تین بچے مر گئے؟''

اس نے کہا ''ہاں!''

آپؐ نے فرمایا،

''تب تو تم نے جہنم سے بچانے والا مضبوط حصار اور اوٹ حاصل کر لیا (یعنی یہ تینوں بچے تمہیں جہنم سے بچانے کا سبب بنیں گے)۔

ثابت قدمی

(۱۰۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَعْضِ اَيَّامِهِ اِنَّ لَقِىَ فِيْهَا الْعَدُوَّا نْتَظَرَ حَتّٰى اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ قَامَ فِيْهِمْ ، فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ لَاتَتَمَنَّوْا لِقَآءِ الْعَدُوِّ ، وَاسْأَلُوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ ، فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ،

ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَھَازِمَ الْاَحْزَابِ

اھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ۔ (متفق علیہ)

عبداللہ ابن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی جہاد میں انتظار کرتے رہے (حملہ میں پہل نہیں کی) یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوا تو آپؐ اٹھے اور مجاہدین کو خطاب کیا، فرمایا:

''اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو، اس بات کی دعا کرو کہ اللہ اپنی عافیت میں رکھے لیکن جب دشمن سے بھڑ جاؤ تو صبر و استقامت دکھاؤ اور اس بات کا یقین کرو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔''

اس کے بعد آپؐ نے دعا فرمائی،

''اے اللہ کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور دشمن جماعتوں کو شکست دینے والے، تو ان لوگوں کو شکست دے اور ہمیں اپنی مدد سے ان پر غالب فرما۔''

چنانچہ اس کے بعد حملہ ہوا، مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور دشمن شکست کھا گیا۔

راز کی حفاظت

(۱۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَھِیَ اَمَانَۃٌ۔ (ابوداؤد)

حضرت جابر ابن عبداللہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی آدمی تم سے بات کرے، اور اِدھر اُدھر مڑ کر دیکھے تو اس کی یہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ چاہے اس نے زبان سے نہ کہا ہو کہ اسے راز رکھنا، پھر بھی اس کی بات راز کی حیثیت رکھتی ہے، اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا صحیح نہیں ہے۔ یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ گفتگو کے درمیان اِدھر اُدھر دیکھنا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی بات پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔

حُسنِ سلوک

(۱۰۴) وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :
لَاتَكُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ : اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا ، وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا ، وَلٰكِنْ وَّطِنُوْا اَنْفُسَكُمْ ، اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا ، وَاِنْ اَسَآءُوْا اَنْ لَّا تَظْلِمُوْا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،
''تم لوگ دوسروں کی تقلید اور پیروی کرنے والے نہ بنو (یعنی) یوں نہ سوچو کہ لوگ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور اگر لوگ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے۔ نہیں' بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر جماؤ کہ لوگ اچھا سلوک کریں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اور اگر برابر برتاؤ کریں تو تم ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرو۔''

مجلسی آداب

(۱۰۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
لَايُقِمِ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ فَيَجْلِسَ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''کوئی آدمی دوسرے کو جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود نہ بیٹھ جائے بلکہ (اہلِ مجلس کو چاہئے) کہ آنے والوں کے لئے کشادگی پیدا کریں اور بیٹھنے کی گنجائش نکالیں۔''

(۱۰۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَايَتَنَاجٰى اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا ،
قَالَ قُلْنَا فَاِنْ كَانُوْا اَرْبَعَةً ،
قَالَ فَلَايَضُرُّ ،

وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ،

فَإِنَّ ذٰلِکَ یَحْزُنَہٗ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

'جب تم تین آدمی کسی جگہ بیٹھے ہوتو دو آدمی آپس میں رازدارانہ باتیں تیسرے آدمی کو چھوڑ کر نہ کریں۔ (جب یہ حدیث عبداللہ بن عمرؓ نے سنائی تو ان کے شاگرد (ابو صالح) نے پوچھا کہ اگر مجلس میں چار آدمی ہوں تو ان میں سے دو رازدارانہ باتیں کر سکتے ہیں یا نہیں'

عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا ''اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اسی مضمون کی ایک روایت میں یہ زائد جملہ ہے۔ ''کیونکہ یہ برتاؤ ان کے لئے باعثِ غم ہوگا۔''

(۱۰۷) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ أَنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

لَایَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِہِمَا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد وترمذی)

عمرو ابن شعیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی آدمی کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ 'دو پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان بغیر ان دونوں کی اجازت کے آکر بیٹھ جائے۔''

لباس

(۱۰۸) وَعَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ یَسْأَلُہٗ رَجُلٌ :

مَا أَلْبَسُ مِنَ الثِّیَابِ؟

قَالَ: مَالَا یَزْدَرِیْکَ فِیْہِ السُّفَھَآءُ ، وَلَا یَعِیْبُکَ بِہِ الْحُکَمَآءُ۔

قَالَ : مَاھُوَ؟

قَالَ: مَابَیْنَ الْخَمْسَۃِ دَرَاھِمَ إِلَی الْعِشْرِیْنَ دِرْھَمًا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

ابویعفور کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عبداللہ ابن عمرؓ سے پوچھا کہ:

''میں کس طرح کے کپڑے پہنوں۔''

انہوں نے فرمایا''ایسے کپڑے پہنو کہ بے وقوف لوگ تمہیں اس کپڑے میں دیکھ کر حقیر نہ جانیں اور عقل مند تم پر اعتراض نہ کریں۔''اس نے پوچھا کہ:

''وہ کس قیمت کا ہو۔''

انہوں نے جواب دیا۔

''پانچ درہم سے لے کر بیس درہم کی قیمت کا ہو۔''

تشریح:۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے زمانے میں پانچ درہم بہت ہوتے تھے۔آج کے تمدنی دور میں پانچ درہم میں سر کو ڈھانپنے والی ایک ٹوپی بمشکل ملتی ہے اور اس زمانے میں پانچ درہم میں پوری پوشاک تیار ہو جاتی تھی۔اس فرق کو نگاہ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

حرص و بخل

(۱۰۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍا أَبَدًا۔ (نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

''حرص و بخل اور ایمان کسی بندے کے دل میں ہرگز جمع نہیں ہوتے۔''

یعنی ایمان اور حرص و بخل' دونوں میں سے ایک ہی دل میں رہ سکتا ہے' دونوں نہیں' کیونکہ ایمان تو یہ چاہتا ہے کہ آدمی مال کا پجاری نہ بنے اور جو کچھ مال کمائے اس میں سے دین پر اور بے سہارا لوگوں پر خرچ کرے' اور مال کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے اور بچا بچا کر رکھنے کی ذہنیت نہ دینی ضرورتوں میں خرچ کرنے دیتی ہے اور نہ بندگانِ خدا پر رحم کھاتی ہے۔

مشابہت سے ممانعت

(۱۱۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

(۱۱۱) وَعَنِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ:
لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔ (ترغیب وترہیب، ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے، اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہے۔

(۱۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ:
اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّآءِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : مَابَالُ هٰذَا ؟
قَالُوْا : يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَآءِ ،
فَاُمِرَبِهٖ فَنُفِيَ اِلَى النَّقِيْعِ ،
فَقِيْلَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَقْتُلُهٗ ؟
فَقَالَ : اِنِّیْ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مخنث (ہیجڑا) لایا گیا جس نے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں پر مہندی لگا رکھی تھی۔
آپؐ نے پوچھا "یہ کیسا آدمی ہے اور مہندی کیوں لگا رکھی ہے؟"
لوگوں نے بتایا "عورتوں کے مشابہ بننے کے لئے مہندی لگائی ہے۔"
چنانچہ آپؐ کے حکم سے مدینہ سے اسے نکال کر مقامِ نقیع میں بسایا گیا۔
لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسول آپ اس کو قتل کیوں نہیں کر دیتے؟"

آپؐ نے فرمایا ''نماز پڑھنے والوں (یعنی مسلمان) کو قتل کرنے سے (قرآن مجید میں) منع کیا گیا ہے۔

بدکاری

(۱۱۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:
يَـاشَبَـابَ قُـرَيْشٍ ، اِحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ ، لَاتَزْنُوْا ، أَلَامَنْ حَفِظَ فَرْجَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ حاکم وبیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:
''اے قریشی جوانو' تم لوگ زنا کا ارتکاب نہ کرنا' جولوگ عفت و پاک دامنی کے ساتھ جوانی گزاریں گے وہ جنت کے مستحق ہوں گے۔''
ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں ''جس کی جوانی آفاتِ جوانی سے محفوظ رہی وہ جنت کا مستحق ہے۔''

(۱۱۴) عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ كَتَبَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ اَنَّـهٗ وَجَـدَ رَجُلًا فِىْ بَعْضِ ضَوَاحِى الْعَرَبِ يُنْكَحُ كَمَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ ،
فَـجَـمَـعَ لِـذَالِكَ اَبُوْبَكْرٍ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِيْهِمْ عَلِىُّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ ،
فَـقَالَ عَلِىٌّ : اِنَّ هٰـذَا ذَنْـبٌ لَّـمْ تَعْمَلْ بِهٖ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ ، فَفَعَلَ اللّٰهُ بِهِمْ مَّاقَدْعَلِمْتُمْ ، اَرٰى أَنْ تَحْرِقَهٗ بِالنَّارِ ،
فَاجْتَمَعَ رَأْىُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُّحْرَقَ بِالنَّارِ ،
فَأَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يُّحْرَقَ بِالنَّارِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ بیہقی)

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لکھا کہ عرب کے قریبی بیرونی علاقے میں ایک ایسا مرد پایا گیا ہے جس سے لوگ عورتوں کی طرح جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں (تو کیا کارروائی کی جائے' اُسے کیا سزا دی جائے؟)

حضرت ابوبکرؓ نے (اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا) ان اصحاب شوریٰ میں حضرت علیؓ بھی تھے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ''آپ لوگ حضرت لوط علیہ السلام کی امت سے واقف ہیں اس جرم کی پاداش میں اللہ نے ان کو کتنی سخت سزا دی' میری رائے (اس معاملہ میں) یہ ہے کہ شخص مذکور کو آگ کی سزا دی جائے' چنانچہ اس سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاق کیا اور خلیفہ کے حکم سے اسے جلا دیا گیا۔

تشریح:- اس جرم کی سزا قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئی ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا کام ہے کہ وہ اپنے زیر اقتدار علاقے میں اس جرم کے ارتکاب پر کیا سزا مقرر کرے' سزا دونوں کو دی جائے گی' اور جہاں اسلامی حکومت نہ ہو' وہاں کے خدا ترس مسلمان اپنے علماء کے مشورے سے کوئی سزا تجویز کر سکتے ہیں۔

بُرے خیالات کی پرورش

(۱۱۵) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا ، فَهُوَ مُدْرِكُ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ

اَلْعَيْنَانِ ، زِنَا هُمَا النَّظَرُ ،

وَالْاُذُنَانِ ، زِنَا هُمَا الْاِسْتِمَاعُ ،

وَاللِّسَانُ ، زِنَاهُ الْكَلَامُ ،

وَالْيَدُ ، زِنَا هَا الْبَطْشُ ،

وَالرِّجْلُ ، زِنَا هَا الْخُطٰى ،

وَالْقَلْبُ يَهْوىٰ وَيَتَمَنّٰى ، وَيُصَدِّقُ ذَالِكَ الْفَرْجُ ، اَوْيُكَذِّبُهٗ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم و بخاری وابوداؤد ونسائی) وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّاَبِىْ دَاؤُدَ :
وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ ، فَزِنَا هُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ ، فَزِنَا هُمَا الْمَشْىُ وَالْفَمُ يَزْنِىْ فَزِنَاهُ الْقُبَلُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپؐ نے فرمایا

''ابن آدم کے لئے اس کا حصہ زنا طے شدہ ہے جسے وہ ضرور پائے گا'
شہوت کی نظر سے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔
شہوانی باتیں سننا کانوں کا زنا ہے۔
اس موضوع پر گفتگو کرنا زبان کا زنا ہے۔
پکڑنا ہاتھ کا زنا ہے۔
اس کے لئے چل کر جانا پیروں کا زنا ہے۔
خواہش اور تمنا دل کا زنا ہے۔ اور شرمگاہ یا تو عملاً زنا کر گزرے گی یا رک رہے گی۔''

اور ابوداؤد اور مسلم میں ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''اور دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں' ان کا زنا پکڑنا ہے' دونوں پیر زنا کرتے ہیں ان کا زنا چلنا ہے اور بوسہ لینا منہ کا زنا ہے۔''

تشریح:- یہ حدیث بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں بنیادی طور پر جو مسئلہ بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی برے خیالات کی پرورش دل میں نہ کرے دل ہی جسم انسانی میں حکمران کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی برا خیال دل میں آئے اور آدمی اس کو پالتا رہے تو پھر گناہ سے روکنے والی کوئی چیز نہ ہوگی۔ اور جب دل برے خیالات کی پرورش کرے گا تو تمام اعضاء اس کی خواہش کو پورا کرنے میں لگ جائیں گے۔ اس لئے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اگر برا خیال آئے تو اس کو بزور ہٹانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس حدیث میں یہ مسئلہ نہیں بیان ہوا ہے کہ ہر آدمی کے لئے حصہء زنا تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اور تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے۔ بلکہ مسئلہ یہ بیان ہو رہا ہے کہ آدمی اگر اپنی ایمانی تربیت نہ کرے تو زنا اور دوسرے جرائم سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔

تیسری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ زنا کے مقدمات بھی زنا کے حکم میں ہیں' اسی لئے کسی عورت پر شہوانی نظر ڈالنے سے' شہوانی گفتگو کرنے سے' شہوانی باتیں سننے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اگر ان باتوں سے آدمی بچ جائے تو برائی کے آخری نقطے تک نہیں جائے گا۔ یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ برے خیالات کی پرورش کرنے پر بھی مواخذہ ہوگا۔

جامع حدیثیں

اس باب میں جیسا کہ ہم مقدمہ میں بتا چکے ہیں وہ حدیثیں ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے حالات کے پیشِ نظر ایک ہی حدیث میں مختلف پہلوؤں سے تربیت فرمائی ہے۔

دہرے اجر کے مستحق

(۱۱۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
ثَلَاثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ : رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ ، وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ
وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا أَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ ،
وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا ، فَاَحْسَنَ تَأْدِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا ، فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا ، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ، فَلَهٗ اَجْرَانِ۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تین قسم کے لوگوں کو دہرا اجر ملے گا''
ایک وہ اہلِ کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا'
دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے آقا کا حق بھی۔
تیسرا وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی تربیت کرے اور عمدگی کے ساتھ دین سکھائے پھر آزاد کرے اور اس سے شادی کر لے۔ اس کو دہرا اجر ملے گا۔''

اسلام' ہجرت اور حج

(۱۱۷) عَنِ ابْنِ شَمَّاسَةَ ﷛ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِیْ سِیَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكٰی طَوِیْلًا وَّقَالَ ،
فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُبْسُطْ یَدَاكَ لِأُبَایِعَكَ ،
فَبَسَطَ یَدَهٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ ،
فَقَالَ مَالَكَ یَاعَمْرُوْ ؟
قَالَ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ ،
قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا؟

قَالَ اَنْ يُّغْفَرَلِیْ ،

قَالَ اَمَا عَلِمْتَ يَاعَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَاكَانَ قَبْلَهٗ ، وَ اَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَاكَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَاكَانَ قَبْلَهٗ۔ (مسلم)

حضرت ابن شماسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس گئے۔ اُن پر نزع کا عالم طاری تھا۔ وہ ہم کو دیکھ کر بہت دیر تک روئے اور اس کے بعد (اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا)'

''جب اللہ نے اسلام میرے دل میں ڈالا (یعنی جب اسلام لانے کی توفیق ہوئی) تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔''

''اے اللہ کے رسولؐ 'اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

آپؐ نے فرمایا کہ ''اے عمرو! تم نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچ لیا۔''

میں نے کہا ''ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔''

آپؐ نے پوچھا ''کیا شرط لگاتے ہو؟''

میں نے کہا' ''میری شرط یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے جاہلیت میں جتنے گناہ مجھ سے ہوئے ہیں سب معاف ہو جائیں۔''

آپؐ نے فرمایا' ''اے عمرؓ' کیا تم نے نہیں جانا کہ اسلام پہلے کے کئے ہوئے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے' اسی طرح ہجرت اور حج بھی۔''

امانت' وضو' نماز

(۱۱۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷛ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ:

لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهٗ ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا طُهُوْرَلَهٗ ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا صَلَاةَ لَهٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الدِّيْنِ كَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے اندر امانت کی صفت نہیں' اس کے اندر ایمان نہیں۔
اور اُس شخص کے لئے نماز نہیں جس نے طہارت نہیں حاصل کی (وضو نہیں کیا)۔
اور اُس شخص کے پاس دین نہیں جو نماز نہیں پڑھتا'
دینِ اسلام میں نماز کی حیثیت وہی ہے جو جسم انسانی میں سر کی حیثیت ہے۔''

تشریح:۔ امانت خیانت کی ضد ہے' امانت کی صفت جس شخص کے اندر ہوتی ہے وہ کسی صاحبِ حق کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا' چاہے خدا اور رسولؐ کا حق ہو چاہے ماں باپ' اعزا اور رشتہ داروں وغیرہ کا ہو اور ایمان اور امانت دونوں کی اصل ایک ہے' مومن کو لازماً امانت دار ہونا چاہئے۔

طہارت اور وضو کے بغیر نماز نہ ہوگی اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ دیندار کیسے ہو سکتے ہیں؟ جس طرح سر کے بغیر جسم بے کار ہے اسی طرح جس نے نماز چھوڑ دی اس نے پورے دین کو ڈھا دیا۔

استقامت۔ وضو' نماز

(۱۱۹) عَنْ رَّبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اسْتَقِيْمُوْا وَنِعِمَّآ اِنِ اسْتَقَمْتُمْ ، وَحَافِظُوْا عَلَى الْوُضُوْءِ ، فَاِنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَتَحَفَّظُوْا مِنَ الْاَرْضِ فَاِنَّهَا اُمُّكُمْ ، وَاِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ عَامِلٌ عَلَيْهَا اِلَّا وَهِيَ مُخْبِرَةٌ بِهٖ۔ (ترغیب و بحوالۂ طبرانی)

ربیعہ جرشی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دینِ حق پر جمے رہو' استقامت بہت عمدہ صفت ہے اور وضو کا خیال رکھو (کہ اس میں نقص نہ رہ جائے) اس لئے کہ نماز سب سے بہتر نیک کام ہے (اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اور زمین سے شرماؤ اس لئے کہ وہ تمہاری اصل ہے (اسی سے پیدا ہوئے ہو اور اسی میں جانا ہے) اور وہ قیامت کے دن ہر عمل کرنے والے کو خدا کے حضور بتائے گی۔''

دس کام

(۱۱۰) عَنْ مُّعَاذٍ قَالَ ، قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِىْ

الْجَنَّةَ وَيُبَا عِدُنِیْ مِنَ النَّارِ ،

قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ ، وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ، وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِى الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ ،

ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ ؟

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ، وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِیُٔ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِیُٔ الْمَآءُ النَّارَ ، وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ ،

ثُمَّ تَلَا ، "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ"

(السجدہ ۱۶۔۱۷)

ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ ؟

قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ،

قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ،

ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ ؟

قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِیَّ اللّٰهِ ،

فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا ،

فَقُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَا خَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ ؟

قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَا خِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت معاذ ابن جبلؓ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، مجھے ایسے کام بتایئے جو جنت میں لے جانے والے اور جہنم سے دُور کرنے والے ہوں،

آپؐ نے فرمایا ''تم نے بڑی اہم بات پوچھی اور وہ اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان فرمائے۔ (اس کے بعد آپؐ نے اعمال کی فہرست بتاتے ہوئے فرمایا) دیکھو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے رہنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، نماز ٹھیک سے ادا کرنا، زکوٰۃ

دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

پھر آپؐ نے فرمایا۔ ''کیا تمہیں بھلائی کے دروازوں کی نشان دہی نہ کروں؟

(دیکھو) روزہ ڈھال ہے۔ اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو، اور آدھی رات کے بعد آدمی کا نماز تہجد پڑھنا۔

پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی ''تَتَجَافیٰ جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے یَعْمَلُوْنَ تک (السجدہ ۱۶۔۱۷)

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا'' کیا میں تمہیں وہ چیزیں نہ بتاؤں جو دین کا سر اور ستون اور کوہان کی حیثیت رکھتی ہیں؟

دیکھو! دین کا سر (۱) اسلام ہے۔ اس کا ستون (۲) نماز ہے۔ اور جو چیز کوہان کی حیثیت رکھتی ہے وہ جہاد (۳) ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا'' کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب نیکیوں کا دارومدار ہے؟ میں نے کہا'' ہاں، اے اللہ کے نبیؐ ضرور بتایئے۔''

تو آپؐ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا'' تم اس کو اپنے قابو میں رکھو۔''

میں نے پوچھا'' اے اللہ کے نبیؐ کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟''

آپؐ نے فرمایا'' اے معاذ...... تمہاری زندگی لمبی ہو..... زبانوں سے بے سوچے سمجھے نکلنے والی باتیں ہی آدمی کو آگ میں منہ کے بل گرائیں گی۔''

تشریح:- اس حدیث میں جہاد کو کوہان کہا گیا ہے۔ (یعنی اونچا عمل) اور آخر میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ آدمی اپنی زبان کو قابو میں رکھے، جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے۔ زبان اگر بے لگام ہو جائے تو بیشتر گناہ سرزد ہوں گے۔ وہ بندگانِ خدا کو گالی دے گا، غیبت کرے گا اور تہمت لگائے گا اور یہ گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے آدمی اپنے روزوں اور نماز کے باوجود جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث میں تہجد کی تعلیم دیتے ہوئے آپؐ نے سورۂ سجدہ کی آیت ۱۶۔۱۷ پڑھی ہے۔ ان کا مفہوم یہ ہے۔

یہ اہلِ ایمان سو کر اٹھتے اور بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو محبت اور ڈر سے پکارتے ہیں اور اللہ کے بخشے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں

جانتا کہ اللہ نے آنکھ کی کیسی ٹھنڈک ان کے لئے ان کے اعمال کے بدلے میں تیار کر رکھی ہے۔

ایمان۔ اسلام ہجرت' جہاد

(۱۲۱) عَنْ عَمْرِوبْنِ عَبْسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:
قَالَ رَجُلٌ' يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْاِسْلَامُ؟
قَالَ اَنْ يُّسْلِمَ لِلّٰهِ قَلْبُكَ وَاَنْ يَّسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِكَ وَيَدِكَ
قَالَ فَاَىُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ ؟
قَالَ اَلْاِيْمَانُ ،
قَالَ وَمَا الْاِيْمَانُ ؟
قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ،
قَالَ فَاَىُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ ؟
قَالَ الْهِجْرَةُ ؟
قَالَ وَمَا الْهِجْرَةُ ؟
قَالَ اَنْ تَهْجُرَ السُّوْءَ ،
قَالَ فَاَىُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ ؟
قَالَ الْجِهَادُ ،
قَالَ وَمَا الْجِهَادُ ؟
قَالَ اَن تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ اِذَ لَقِيْتَهُمْ ،
قَالَ فَاَىُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟
قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَا دُهٗ وَأُهَرِيْقَ دَمُهٗ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ! اسلام کیا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا ''اسلام یہ ہے کہ تیرا دل اللہ کا پورے طور پر فرماں بردار بن جائے اور یہ کہ مسلمان تیری زبان اور تیرے ہاتھ سے محفوظ رہے۔''

اس نے پوچھا ''اسلام کی کون سی چیز افضل ہے؟''

تو آپؐ نے فرمایا ''کہ اسلام میں ایمان کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔''

اس نے پوچھا کہ ''ایمان کیا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو اس کے ملائکہ کو اس کی کتابوں کو اس کے رسولوں کو اور مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے کو صدق دل سے تسلیم کرے۔''

اس نے پوچھا کہ ''ایمان کی کون سی چیز افضل ہے؟''

آپؐ نے فرمایا: ''ہجرت!''

اس نے پوچھا کہ ''ہجرت کیا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا کہ ''ہجرت یہ ہے کہ تو برائیوں سے بے تعلق ہو جائے۔''

اس نے پوچھا ''کون سی ہجرت افضل ہے؟ (یعنی ہجرت کرنے والے اعمال میں کون سا عمل افضل ہے۔)''

آپؐ نے فرمایا ''جہاد!''

اس نے پوچھا کہ ''جہاد کیا ہے؟''

آپؐ نے بتایا ''جہاد یہ ہے کہ تو دین کے دشمنوں سے جنگ کرے جب اس سے سامنا ہو۔''

اس نے پوچھا ''کون سا جہاد افضل ہے؟ (کون مجاہد سب سے بڑھ کر ہے؟'')

آپؐ نے فرمایا کہ ''وہ مجاہد جس کا گھوڑا ہلاک ہو گیا اور وہ شہید ہو گیا۔''

جنت میں لے جانے والی چھ باتیں

(۱۲۲) رُوِیَ عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ نَشَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَاَدْخَلَہٗ جَنَّتَہٗ ، رِفْقٌ بِالضَّعِیْفِ وَشَفَقَۃٌ عَلَی الْوَالِدَیْنِ ، وَاِحْسَانٌ اِلَی الْمَمْلُوْکِ ، وَثَلَاثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ اَظَلَّہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ تَحْتَ عَرْشِہٖ یَوْمَ لَاظِلَّ

اِلَّا ظِلُّهٗ ،

اَلْـوَضُـوْءُ عَـلَـى الْـمَـكَـارِهِ وَالْـمَشْىُ اِلَى الْمَسَاجِدِ فِىْ الظُّلَمِ وَاِطْعَامُ الْجَآئِعِ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''تین باتیں اگر کسی شخص کے اندر پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنی حفاظت میں لے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(۱) کمزوروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ (۲) والدین کے سات شفقت ومحبت (۳) غلاموں (اور خادموں) کے ساتھ اچھا سلوک۔

اور تین صفتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں گی اللہ اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اس دن جب اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(۱) ایسی حالت میں وضو کرنا جب کہ وضو کرنے کو طبیعت نہ چاہے (مثلاً سخت جاڑے کے دنوں میں) (۲) تاریک راتوں میں مسجد کو جانا (تاکہ جماعت میں شریک ہو) (۳) بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا۔''

نماز، روزہ، صدقہ

(۱۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ: اَلصَّلَاةُ قُرْبَانٌ ، وَّالصِّيَامُ جُنَّةٌ ، وَّالصَّدَقَةُ تُطْفِىءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِىءُ الْمَآءُ النَّارَ ،

يَـا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةُ ، اَلنَّاسُ غَادِيَانِ فَبَآئِعٌ نَّفْسَهٗ فَمُوْثِقٌ رَّقَبَتَهٗ وَمُبْتَاعٌ نَّفْسَهٗ فِىْ عِتْقِ رَقَبَتِهٖ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپؐ کعب بن عجرہ سے فرمارہے تھے۔

''اے کعب بن عجرہ! نماز اللہ سے قریب کرنے والی چیز ہے اور روزہ جہنم سے بچانے کے لئے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کردیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا

دیتا ہے۔

اے کعب بن عجرہ! لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو دُنیا کے متاعِ حقیر کے عوض بیچ دیتا ہے تو یہ شخص اپنے کو گرفتار بلا کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو خریدتا ہے اور اس طرح جہنم سے اپنی گردن کو چھڑاتا ہے۔"

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک "بندہ دنیا" ایسے لوگ خدا کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اور دوسرے لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو حبِ دنیا سے بچایا اور خدا کی بندگی میں لگے' ایسے لوگ قیامت کے دن جہنم سے نجات پائیں گے۔

چھ کام جنت کی ضمانت ہیں

(۱۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ مِنْ أُمَّتِهٖ اُکْفُلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَکْفُلْ لَّکُمْ بِالْجَنَّةِ ،

قَالُوْا وَمَا هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ،

قَالَ الصَّلَاةُ وَالزَّکَاةُ وَالْأَمَانَةُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَاللِّسَانُ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اُن لوگوں سے جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا:

"تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دوں۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ چھ باتیں کیا ہیں اے اللہ کے رسولؐ!

آپؐ نے فرمایا وہ یہ ہیں:-

نماز پڑھنا' زکوٰۃ دینا' امانت میں خیانت نہ کرنا' شرمگاہ' پیٹ اور زبان کی حفاظت و نگرانی کرنا۔"

نماز اور جہاد

(۱۲۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَّجُلَیْنِ ،

رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَآئِهٖ وَلِحَافِهٖ مِنْ بَيْنِ اَهْلِهٖ وَحَيِّهٖ اِلٰى صَلَاتِهٖ فَيَقُوْلُ رَبُّنَا يَامَلَائِكَتِي انْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِهٖ وَلِحَافِهٖ وَمِنْ بَيْنِ حَيِّهٖ وَاَهْلِهٖ اِلٰى صَلَاتِهٖ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِيْ،

وَرَجُلٌ غَزَافِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَانْهَزَمُوْا فَعَلِمَ مَاعَلَيْهِ مِنَ الْفِرَارِ وَمَا لَهٗ فِي الرُّجُوْعِ فَرَجَعَ حَتّٰى اُهَرِيْقَ دَمُهٗ رَغْبَةً فِيْ مَاعِنْدِيْ وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِيْ۔ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهٖ انْظُرُوْا إِلٰى عَبْدِيْ رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِيْ حَتّٰى اُهَرِيْقَ دَمُهٗ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''ہمارا رب دو آدمیوں کے عمل سے بہت خوش ہوتا ہے۔''

ایک وہ جو (جاڑے کے زمانے میں) اپنے نرم بستر اور لحاف سے الگ ہو کر اور اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو کر رات کے وقت نماز کو جاتا ہے، ہمارا رب اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اس بندے کو! اس نے اپنا بستر اور لحاف چھوڑا اور اپنے بیوی بچوں سے الگ ہو کر نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا' کیونکہ اس کے اندر خواہش ہے اُن نعمتوں کے پانے کی جو میرے پاس ہیں اور اسے ڈر لگا ہوا ہے اس عذاب کا جو میرے یہاں ہوگا۔

اور دوسرا وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا' مجاہدین کی فوج نے شکست کھائی اور بھاگی اور یہ شخص جانتا ہے کہ میدانِ جہاد سے بھاگنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور میدانِ جنگ میں جمے رہنے کا کیا صلہ ملتا ہے یہ سوچ کر وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا ایسا اس نے اس لئے کیا کہ وہ میرے انعامات کی خواہش رکھتا ہے اور میرے عذاب سے ڈرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے' دیکھو میرے اس بندے کو! یہ میدانِ جنگ میں دوبارہ واپس ہوا اس لئے کہ اس کو میرے انعام کی خواہش ہے' اور اسے میرے عذاب کا ڈر ہے' دیکھو وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے جان دے دی۔''

دس باتوں کی وصیت

(۱۲۶). عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ

كَلِمٰتٍ قَالَ:

لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ ،

وَلَا تَعْصِ وَالِدَايْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ ،

وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً ، فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا،

فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ۔

وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا ، فَاِنَّهٗ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ ،

وَاِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ ، فَاِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ ،

وَاِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ ،

وَاِنْ اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ فَاثْبُتْ ،

وَاَنْفِقْ عَلٰى اَهْلِكَ مِنْ طَوْلِكَ ،

وَلَاتَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا

وَاَخِفْهُمْ فِى اللّٰهِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اللہ کے رسولؐ نے دس باتوں کی وصیت کی۔آپؐ نے فرمایا کہ ''اے معاذ

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ اس جرم میں تم کو مار ڈالا جائے یا جلا دیا جائے۔

۲۔ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ دونوں تم کو حکم دیں کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور اپنے مال سے دست بردار ہو جاؤ۔

۳۔ کوئی فرض نماز ہرگز ترک نہ کرنا' اس لئے کہ جو شخص قصداً فرض نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی سے محروم ہو جاتا ہے۔

۴۔ شراب مت پینا اس لئے کہ یہ تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں کی جڑ ہے۔

۵۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنا اس لئے کہ نافرمانی کے نتیجے میں خدا کا غصہ بھڑکتا ہے۔

۶۔ دشمن کے لشکرِ جرار کے مقابلے میں پیٹھ مت دکھانا اگرچہ تمہاری فوج کے سارے سپاہی ختم ہو جائیں۔

۷۔ جب لوگوں پر کوئی عام وبا مسلط ہو تو وہاں سے نہ بھاگنا۔

۸۔ اپنی قدرت اور حیثیت کے مطابق گھر والوں کو کھانا اور کپڑا دینا۔

۹۔ اپنے گھر والوں کی تربیت میں اپنی چھڑی ان سے نہ ہٹانا۔

۱۰۔ اللہ کے حقوق کے ادا کرنے میں اپنے گھر والوں کو خائف رکھنا۔''

تشریح:- وصیت نمبر ۲ کے مطابق عرض کے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ والدین بیوی کو طلاق دینے کے لئے کہیں تو بے چون و چرا دے دینی چاہئے۔ ایسا کرنا پسندیدہ ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ مسئلہ عموم کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ ہماری رائے یہ ہے:-

اگر والدین خدا سے ڈرنے والے ہوں اور وہ اپنے بیٹے کی بیوی کے بارے میں کوئی معقول بات پیش کریں جس سے طلاق کا جواز نکلتا ہو تو بیٹے کو ضرور طلاق دے دینی چاہئے' اگرچہ اس کو اپنی بیوی سے کتنا ہی شدید جذباتی تعلق ہو۔ اور اگر وہ کوئی معقول دلیل نہ پیش کریں اور پھر بھی طلاق دینے پر اصرار کریں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اس پر والدین کی نافرمانی کا اطلاق نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں طلاق دینے کی جو شرط اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ میاں بیوی اس طرح نہ رہ سکیں جس طرح اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے تعلیم دی ہے' تب آخری چارۂ کار کے طور پر یہ رشتہ توڑا جا سکتا ہے۔

وصیت نمبر ۹ کا مطلب یہ نہیں کہ ڈنڈے کے ذریعے تربیت کی جائے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ وعظ و تلقین سے سدھار نہ ہو تب مارا جا سکتا ہے اور اس میں بھی حضورؐ نے یہ ہدایت کی ہے کہ زخمی کر دینے والی اور ہڈی توڑ دینے والی مار نہ ماری جائے' نیز چہرے پر نہ مارا جائے' آپؐ نے جانوروں تک کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے' ماں باپ کو اور استادوں کو یہ بات اچھی طرح نوٹ کر لینی چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور قرب

(۱۲۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَلَّ مَالُـهٗ ، وَكَثُرَتْ عِيَالُهٗ ، وَحَسُنَتْ صَلَاتُهٗ وَلَمْ يَغْتَبِ الْمُسْلِمِيْنَ جَآءَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَهُوَ مَعِیْ كَهَاتَيْنِ۔ (ترغیب وترہیب)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص غریب ہو اور بال بچے زیادہ ہوں (اس صورتِ حال کے باوجود) وہ بہترین نماز پڑھتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کی غیبت نہیں کرتا تو ایسا آدمی قیامت کے دن میرے ساتھ رہے گا' بالکل قریب جس طرح میری یہ دونوں انگلیاں پاس پاس ہیں۔''

تشریح:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اسے اس لئے حاصل ہوگا کہ مال کی کمی اور بال بچوں کی کثرت سے آدمی پریشان خاطر رہتا ہے' خدا سے بدگمان ہوتا ہے' نماز روزے سے زیادہ اس کو کمانے کی فکر ہوتی ہے لیکن یہ کثیر العیال غریب آدمی خدا سے نہ صرف یہ کہ بدگمان نہیں ہوا بلکہ خدا سے نماز کے ذریعہ اپنا تعلق جوڑے رکھا۔

تین ناجائز کام

(۱۲۸) وَعَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
ثَلَاثٌ لَّا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّفْعَلَهُنَّ:
لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَآءِ دُوْنَهُمْ، فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ۔
وَلَا يَنْظُرُ نِیْ قَعْرِبَيْتٍ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَّخَلَ ، وَلَا يُصَلِّیْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین کام ایسے ہیں جو نہ کئے جانے چاہئیں۔

ایک یہ کہ جو شخص امام ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ صرف اپنے لئے دعا کرے' مقتدیوں کو چھوڑ دے (مثلاً کہے اے اللہ میری مغفرت فرما بلکہ اسے یوں کہنا چاہئے اے اللہ ہماری مغفرت فرما) اگر وہ صرف اپنے لئے دعا کرتا ہے تو مقتدیوں سے خیانت کرتا ہے۔ دوسرا ناجائز کام یہ ہے کہ کسی کے دروازے پر جائے اور اجازت لئے بغیر گھر کے اندر جھانکے اگر یہ حرکت کوئی کرے تو گویا بغیر اجازت گھر کے اندر چلا گیا (جو منع ہے)

اور تیسرا ناجائز کام یہ ہے کہ شدید ضرورت لاحق ہے پیشاب یا پاخانے کی اور اس نے قضاء حاجت سے پہلے نماز پڑھنی شروع کردی یا جماعت میں شامل ہوگیا۔''

سب سے زیادہ نکما اور سب سے بڑا بخیل

(۱۲۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِی الدُّعَآءِ، وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''سب سے نکما اور عاجز وہ ہے جو اپنے لئے خدا سے دعا نہ مانگے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے (کسی کو سلام نہ کرے)۔
تشریح:- عربی زبان میں عاجز کے معنی ناتواں کے بھی ہیں اور ناکارہ اور بے وقوف کے بھی۔

ترکِ معصیت۔ فرائض کی نگہداشت۔ کثرتِ ذکر

(۱۳۰) عَنْ اُمِّ اَنَسٍ ؓ اَنَّهَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصِنِیْ، قَالَ:
اُهْجُرِی الْمَعَاصِیَ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْهِجْرَةِ،
وَحَافِظِیْ عَلَی الْفَرَائِضِ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْجِهَادِ،
وَاَکْثِرِیْ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ، فَاِنَّكِ لَاتَاْتِیْنَ اللّٰهَ بِشَیْئٍ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ کَثْرَةِ ذِکْرِهٖ۔ (ترغیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت انسؓ کی والدہ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ مجھے وصیت فرمایئے، آپؐ نے فرمایا:
''اللہ کی نافرمانی نہ کرو یہ افضل ترین ہجرت ہے۔
فرائض کی نگہداشت رکھو (اس بات کا خیال رکھو کہ فرائض بہتر سے بہتر شکل میں ادا ہوں) یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔
کثرت سے اللہ کو یاد کرو، کہ تم اللہ کے پاس کوئی شے بھی اس کے ذکر کی کثرت سے بہتر لے کر حاضر نہیں ہوگی۔ اللہ کے ذکر کی کثرت، اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے۔''
تشریح:- حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ یہ نصیحتیں ایک عورت کو کی جارہی ہیں اسی وجہ سے فرائض کی نگرانی کو افضل جہاد کہا گیا ہے کیونکہ عورت پر جہاد وقتال فرض نہیں ہے۔ آخری نصیحت کثرتِ ذکر ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرنے

والا نافرمانی رب سے دُور اور فرائض کا خیال رکھنے والا ہوگا' اللہ کی یاد تمام اعمال کی روح ہے' اور جو ''ذکر'' اپنے ان دونوں ثمرات سے خالی ہو وہ دراصل ذکر نہیں' صرف لقلقۂ لسان یعنی زبان کی ورزش ہے۔

زکوٰۃ' صلۂ رحمی' مسکین و پڑوسی کا حق

(۱۳۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ مِّنْ تَمِيْمٍ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ ذُوْمَالٍ كَثِيْرٍ وَّذُوْاَهْلٍ وَّمَالٍ وَّحَاضِرَةٍ فَاَخْبِرْنِىْ كَيْفَ اَصْنَعُ ؟ وَكَيْفَ اُنْفِقُ ؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُخْرِجُ الزَّكٰوةَ مِنْ مَّالِكَ ، فَاِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ ، وَتَصِلُ اَقْرِبَآءَكَ وَتَعْرِفُ حَقَّ الْمِسْكِيْنِ وَالْجَارِوَالسَّآئِلِ۔

(مسند احمد)

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ تمیم کا ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا'

اے اللہ کے رسولؐ! میں بہت مالدار آدمی ہوں' بال بچے بھی ہیں اور مویشی بھی ہیں' تو فرمایئے میں کیا کروں؟ کس طرح اپنا مال خرچ کروں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ تمہاری روحانی گندگی کو دُور کرنے والی شے ہے۔ اپنے اعزہ اور رشتہ داروں سے تعلقات جوڑو اور ان کا حق ادا کرو' سائل' پڑوسی اور مسکین کا حق پہچانو۔''

نماز' زبان کی حفاظت

(۱۳۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعَوْدٍ ﷺ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ : اَىُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ ؟

قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا۔

قُلتُ ثُمَّ مَاذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ ، أَنْ يَّسْلَمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

''کون سا کام افضل ہے؟''

آپؐ نے فرمایا ''وقت پر نماز ادا کرنا۔''

میں نے پوچھا پھر کون سا عمل؟

آپؐ نے فرمایا ''تمہاری زبان سے کسی کو ایذا نہ پہنچے (نہ برا بھلا کہو، نہ غیبت کرو، نہ کسی پر تہمت لگاؤ)۔''

جہاد۔روزہ۔کسبِ معاش کے لیے سفر

(۱۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اُغْزُوْا تَغْنَمُوْا وَصُوْمُوْا تَصِحُّوْا وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''خدا کے دین کے دشمنوں سے جہاد کرو تو اجر کے علاوہ مالِ غنیمت بھی ملے گا۔ اور روزہ رکھو تو اجر کے علاوہ تندرستی بھی حاصل ہو گی۔

اور سفر کرو تا کہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔''

نماز، روزہ، زکوٰۃ کی پابندی کرنے والے

(۱۳۴) وَعَنْ عَآئِشَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

ثَلَاثَةٌ خِلْفٌ عَلَیْهِنَّ : لَایَجْعَلُ اللّٰهُ مَنْ لَّهٗ سَهْمٌ فِی الْاِسْلَامِ كَمَنْ لَّا سَهْمَ لَهٗ وَاَسْهُمُ الْاِسْلَامِ ثَلَاثَةٌ :

اَلصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالزَّكَاةُ ،

وَلَا يَتَوَلَّى اللّٰهُ عَبْدًا فِي الدُّنيَا فَيُوَلِّيَهُ غَيرَهُ يَومَ الْقِيَامَةِ ،
وَلَا يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعَهُمْ۔ (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تین قسم کے لوگوں کے لئے تین باتیں ہرگز نہ ہوں گی۔

(۱) جو لوگ نماز، روزہ اور زکوٰۃ پر عمل کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہ معاملہ نہیں کرے گا جو ان تینوں کے تارک کے ساتھ کرے گا۔

(۲) جس بندے کو اللہ نے اس کی نیکی کی بنیاد پر اپنی حفاظت میں لے لیا ہو اُسے قیامت کے دن کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرے گا۔

(۳) جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے اللہ اس کو انہیں کے ساتھ رکھے گا۔''

تشریح:- دوسری بات کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی اللہ نیک بندہ کی حفاظت کرے گا اور آخرت میں بھی، خدا کی مدد و نصرت سے نہ یہاں محروم رہے گا نہ وہاں۔ تیسری بات کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے رسولؐ سے صحابہؓ سے، اور بزرگانِ امت سے محبت کی، تو قیامت میں اسے رسولؐ اور بہترین لوگوں کی معیت اور رفاقت نصیب ہوگی اور اگر کسی کو باطل پرستوں اور دین کے دشمنوں سے محبت ہے تو ان کے ساتھ آخرت میں رکھا جائے گا۔

تین آدمی خدا کی رحمت سے دُور رہیں گے

(۱۳۵) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
أُحْضُرُوا الْمِنبَرَ، فَحَضَرْنَا ،
فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ اٰمِيْنَ ،
فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ اٰمِيْنَ ،
فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِيْنَ ،
فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ ،
قَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بُعْدَ مَنْ اَدْرَكَ

رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْلَهٗ قُلْتُ اٰمِيْنَ ،

فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ اٰمِيْنَ ،

فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهٗ اَوْاَحَدَ هُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِيْنَ۔ (ترغیب بحوالہ حاکم وابن حبان وصحیح ابن خزیمہ)

حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا تم لوگ منبر کے پاس جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم منبر کے پاس جمع ہو گئے اور حضورؐ تشریف لائے۔

جب آپؐ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو ''آمین'' کہا اسی طرح دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے وقت آپؐ نے ''آمین'' کہا۔

خطبہ کے بعد جب آپؐ منبر سے اترے تو ہم لوگوں نے کہا۔

''اے اللہ کے رسولؐ ہم نے آج آپؐ سے وہ بات سنی ہے جو کبھی نہیں سنتے تھے (یعنی آپؐ نے منبر کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت تین مرتبہ آمین کہا' اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؐ تو ایسا کبھی نہیں کرتے تھے!)۔

آپؐ نے فرمایا: ''حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے جب کہ میں پہلی سیڑھی پر قدم رکھ رہا تھا اور فرمایا ''وہ شخص تباہ ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہیں کرائی۔'' تو میں نے ''آمین'' کہا۔

پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا ''وہ شخص خدا کی رحمت سے دُور ہو جائے جس کے پاس آپ کا (اے محمد ﷺ) نام لیا گیا اور اس نے آپؐ کے اوپر درود نہیں بھیجا'' تو میں نے ''آمین'' کہا۔

پھر جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھے تو جبرئیل نے کہا ''وہ شخص خدا کی رحمت سے دُور ہو جائے جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا۔''

جنت کی خوشبو سے کون محروم رہیں گے

(۱۳۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

خَـرَجَ عَـلَيْـنَـا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَنَحْنُ مُجْتَمِعُوْنَ ، فَقَالَ ، يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ،

اِتَّـقُـوْا الـلّٰـهِ وَصِلُوْآ اَرْحَامَكُمْ ، فَإِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ اَسْرَعَ مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ ،

وَإِيَّـاكُمْ وَالْبَغْيَ ، فَإِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ عُقُوْبَةٍ اَسْرَعَ مِنْ عُقُوْبَةِ بَغْيٍ ، وَإِيَّاكُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ ،

فَـإِنَّ رِيْـحَ الْـجَـنَّةِ يُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ اَلْفِ عَامٍ ، وَاللّٰهِ لَايَجِدُهَا عَـاقٌ وَلَاقَـاطِعُ رَحِمٍ وَّلَا شَيْخٌ زَانٍ ، وَّلَا جَآرٌّ إِزَارَهٗ خُيَلَاءَ ، إِنَّمَا الْكِبْرِيَآءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے مجمع میں تشریف لائے اور خطبہ دیا' فرمایا ''اے مسلمانو

اللہ سے ڈرو اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو' اس لئے کہ صلہ رحمی کا ثواب اور انعام بہت جلد حاصل ہوتا ہے۔

اور ظلم اور سرکشی سے بچو' اس لئے کہ اس کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔

اور خبردار! والدین کی نافرمانی مت کرنا۔

جنت کی خوشبو باوجود اس کے کہ اس کی لپٹ ایک ہزار سال کی مسافت تک جاتی ہے لیکن بخدا اتنی تیز خوشبو سے بھی وہ شخص محروم رہے گا۔ جو والدین کا نافرمان ہو اور رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے والا ہو اور بوڑھا زانی اور وہ جو اپنا تہبند از راہِ تکبر ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے' بڑائی اور اقتدار تو صرف اللہ رب العالمین کے لئے زیبا ہے!''

حضورؐ کا ساتھ کس کو نصیب ہوگا؟

(۱۳۷) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرِ نِ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حِجَّةِ الْوَدَاعِ ،

اِنَّ اَوْلِيَـآءِ الـلّٰهِ الْمُصَلُّوْنَ مَنْ يُّقِيْمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ الَّتِيْ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيَحْتَسِبُ صَوْمَهٗ وَيُؤْتِى الزَّكَاةَ مُحْتَسِبًا طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَآئِرَ الَّتِىْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا ،

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَمِ الْكَبَائِرُ ؟

قَالَ تِسْعٌ اَعْظَمُهُنَّ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَالسِّحْرُوَا كُلُ مَالِ الْيَتِيْمِ ، وَاَكْلُ الرِّبَا ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ وَاِسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا لَّا يَمُوْتُ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ هٰؤُلَاءِ الْكَبَائِرَ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِى الزَّكٰوةَ اِلَّا رَافَقَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم فِىْ بُحْبُوْحَةِ جَنَّةٍ اَبْوَابُهَا مَصَارِيْعُ الذَّهَبِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبیدؓ اپنے والد عمیرؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع (آخری حج) میں فرمایا کہ:

اللہ کے ولی نمازی لوگ ہیں یعنی وہ لوگ جو پانچوں فرض نمازوں کو ٹھیک سے پڑھتے ہیں' رمضان کے روزے خدا کی خوشنودی کی نیت سے رکھتے ہیں' دل کی پوری رغبت اور خوشی کے ساتھ اجر آخرت کی نیت سے زکوٰۃ دیتے ہیں اور اُن بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

آپؐ کے اصحابؓ میں سے کسی نے پوچھا ''اے اللہ کے رسولؐ بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟''

آپؐ نے فرمایا کہ ''نو گناہ بڑے گناہ ہیں جن میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنانا' مومن کو ناحق قتل کرنا' جہاد سے بھاگنا' کسی عفیفہ پاک دامن عورت کو تہمت لگانا' جادو سیکھنا سکھانا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' مسلمان والدین کے حقوق نہ ادا کرنا' اللہ کے گھر کی بے حرمتی کرنا جس کی طرف منہ کر کے زندگی میں نماز پڑھتے ہو اور جس کی طرف قبر میں تمہارا رخ رکھا جاتا ہے۔

کوئی ایسا شخص جو ان بڑے گناہوں سے دور رہا اور ٹھیک سے نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہا ہو وہ ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وسیع و کشادہ جنت میں رہے گا جس کے دروازے سونے کے ہوں گے۔''

جنت سے محروم اور جنت کے مستحق

(۱۳۸) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
لَایَدْخُلُ الجَنَّةَ بَخِیْلٌ وَّلَاخَبٌّ وَّلَاخَائِنٌ سَیِّیءُ الْمَلَکَةِ ،
وَأَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ الْمَمْلُوْکُوْنَ إِذَا اَحْسَنُوْا فِیْمَا بَیْنَهُمْ
وَبَیْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَفِیْمَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَوَالِیْهِمْ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ مسند احمد وابویعلیٰ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

''بخیل، دھوکہ بازی آدمی، بے ایمان خیانت کار آدمی جو غلط طریقے سے اپنے اختیار و تصرف کو استعمال کرتا ہے یہ تینوں جنت میں نہیں جائیں گے۔
اور غلاموں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والا وہ غلام ہوگا جس نے اللہ کے حقوق بھی ٹھیک سے ادا کئے ہوں گے اور اپنے آقا کی خدمت بھی عمدگی کے ساتھ کی ہوگی۔''

سات بڑے گناہ

(۱۳۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ۔
قَالُوْا : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟
قَالَ : اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ، وَاَکْلُ الرِّبَا ، وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ ، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا:
''سات تباہ کن گناہوں سے بچو۔''
لوگوں نے پوچھا ''اے اللہ کے رسولؐ وہ کون سے گناہ ہیں؟''

آپؐ نے فرمایا ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' جادو کرنا' ناحق کسی آدمی کو مار ڈالنا' سود کھانا' یتیم کا مال ہڑپ کرنا' میدانِ جہاد سے بھاگ جانا اور مومن بھولی بھالی پاک دامن عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانا۔''

کن لوگوں سے حضورؐ بے زار ہیں؟

(۱۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (احمد' ترمذی' ترغیب)

حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا:
''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بڑوں کی عزت نہ کرے' چھوٹوں پر شفقت نہ کرے نیکیوں کی تلقین نہ کرے اور برائیوں سے نہ روکے!''

تین نیکیوں کے دنیاوی فائدے

(۱۴۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
صَنَآئِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِیْ مَصَارِعَ السَّوْءِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِیءُ غَضَبَ الرَّبِّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِی الْعُمُرِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
دوسروں کے ساتھ احسان کرنے سے آدمی بری موت مرنے سے بچا رہتا ہے (یعنی ایمان پر خاتمہ ہوتا ہے اور حادثاتی موت سے محفوظ رہتا ہے)۔
اور پوشیدہ صدقہ کرنے سے خدا کا غصہ بجھتا ہے۔
اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔''

تشریح:۔ آدمی بہت سے چھوٹے بڑے گناہ کرتا رہتا ہے' اور ہر گناہ سے اللہ غضبناک ہوتا ہے تو اس کے غصے کو ختم کرنے کا علاج چھپ کر صدقہ کرنا ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے اور بہتر تعلقات رکھنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے' یہ بات اور بھی احادیث میں بیان ہوئی ہے۔ تقدیر کے مسئلہ سے عمر میں اضافہ کی بات ٹکراتی نہیں ہے۔

اونچے درجے کے لوگ

(۱۴۲) عَنۡ عُبَادَةَ بۡنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ:
قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
اَلَا اَدُلُّكُمۡ عَلٰى مَايَرۡفَعُ اللّٰهُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟
قَالُوۡا : نَعَمۡ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ: تَحۡلُمُ عَلٰى مَنۡ جَهِلَ عَلَيۡكَ ،
وَتَعۡفُوۡا عَمَّنۡ ظَلَمَكَ ،
وَتُعۡطِىۡ مَنۡ حَرَّمَكَ ،
وَتَصِلُ مَنۡ قَطَعَكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ بزار وطبرانی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اونچے درجات سے نوازتا ہے۔''
لوگوں نے کہا'' کہ ہاں اے اللہ کے رسولؐ بتایئے۔''
آپؐ نے فرمایا۔
''جو تم سے جہالت برتے' تم اس کے ساتھ بردباری سے پیش آؤ۔
جو تم پر ظلم کرے' اس کو معاف کردو'
اور جو رشتہ دار تمہارے حقوق ادا نہ کرے تم اس کے حقوق دو۔
ان سب کاموں سے آدمی کے درجے بلند ہوتے ہیں۔''

عفت اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کا دنیاوی فائدہ

(۱۴۳) عَنۡ اَبِىۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ
عِفُّوۡا عَنۡ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُكُمۡ ، وَبَرُّوۡا اٰبَآءَ كُمۡ تَبَرُّكُمۡ اَبۡنَـآءُ كُمۡ ، وَمَنۡ اَتَاهُ اَخُوۡهُ مُتَنَصِّلًا فَلۡيَقۡبَلۡ ذٰلِكَ مُحِقًّا كَانَ اَوۡمُبۡطِلًا فَاِنۡ لَّمۡ يَفۡعَلۡ لَّمۡ يَرِدۡ عَلَىَّ الۡحَوۡضَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ پرائی عورتوں سے تعلق رکھنے سے بچو تو تمہاری عورتیں دوسرے مردوں سے تعلق رکھنے سے محفوظ رہیں گی۔''

اور تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔

اور جس آدمی کے پاس اس کا مسلمان بھائی معافی مانگنے کے لئے آئے تو اس کی غلطی معاف کر دینی چاہئے اور اس کا عذر قبول کر لینا چاہئے۔ چاہے وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط کہہ رہا ہو۔ اگر کوئی شخص معافی نہ دے تو وہ حوضِ کوثر پر مجھ تک نہ پہنچ سکے گا۔''

اللہ کی یقینی مدد کے مستحق تین آدمی

(۱۴۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمْ ،

اَلْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ،

وَالْمُکَاتَبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَآءَ ،

وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''تین طرح کے لوگوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لے لی ہے۔

(۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

(۲) وہ غلام جو غلامی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کے لئے اپنے آقا کو مال کی ایک مقدار دینا چاہتا ہے (مگر اس کے پاس اتنی رقم نہیں ہے)۔

(۳) وہ آدمی جو عفت اور پاک دامنی کی زندگی بسر کرنے کے لئے نکاح کرنا چاہتا ہے (مگر غریبی روک بنی ہوئی ہے)۔

صدقہ کی مختلف صورتیں

(۱۴۵) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

لَيۡسَ مِنۡ نَّفۡسِ بۡنِ اٰدَمَ اِلَّا عَلَيۡهَا صَدَقَةٌ فِيۡ كُلِّ يَوۡمٍ طَلَعَتۡ فِيۡهِ الشَّمۡسُ ،

قِيۡلَ : يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ مِنۡ اَيۡنَ لَنَا صَدَقَةٌ نَتَصَدَّقُ بِهَا؟

فَقَالَ: اِنَّ اَبۡوَابَ الۡخَيۡرِ لَكَثِيۡرَةٌ : اَلتَّسۡبِيۡحُ ، وَالتَّحۡمِيۡدُ وَالتَّكۡبِيۡرُ وَالتَّهۡلِيۡلُ ، وَالۡاَمۡرُ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ، وَالنَّهۡيُ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ، وَتُمِيۡطُ الۡاَذٰى مِنَ الطَّرِيۡقِ ، وَتُسۡمِعُ الۡاَصَمَّ ، وَتَهۡدِى الۡاَعۡمٰى ، وَتَدُلُّ الۡمُسۡتَدِلَّ عَلٰى حَاجَتِهٖ وَتَسۡعٰى بِشِدَّةِ سَاقَيۡكَ مَعَ اللَّهۡفَانِ الۡمُسۡتَغِيۡثِ ، وَتَحۡمِلُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيۡكَ مَعَ الضَّعِيۡفِ ، فَهٰذَا كُلُّهٗ صَدَقَةٌ مِّنۡكَ عَلٰى نَفۡسِكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہر مسلمان آدمی پر ہر دن صدقہ کرنا ضروری ہے۔''

لوگوں نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ ہمارے پاس اتنا مال کہاں ہے کہ ہر روز صدقہ کریں؟

آپؐ نے فرمایا کہ صدقہ کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے ذرائع بہت ہیں (صرف مال ہی نہیں)۔

سُبۡحَانَ اللّٰهِ ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكۡبَرُ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا بھی صدقہ ہے۔

دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا' گناہوں سے روکنا' راستوں سے کانٹے وغیرہ ہٹانا' کسی بہرے آدمی کو زور سے بول کر اپنی بات سنانی' اندھے آدمی کی رہنمائی یہ سب بھی ثواب کے کام ہیں۔

آدمی کو اس کے مقصد کے سلسلہ میں رہنمائی کرنا اور مصیبت زدہ فریادی کی مدد کے لئے دوڑنا بھی صدقہ ہے۔

نیز کسی کمزور کے بوجھ کو جو اس سے نہ اٹھتا ہو اسے اپنے ہاتھ یا سر پر اٹھا لینا بھی صدقہ کہلاتا ہے۔

اوپر کے تمام مذکورہ کام اگر تم کرو تو مالی صدقات کے برابر ثواب ملے گا۔''

تشریح:- یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے' اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا صدقہ کی اتنی صورتیں معلوم ہو کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کی زندگی میں کسی چیز سے اتنی مسرت نہیں حاصل ہوئی۔

تین وصیتیں

(۱۴۶) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷛ قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ ﷺ بِخِصَالٍ مِّنَ الْخَیْرِ:
اَوْصَانِیْ لَّا اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ ھُوَ فَوْقِیْ ، وَاَنْظُرَ اِلٰی مَنْ ھُوَ دُوْنِیْ ،
وَاَوْصَانِیْ بِحُبِّ الْمَسَاکِیْنِ ، وَالدُّنُوِّ مِنْھُمْ ،
وَاَوْصَانِیْ اَنْ اَصِلَ رَحِمِیْ وَاِنْ اَدْبَرَتْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند باتوں کی وصیت فرمائی۔

(۱) مجھے وصیت فرمائی کہ وہ لوگ جو مجھ سے مال وجاہ وغیرہ میں فوقیت رکھتے ہوں ان کی طرف نہ تاکوں بلکہ ان لوگوں کو دیکھوں جو مجھ سے کم تر ہیں (تاکہ میرے دل میں شکر کا جذبہ ابھرے)۔

(۲) مجھے وصیت فرمائی کہ مسکینوں سے محبت کروں اور ان کے پاس جاؤں۔

(۳) مجھے اس بات کی وصیت کی کہ میرے اعزہ اور رشتہ دار چاہے مجھ سے خفا ہوں، میرے حقوق نہ ادا کریں لیکن میں ان سے اپنا تعلق جوڑے رکھوں، ان کے حقوق ادا کرتا ہوں۔

پانچ باتیں

(۱۴۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
مَنْ یَّاْخُذُ عَنِّیْ ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْیُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِھِنَّ،
قُلْتُ اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ،
فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا ، فَقَالَ ،
اتَّقِ اللّٰہَ یَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ ،
وَارْضَ بِمَاقَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ ،
وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُّؤْمِنًا،
وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُّسْلِمًا ،

وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''میری یہ باتیں (جو میں بتاؤں گا) کون لے گا اور عمل کرے گا اور عمل کرنے والوں کو بتائے گا؟''

میں نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسولؐ، میں اس کے لئے تیار ہوں بتایئے۔''
تو آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں بتائیں،

(۱) اللہ کی نافرمانی سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔

(۲) جتنی روزی اللہ نے تمہارے لئے مقدر فرمادی ہے اس پر راضی اور مطمئن رہو تو تم سب سے زیادہ غنی آدمی بن جاؤ گے۔

(۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو مومن بن جاؤ گے۔

(۴) تم جو کچھ اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو تو تم مسلم ہوگے۔

(۵) زیادہ نہ ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسنے سے آدمی کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔''

تشریح:- نمبر ۳، ۴ میں بتایا گیا کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ایمان کا تقاضا ہے، اسی طرح ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کرو جس طرح تم اپنے خیر خواہ ہو۔ نمبر پانچ کا مطلب یہ ہے کہ ہنسی کی زیادتی کے معنی یہ ہیں کہ اسے آخرت کی فکر نہیں ہے اور کوئی سنجیدہ نصب العین اس کے سامنے نہیں ہے اسی لئے زیادہ ہنستا ہے اور جتنا ہی ہنسے گا اتنی ہی دل میں سختی اور قساوت آئے گی۔

جنت میں لے جانے والے اعمال

(۱۴۸) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ:

جَآءَ اَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: عَلِّمْنِيْ عَمَلًا يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ،

قَالَ: إِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ،

أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ:

قَالَ أَلَيْسَتَا وَاحِدَةً،

قَالَ لَا ، عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تَنْفَرِدَ بِعِتْقِهَا وَفَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعْطِيَ فِي ثَمَنِهَا ، وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوفُ ،
وَالْفَيْءُ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الْقَاطِعِ ،
فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ ، فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ ، وَأَسْقِ الظَّمْآنَ ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ،
فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا عَنْ خَيْرٍ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ احمد)

براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان بدو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا‘ اس نے کہا۔

''اے اللہ کے رسولؐ، مجھے ایسے کام بتا دیجئے جن کو کر کے مجھے جنت مل جائے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''اگرچہ تو نے الفاظ بہت مختصر بولے ہیں لیکن بات بڑی پوچھی ہے۔''

خدا کی جنت میں جانا چاہتے ہو تو کسی جان کو آزاد کراؤ اور گردنوں کو غلامی کی رسی سے چھڑاؤ۔''

اس نے کہا کہ ''یہ دونوں تو ایک ہی بات ہوئی۔''

آپؐ نے فرمایا،''نہیں‘ یہ دونوں ایک بات نہیں۔ جان کو آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی غلام یا باندی کو مکمل طور پر آزاد کرواور اس پر جو رقم صرف ہو وہ پوری رقم تم اپنی جیب سے دو اور گردن چھڑانے کا مفہوم یہ ہے کہ کئی آدمی مل کر کسی غلام یا باندی کو آزاد کرائیں جس میں تمہارا بھی حصہ ہو۔

دوسرا جنتی کام یہ ہے کہ تم اپنی دودھاری اونٹنی کسی کو دودھ پینے کے لئے بخش دو۔

تیسرا کام یہ ہے کہ قطع تعلق کرنے والے رشتہ داروں کے ساتھ تم اپنے تعلقات جوڑو۔

اگر یہ سب جنتی کام تم سے نہ ہوسکیں تو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ‘ پیاسوں کو پانی پلاؤ‘ لوگوں کو بھلی بات بتاؤ اور بری بات سے روکو۔

اور یہ بھی تم نہ کرسکو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ صرف بھلی بات زبان سے نکالو۔''

تشریح:- حدیث میں منحتہ کا لفظ آیا ہے' اس کے معنی اس دودھاری اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ استعمال کرنے کے لئے کسی کو دے دیں اور جب وہ دودھ دے چکے تو وہ تمہارے پاس واپس آ جائے۔

محبوب بندے کی پہچان' پڑوسی کی حق تلفی' مالِ حرام کا انجام

(۱۴۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ قَسَّمَ بَيْنَكُمْ اَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَّمَ بَيْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ ، وَاَنَّ اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ ، وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ ، فَمَنْ اَعْطَاهُ الدِّيْنَ فَقَدْ اَحَبَّهٗ ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَايُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يُسْلِمَ قَلْبَهٗ وَلِسَانَهٗ ، وَلَا يُؤْمِنُ حَتّٰى يَأْمَنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔

قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، وَمَا بَوَائِقُهٗ ؟

قَالَ: غَشْمُهٗ وَظُلْمُهٗ۔

وَلَا يَكْسِبُ مَالًا مِّنْ حَرَامٍ ، فَيُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكَ فِيْهِ ، وَلَا يَتَصَدَّقُ بِهٖ فَيُقْبَلَ مِنْهُ ، وَلَا يَتْرُكُهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا كَانَ زَادَهٗ اِلَى النَّارِ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُو السَّيِّئَ بِالسَّيِّئِ وَلٰكِنْ يَّمْحُو السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ ، اِنَّ الْخَبِيْثَ لَايَمْحُوا الْخَبِيْثَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل نے جس طرح تم انسانوں میں روزی تقسیم فرمائی ہے' اسی طرح اخلاق بھی تقسیم فرما دیئے ہیں، اور اللہ دُنیا تو سب کو دیتا ہے، اُن لوگوں کو بھی جنہیں محبوب رکھتا ہے اور انہیں بھی جنہیں وہ پسند نہیں کرتا۔ لیکن دین پر چلنے کی توفیق صرف اُن کو دیتا ہے جن سے اُسے محبت ہوتی ہے، تو جن کو اس نے دین بخشا، یوں سمجھو وہ اللہ کو محبوب ہیں...... قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہوں اور کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے ''بوائق'' سے محفوظ اور مطمئن نہ ہوجائے۔

لوگوں نے پوچھا ''بوائق'' سے آپ کی مراد کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس سے مراد حق ماری اور ظلم (یعنی پڑوسی کو نہ دبائے اور نہ اس پر ظلم کرے)۔

اور جو بندہ حرام مال کمائے' اللہ اس کو برکت سے محروم کر دے گا' اور اگر اسے خیرات کرے تو اللہ قبول نہ فرمائے گا' اور اگر مال حرام چھوڑ کر دوسری دنیا کو سدھارا تو وہ جہنم تک کے سفر کا زادِراہ ہوگا۔ اللہ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا، وہ تو برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے، یقیناً خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔''

تشریح:- ارشادِ نبویؐ کے آخری جملوں کا مطلب یہ ہے کہ مالِ حرام اللہ کی راہ میں دیا تو وہ صدقہ و خیرات شمار نہ ہوگا' اس پر ثواب نہ ملے گا' خدا کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوگا' برائی کو مٹانا ہو تو حلال کمائی خدا کی جناب میں پیش کرو' اپنی روحانی گندگی اور نجاست دور کرنی ہے تو گندا مال نہ لاؤ۔

صدقہ کا وسیع تصور

(۱۵۰) وَعَنْ ثَوْبَانَ ﷺ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهٗ عَلٰى عِيَالِهٖ ، دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهٗ عَلٰى فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَدِيْنَارٌ يُّنْفِقُهٗ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ،

قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ : بَدَأَ بِالْعِيَالِ ،

ثُمَّ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ : أَيُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ أَجْرًا مِّنْ رَّجُلٍ يُّنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ صِغَارٍ يُّعِفُّهُمُ اللّٰهُ ، اَوْيَنْفَعُهُمُ اللّٰهُ بِهٖ يُغْنِيْهِمْ۔ (مسلم ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا وہ دینار ہے جو آدمی اپنے بال بچوں اور زیرِ کفالت لوگوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار بھی جو مجاہد اپنے گھوڑے پر صرف کرتا ہے اور اس پر سوار ہو کر جہاد کرتا ہے اور وہ دینار بھی جو آدمی اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔''

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ''دیکھو سب سے پہلے بال بچوں پر خرچ کئے جانے والے دینار کا ذکر کیا؟''

اس کے بعد ابوقلابہ نے کہا ''اس آدمی سے بڑھ کر اجر وثواب کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے چھوٹے کمزور بچوں پر خرچ کرتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بھیک مانگنے اور دوسروں کے دروازے پر جانے سے محفوظ رہتے ہیں۔''

(۱۵۱) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَآ اَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ، وَمَآ اَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ، وَمَآ أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ احمد)

حضرت مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو کھانا تو کھائے تو تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کھانا اپنے بچوں کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو اپنے نوکر کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے۔''

(۱۵۲) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَّغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَااُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ، وَلَايَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی مسلمان درخت (باغ) لگائے، اور اس کے پھلوں سے چڑیاں کھائیں یا غریب آدمی کھالے تو اس کا ثواب اسے ملے گا، نامۂ اعمال میں اسے صدقہ لکھا جائے گا۔ اسی طرح باغ کے پھلوں کو چور لے گئے، کسی نے چھین لیا تو یہ سب اس کے نامہ اعمال میں بطورِ صدقہ قیامت تک کے لئے لکھا جاتا رہے گا۔''

تشریح:- اس حدیث میں باغ لگانے کا ذکر ہے دوسری حدیثوں میں اس کے ساتھ کھیتی کا بھی ذکر ہے۔ آپؐ نے باغ لگایا اس پر محنت اور رقم صرف کی، جب اس نے پھل دیئے تو کچھ چڑیاں کھا گئیں، کسی بھوکے غریب آدمی نے اس سے فائدہ اٹھایا، یا چور چرا لے گئے یا زبردستی کوئی چھین لے گیا تو وہ بظاہر نظر برباد ہوتا معلوم ہوتا ہے لیکن حضورؐ فرماتے ہیں کہ نہیں، اس پر اجر وثواب ملے گا۔

غلاموں کی آزادی، یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک

(۱۵۳) وَعَنْ مَّالِكَ بْنِ الْحَارِثِ ﷛ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ:
مَنْ ضَمَّ یَتِیْمًا مِّنْ اَبَوَیْنِ مُسْلِمَیْنِ اِلٰی طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ حَتّٰی یَسْتَغْنِیَ عَنْهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ ،
وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُّسْلِمًا كَانَ فِكَاكُهٗ مِنَ النَّارِ یَجْزِیْ بِكُلِّ عُضْوٍمِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسند احمد)

حضرت مالک بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا، ''جو مسلمان والدین کے یتیم بچے کو کھلائے پلائے یہاں تک کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے (بالغ ہو جائے) تو ایسے شخص کو یقیناً جنت ملے گی۔
اور جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو یہ کام جہنم سے اس کی نجات کا باعث بنے گا، غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کا عضو جہنم سے نجات پائے گا۔''

کس کا صدقہ قبول نہ ہوگا

(۱۵۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَایُعَذِّبُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ رَّحِمَ الْیَتِیْمَ وَلَانَ لَهٗ فِی الْكَلَامِ وَرَحِمَ یُتْمَهٗ وَضَعْفَهٗ ، وَلَمْ یَتَطَاوَلْ عَلٰی جَارِهٖ بِفَضْلِ مَآ اٰتَاهُ اللّٰهُ ،
وَقَالَ یَآ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَّالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِّنْ رَجُلٍ وَّلَهٗ قَرَابَةٌ مُّحْتَاجُوْنَ اِلٰی صِلَتِهٖ وَیَصْرِفُهَا اِلٰی غَیْرِهِمْ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دین حق دے کر بھیجا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب نہیں دیں گے جنہوں نے دنیا میں یتیموں پر رحم کیا ہوگا، ان سے نرم انداز میں

بات کی ہوگی، اور ان کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھایا ہوگا اور اپنے پڑوسی کے مقابلے میں اپنے کثرتِ مال کی وجہ سے برتری نہ جتائی ہو۔"

نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

"اے محمدؐ کی امت کے لوگو، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دینِ حق دے کر بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں کرے گا جس کے کچھ رشتہ دار ہوں جو اس کی صلہ رحمی کے محتاج ہوں اور وہ ان کو دینے کے بجائے دوسرے لوگوں کو دے دے۔"

ایک دوسری حدیث کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شفقت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔"

گیارہ باتوں کی وصیت

(۱۵۵) عَنْ مُّعَاذٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَمَشٰى قَلِيْلًا، ثُمَّ قَالَ يَامُعَاذُ، أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَصِدْقِ الْحَدِيْثِ، وَوَفَآءِ الْعَهْدِ، وَاَدَآءِ الْاَمَانَةِ، وَتَرْكِ الْخِيَانَةِ، وَرُحْمِ الْيَتِيْمِ، وَحِفْظِ الْجِوَارِ، وَكَظْمِ الْغَيْظِ، وَلِيْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ السَّلَامِ، وَلُزُوْمِ الْاِمَامِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بیہقی)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور چلے پھر فرمایا:

"اے معاذ، میں تمہیں اللہ کی نافرمانی سے بچنے، سچ بولنے، عہد کو پورا کرنے، امانت کو ٹھیک ٹھیک پہنچانے، خیانت نہ کرنے، یتیم پر رحم کرنے، پڑوسی کے حقوق کی حفاظت کرنے، غصے کو دبانے، لوگوں سے نرم انداز میں گفتگو کرنے اور لوگوں کو سلام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ وقت کے خلیفہ سے چمٹے رہنا (نہ اس سے الگ ہونا نہ اس کے خلاف محاذ بنانا)۔"

تشریح:- اور اگر اسلامی حکومت نہ ہو نہ اس کا سربراہ ہو، تب کس سے چمٹیں؟ کیا باطل سے؟ کیا باطل پرست جماعتوں سے؟ نہیں ہرگز نہیں پھر کیا اطمینان سے منتشر بھیڑوں کی طرح زندگی گزاریں؟ نہیں، پھر کیا کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت بنو، جماعتی حیثیت سے دین کی

دعوت دو، دعوت دیتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت دے اور دینی بہار آ جائے یا اسی حالت میں موت آ جائے، کتنی اشرف واعلیٰ ہے ایسی موت!

حضور ﷺ نے وصال سے پانچ دن پہلے امت کو کیا وصیت کی؟

(۱۵۶) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: عَهِدِيُ بِنَبِيِّكُمْ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِخَمْسِ لَيَالٍ ، فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ : لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا وَلَهٗ خَلِيْلٌ مِّنْ اُمَّتِهٖ : وَإِنَّ خَلِيْلِيْ اَبُوْ بِكْرِ بْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ ، وَإِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا ،

أَلَا وَإِنَّ الْأُمَمَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْ يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَآءِ هِمْ مَسَاجِدَ، وَإِنِّيْ اَنْهَا كُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ،

وَاُغْمِيَ عَلَيْهِ هُنَيْهَةً ، ثُمَّ قَالَ:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ، اَشْبِعُوْا بُطُوْنَهُمْ ، وَاكْسُوْا ظُهُوْرَهُمْ وَاَلِيْنُوْا الْقَوْلَ لَهُمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ دن پہلے حضورؐ سے میری جو ملاقات ہوئی وہ مجھے یاد ہے، اُس دن میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سُنا کہ: ''ہر نبی کے لیے اس کی اُمّت میں سے کوئی نہ کوئی خلیل ضرور ہوا ہے اور میرے خلیل ابوبکرؓ ابن ابی قُحافہ ہیں، اور اللہ نے نبی محمدؐ کو اپنا خلیل بنایا۔

سُنو، تم سے پہلے کے لوگ اپنے نبی کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے، اور میں تم کو اس سے روکتا ہوں'' (وفات کے بعد میری قبر پر سجدہ نہ ہونے پائے)

پھر اس کے بعد فرمایا:

''اے اللہ! کیا میں نے پہنچادیا؟'' (یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی)

پھر آپؐ نے فرمایا:

''اے اللہ! تو گواہ رہ'' (یہ بھی تین دفعہ دُہرایا) اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے آپؐ پر غشی

طاری ہوئی اور جب غشی دُور ہوئی تو فرمایا:

اپنے غلاموں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کو پیٹ بھر کر کھانا دینا، پہننے کے لیے کپڑے دینا اور ان سے نرمی سے بات کرنا۔"

تشریح:- یہی حکم گھر کے مستقل خادم کے لئے بھی ہے۔

پڑوسی کے حقوق

(۱۵۷) عَنْ عَمرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

مَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنَ جَارِهٖ مَخَافَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمُؤْمِنٍ ، وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَّنْ لَمْ يَاْمَنْ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔

اَتَدْرِىْ مَاحَقُّ الْجَارِ؟

اِذَا سْتَعَانَكَ اَعَنْتَهٗ ، وَاِذَاسْتَقْرَضَكَ اَقْرَضْتَهٗ ، وَاِذَافْتَقَرَ عُدْتَّ عَلَيْهِ ، وَاِذَا مَرِضَ عُدْتَّهٗ وَاِذَا اَصَابَهٗ خَيْرٌ هَنَّأْتَهٗ ، وَاِذَآ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهٗ ، وَاِذَمَاتَ اتَّبَعْتَ جَنَازَتَهٗ ، وَلَاتَسْتَطِيْلُ عَلَيْهِ بِالْبُنْيَانِ فَتَحْجُبُ عَنْهُ الرِّيْحَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ، وَلَاتُؤْذِهٖ بِقُتَارِ رِيْحِ قِدْرِكَ اِلَّا اَنْ تَغْرِفَ لَهٗ مِنْهَا، وَاِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهٗ ، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَدْخِلْهَا سِرًّا ، وَلَايَخْرُجْ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيْظَ بِهَاوَلَدَهٗ۔ (ترغیب وترہیب)

عمرو بن شعیب کے دادا سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے پڑوسی سے اپنے گھر والوں اور مال کے بارے میں خطرہ محسوس کیا اور دروازہ بند کر کے سویا تو ایسا پڑوسی مومن نہیں ہے اور وہ بھی مومن نہیں ہے جس کا پڑوسی اس کے ظلم اور دست درازی سے مطمئن نہ ہو۔

کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟

اگر وہ مدد کا طالب ہو تو اس کی مدد کرو، اگر وہ قرضہ مانگے تو اس کو قرضہ دو، اگر وہ فقر و فاقہ کا شکار ہو تو اس کو نفع پہنچاؤ، اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو، اگر کوئی مسرت اس کو حاصل ہو تو مبارک باد دو، مصیبت میں گرفتار ہو تو صبر کی تلقین کرو، اگر وہ مرجائے تو اس کے پیچھے قبرستان تک

جاؤ، اس کے گھر سے اونچا گھر بنا کر اس کے گھر کی ہوا نہ روکو، البتہ اگر وہ اجازت دے تو اپنا گھر اونچا کر سکتے ہو، تم اپنی ہانڈی کے گوشت کی خوشبو سے اس کو تکلیف مت پہنچاؤ الا یہ کہ اس کے گھر بھی بھیجو، اور اگر اپنے بچوں کے لئے میوے خریدو تو اس کے یہاں بھی بھیجو، اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اپنے گھر میں چپکے سے لاؤ اور تمہارے بچے میوے لے کر باہر کھاتے ہوئے نہ نکلیں ورنہ تمہارے غریب پڑوسی کے بچے غمگین ہوں گے، کڑھن محسوس کریں گے۔

ایمان کب درست ہوتا ہے؟

(۱۵۸) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَایَسْتَقِیْمُ قَلْبُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمُ لِسَانُہٗ ، وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ رَجُلٌ لَّا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد وابن ابی الدنیا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو، اس کا دل ٹھیک نہیں ہوسکتا جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو، اور کوئی ایسا شخص جنت میں نہ جا سکے گا جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں۔‘‘

صحیفۂ ابراہیم اور صحیفۂ موسیٰ کی تعلیمات اور حضورؐ کی دس وصیتیں

(۱۵۹) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ، مَاکَانَتْ صُحُفُ اِبْرَاھِیْمَ ؟

قَالَ : کَانَتْ اَمْثَالًا کُلُّھَا، اَیُّھَا الْمَلِكُ الْمُسَلَّطُ الْمُبْتَلٰی الْمَغْرُوْرُ : اِنِّیْ لَمْ اَبْعَثْكَ لِتَجْمَعَ الدُّنْیَا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ ، وَلٰکِنِّیْ بَعَثْتُكَ لِتَرُدَّ عَنِّیْ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ ، فَاِنِّیْ لَا اَرُدُّھَا ، وَاِنْ کَانَتْ مِنْ کَافِرٍ ؟

وَعَلَی الْعَاقِلِ مَالَمْ یَکُنْ مَغْلُوْبًا عَلٰی عَقْلِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ سَاعَاتٌ فَسَاعَۃٌ یُّنَاجِیْ فِیْھَا رَبَّہٗ ، وَسَاعَۃٌ یُّحَاسِبُ فِیْھَا نَفْسَہٗ وَسَاعَۃٌ یَّتَفَکَّرُ فِیْھَا فِیْ صُنْعِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ، وَسَاعَۃٌ یَّخْلُوْا فِیْھَا لِحَاجَتِہٖ مِنَ الْمَطْعَمِ

وَالْمَشْرَبِ،

وَعَلَى الْعَاقِلِ اَنْ لَّا يَكُوْنَ ظَاعِنًا اِلَّا لِثَلَاثٍ : تَزَوُّدٍ لِّمَعَادٍ ،
أَوْمَرَمَّةٍ لِّمَعَاشٍ ، أَوْلَذَّةٍ فِیْ غَيْرِ مُحَرَّمٍ ۔ وَعَلَى الْعَاقِلِ اَنْ
يَّكُوْنَ بَصِيْرً بِزَمَانِهٖ مُقْبِلًا عَلٰى شَأْنِهٖ حَافِظًا لِّلِسَانِهٖ وَمَنْ حَسِبَ كَلَامَهٗ مِنْ
عَمَلِهٖ قَلَّ كَلَامُهٗ إِلَّا فِيْمَا يَعْنِيْهِ ،

قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَمَا كَانَتْ صُحُفُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ؟
قَالَ : كَانَتْ عِبَرًا كُلُّهَا : عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْمَوْتِ ثُمَّ يَفْرَحُ ، عَجِبْتُ
لِمَنْ أَيْقَنَ بِالنَّارِ ثُمَّ هُوَ يَضْحَكُ ۔ عَجِبْتُ لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ هُوَ يَنْصَبُ
عَجِبْتُ لِمَنْ رَّأَى الدُّنْيَا وَتَقَلُّبَهَا بِاَهْلِهَا ، ثُمَّ اطْمَأَنَّ إِلَيْهَا۔ عَجِبْتُ لِمَنْ
أَيْقَنَ بِالْحِسَابِ غَدًا ثُمَّ لَا يَعْمَلُ۔

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَوْصِنِیْ۔

قَالَ : اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ ، فَإِنَّهَا رَأْسُ الْاَمْرِ كُلِّهٖ۔

قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِیْ ،

قَالَ: عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، فَاِنَّهٗ نُوْرٌ لَّكَ فِی الْاَرْضِ
وَذُخْرٌ لَّكَ فِی السَّمَاءِ۔

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ !زِدْنِیْ؟

قَالَ: إِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ ، فَإِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ ، وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ
الْوَجْهِ ،

قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ ،

قَالَ: عَلَيْكَ بِالْجِهَادِ ، فَإِنَّهٗ رَهْبَانِيَّةُ اُمَّتِیْ۔

قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! زِدْنِیْ ،

قَالَ اَحِبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَجَالِسْهُمْ،

قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زِدْنِیْ ،

قَالَ : اُنْظُرْ إِلٰی مَنْ هُوَ تَحْتَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلٰی مَاهُوَ فَوْقَكَ فَإِنَّهٗ أَجْدَرُ أَنْ لَّاتَزْدَرِیَ نِعْمَةَ اللّٰهِ عِنْدَكَ۔

قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِیْ ،

قَالَ: قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا۔

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِیْ ،

قَالَ : لِيَرُدَّكَ عَنِ النَّاسِ مَاتَعْلَمُهٗ مِنْ نَّفْسِكَ وَلَا تَجِدُ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَأْتِیْ ، وَكَفٰی بِكَ عَيْبًا أَنْ تَعْرِفَ مِنَ النَّاسِ مَاتَجْهَلُهٗ مِنْ نَّفْسِكَ وَتَجِدَ عَلَيْهِمْ فِيْمَا تَأْتِیْ ،

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰی صَدْرِیْ ، فَقَالَ:

يَآ أَبَاذَرٍّ ، لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ ، وَلَاوَرَعَ كَالْكَفِّ ، وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟

تو آپ ؐ نے فرمایا: ''صحیفۂ ابراہیمی کی کل تعلیمات تمثیل کی زبان میں پیش کی گئی تھیں، اور وہ یہ ہے،

اے فریب خوردہ بادشاہ، تجھ کو اقتدار دے کر آزمائش میں ڈالا گیا ہے، میں نے تجھ کو اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ دُنیا کا مال جمع کر کے ڈھیر لگائے بلکہ میں نے تجھ کو اس لیے بادشاہ بنایا ہے تاکہ تو اپنے انصاف کے ذریعے مظلوموں کی دُعا کو مجھ تک پہنچنے سے روکے، کیونکہ مظلوم کی پکار کو میں رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

اور عقل مند کے لیے جب تک وہ ہوش وحواس میں ہے ضروری ہے اپنے اوقات کی تقسیم کرلے، کچھ وقت خدا سے دُعا ومناجات میں لگائے، کچھ وقت اپنا آپ احتساب کرے، کچھ وقت اللہ کی قدرت کے کرشموں میں اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں پر غور وفکر کرے۔ اور کچھ وقت ایسا ہو جس میں کھانے پینے کی فکر کرے۔

اور عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ صرف تین چیزوں کے لئے سفر کرے۔ آخرت کا توشہ جمع کرنے کے لیے یا اپنی معاش کی درستگی کے لیے یا حلال لذّت کے حصول کے لیے۔
اور عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح حال کی طرف متوجہ رہے' اپنی زبان کو قابو میں رکھے .... جو شخص اپنی زبان سے نکلی ہوئی بات کا محاسبہ کرے گا' تو صرف وہی باتیں اُس کی زبان سے نکلیں گی جو مفید ہوں گی' (لایعنی باتوں سے اپنی زبان بند رکھے گا)''
میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟
آپؐ نے فرمایا کہ ''وہ کُل کی کُل عبرت اور موعظت پر مشتمل ہیں مثلاً اس میں یہ ہے:
''ان لوگوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے جنہیں موت کا یقین ہو اور دُنیا کے مال و متاع پر نازاں ہوں،
اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جسے جہنم کا یقین ہو اور اُسے ہنسی آتی ہو،
اُس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جو تقدیر (خدا کے فیصلے) پر بھی یقین رکھتا ہے پھر وہ حصولِ دنیا میں ہلکان ہوتا ہے،
اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جو کل قیامت کے دن کے محاسبہ کا یقین رکھتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے۔''
اس کے بعد میں نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسولؐ، مجھے وصیت فرمایئے!''
آپؐ نے فرمایا کہ:
''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ یہ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔''
میں نے کہا کہ:
''اے اللہ کے رسولؐ، کچھ اور فرمایئے۔''
آپؐ نے فرمایا ''قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر (نماز) کو اپنے لئے لازم کرلو۔ یہ چیز زمین میں تمہارے لئے روشنی ثابت ہوگی۔ (اس کے ذریعہ دنیا میں راہِ حق پر چل سکو گے) اور آسمان میں تمہارے کام آئے گی۔
میں نے کہا ''اللہ کے رسولؐ، مزید ارشاد ہو!''
آپؐ نے فرمایا کہ ''بہت زیادہ ہنسنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ یہ قلب کو مردہ کردیتا ہے اور چہرے کے نور کو ختم کردیتا ہے۔''

میں نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ، کچھ اور نصیحت کیجئے!''

آپؐ نے فرمایا ''اللہ کی راہ میں جہاد کو اپنے اوپر لازم کرو' یہ جہاد میری امت کی رہبانیت ہے۔''

میں نے کہا، ''اے اللہ کے رسولؐ، کچھ اور نصیحت کیجئے!''

آپؐ نے فرمایا ''غریبوں سے محبت کرو اور ان کی صحبت اختیار کرو۔''

میں نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ! کچھ اور!''

آپؐ نے فرمایا: ''جو لوگ تم سے مال و جاہ کے لحاظ سے کم ہوں ان کی طرف دیکھو اور ان لوگوں پر نظر نہ ڈالو جو دنیاوی جاہ و مرتبہ میں تم سے بڑھے ہوئے ہوں' اس لئے کہ اس سے تمہارے دل میں اللہ کی نعمت کی ناقدری کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا۔

میں نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ، کچھ مزید ارشاد فرمائیں!''

آپؐ نے فرمایا ''ٹھیک بات کہا کرو اگرچہ وہ لوگوں کو بری لگے۔''

میں نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ، مزید ارشاد ہو!''

آپؐ نے فرمایا۔

''تمہارے اندر جو عیوب اور کمزوریاں ہیں جن کو تم خوب جانتے ہو ان پر نظر رکھو اور لوگوں کے عیوب نہ ڈھونڈو' اور وہ کام جو تم کرو اگر دوسرے کریں تو ان پر تمہیں غصہ نہیں آنا چاہئے۔ اور آدمی کے لئے یہ عیب کافی ہے کہ وہ اپنے عیوب کو نہ پہچانے اور دوسروں کے عیوب ڈھونڈھتا پھرے اور جو کام خود کرتا ہے اس کے کرنے پر دوسروں سے ناراض ہو۔''

پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: ''اے ابوذر' بڑا عقل مند وہ ہے جو مدبر ہو، انجام کو سوچ کر کام کرنے والا ہو اور سب سے بڑی پرہیزگاری حرام سے بچنا ہے، اور سب سے بڑی شرافت حسنِ اخلاق ہے۔''

قابلِ رشک کون ہے؟

(۱۶۰) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ ثُنْتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ فِی الْحَقِّ اٰنَآءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ (مسند احمد)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دو ہی آدمی رشک کے قابل ہیں'
ایک وہ جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تو وہ اسے پڑھتا پڑھاتا اور اس پر عمل کرتا ہے، رات کے اوقات میں بھی دن کے اوقات میں بھی،
اور دوسرا وہ شخص، جس کو اللہ نے مال دیا، جسے وہ رات اور دن کے اوقات میں صحیح جگہ پر خرچ کرتا ہے۔''

اللہ کے عذاب کو کون لوگ دعوت دیتے ہیں؟

(۱۶۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:
اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَافِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ۔
(ترغیب وترہیب بحوالۂ حاکم)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا ''جب کسی قوم یا بستی میں بدکاری اور سودخوری نمایاں طور پر ہونے لگے تو یوں سمجھو گویا لوگوں نے اپنے کو عذابِ الٰہی کے مستحق ہونے کا اعلان کیا۔''

پیپ کے حوض میں کس کو رکھا جائے گا؟

(۱۶۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ۔
مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَنْ خَاصَمَ فِیْ بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُ لَمْ يَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ، وَمَنْ قَالَ فِیْ مُؤْمِنٍ مَّالَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔
(ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس نے اللہ کی بیان کردہ سزاؤں میں سے کسی سزا کو روکنے کے لئے سفارش کی اور جس نے جان بوجھ کر باطل کی حمایت کی تو ایسے لوگوں سے اللہ ناراض رہے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں اور جس شخص نے کسی صاحبِ ایمان پر تہمت لگائی تو اسے ہلاکت کی جگہ (جہنم) میں جگہ

دے گا اِلّا یہ کہ وہ توبہ کرے اور اپنے بھائی سے معافی مانگے۔"

چار باتوں کی وصیت

(۱۶۳) وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ ﷛ قَالَ: رَأَیْتُ رَجُلًا یَّصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْیِهٖ ، لَایَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ۔

قُلْتُ : مَنْ هٰذَا؟

قَالُوْا : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

قُلْتُ عَلَیْكَ السَّلَامُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

قَالَ: لَاتَقُلْ : عَلَیْكَ السَّلَامُ ، عَلَیْكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ الْمَیِّتِ قُلِ: السَّلَامُ عَلَیْكَ۔

قَالَ: قُلْتُ : أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟

قَالَ: اَنَـا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِیْ اَصَابَكَ ضُرٌّ ، فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ وَاِنْ اَصَـابَكَ عَـامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَانَكَ ، وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ ، أَوْفَلَاةٍ ، فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَیْكَ ،

قَالَ قُلْتُ : اِعْهَدْ اِلَیَّ۔

قَالَ : لَا تَسُبَّـنَّ اَحَـدًا ، فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَابَعِیْرًا وَّلَاشَاةً۔

قَالَ: وَلَا تَحْقِرَنَّ شَیْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ۔

وَارْفَـعْ اِزَارَكَ اِلَـی نِصْفِ السَّاقِ ، فَاِنْ اَبَیْتَ ، فَاِلَی الْكَعْبَیْنِ ، وَاِیَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ ، فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِیْلَةِ ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَایُحِبُّ الْمَخِیْلَةَ ، وَاِنِ امْـرُءٌ شَتَمَكَ وَعَیَّرَكَ بِمَا یَعْلَمُ فِیْكَ فَلَا تُعَیِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِیْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَیْهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد، ترمذی ونسائی)

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کا

مرجع بنا ہوا ہے جو بات اس کی زبان سے نکلتی ہے اسے قبول کر لیتے ہیں اختلاف نہیں کرتے۔ میں نے پوچھا یہ ''کون شخص ہے؟''

لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میں ان کے پاس گیا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

آپ نے فرمایا عَلَيْكَ السَّلَامُ نہ کہو جب کوئی مرگیا ہو تو اسے اس طرح دعا دیتے ہیں، تم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہا کرو (جب زندہ آدمی کو سلام کرو)''۔

میں نے پوچھا ''آپ اللہ کے رسول ہیں''؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں میں اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ جسے تم مصیبت میں پکارو تو مصیبت دور کردے اور اگر پانی نہ برسے اور اسے تم پکارو تو پانی برسائے اور غلہ اگائے اور اگر تم کسی چٹیل علاقے یا بیابان میں سفر کر رہے ہو اور تمہاری اونٹنی کھو جائے اور اسے پکارو تو تمہاری اونٹنی واپس لائے''۔

میں نے عرض کیا ''مجھے کچھ نصیحت فرمائیے''۔

آپ نے فرمایا ''کبھی کسی کو گالی نہ دینا' برا بھلا نہ کہنا'' (جابر بن سلیمؓ کہتے ہیں) اس کے بعد میں نے نہ تو کسی آزاد کو گالی دی اور نہ غلام کو اور نہ کبھی کسی اونٹ یا بکری کو برا بھلا کہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری وصیت یہ فرمائی ''کسی کے ساتھ احسان کو حقیر نہ جانو (یوں نہ سوچو کہ میں یہ معمولی احسان کیا کروں کیونکہ ہر احسان چاہے وہ کتنا ہی معمولی ہو اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے)۔

اور اے جابر، تم اپنا تہبند نصف پنڈلی تک رکھو اور زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک کی گنجائش ہے، خبردار ٹخنوں کے نیچے تمہارا تہبند نہ جائے اس لئے کہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔

اور اگر کوئی آدمی تمہیں برا بھلا کہے اور تمہارے کسی عیب کو بیان کر کے شرمندہ کرے جو اُسے معلوم ہو تو تم اس کے کسی عیب سے عار مت دلاؤ جو تمہیں معلوم ہو تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔''

ظلم اور حرص وبخل

(۱۶۴) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

إِتَّقُوْآ الظُّلْمَ ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ ،
وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، حَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَهُمْ ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''ظلم سے بچو، اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے تاریکیوں (مصیبتوں) کا موجب بنے گا۔
اور شح سے بچو، اس لئے کہ اسی چیز نے تم سے پہلے کے لوگوں کو تباہ کیا۔ اسی نے لوگوں کو قتل وخونریزی پر آمادہ کیا اور جان، مال، آبرو کی بربادی اور دوسرے گناہوں کی محرک ہوئی۔''

تشریح:۔ شح کے معنی مال کی حرص، بخل اور خودغرضی کے ہیں، لینے کی خواہش اور دینے سے انکار واعراض۔

پانچ بُرے کام

(۱۶۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:
يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خِصَالٌ خَمْسٌ اِنِ ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَنَزَلْنَ بِكُمْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ ،
لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ فِيْ اَسْلَافِهِمْ ،
وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ ،
وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ ، وَلَوْ لَا الْبَهَآئِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا ،
وَلَا نَقَضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوٌّ مِّنْ غَيْرِهِمْ فَيَاْخُذُ بَعْضَ مَافِيْ اَيْدِيْهِمْ ،
وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا جُعِلَ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ۔

(بیہقی، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''پانچ برائیاں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہوئے اور یہ تمہارے اندر گھس آئیں تو بہت برا ہوگا۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ پانچوں برائیاں تمہارے اندر پیدا ہوں۔

(۱) زنا۔ یہ اگر کسی گروہ میں علانیہ ہونے لگے تو انہیں ایسی ایسی بیماریاں لاحق ہوں گی جو پہلوں میں نہیں تھیں۔

(۲) ناپ اور تول میں کمی۔ یہ برائی کسی قوم میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر قحط اور خشک سالی مسلط کرتا ہے اور ظالم اقتدار کے ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔

(۳) زکوٰۃ نہ دینا۔ یہ خرابی جن لوگوں میں پیدا ہوتی ہے ان پر آسمان سے پانی برسنا رک جاتا ہے اور اگر اس علاقے میں جانور یا چڑیاں نہ ہوں تو ذرا بھی بارش نہ ہو۔

(۴) اللہ و رسولؐ سے غداری اور عہد شکنی۔ یہ خرابی جب رونما ہوتی ہے تو اللہ ان کے اوپر غیر مسلم دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو اُن کی بہت کچھ چیزیں چھین لیتا ہے۔

(۵) اگر مسلمان حکمران خدا کی کتاب کے مطابق حکومت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ مسلم معاشرہ میں پھوٹ ڈال دیتا ہے اور وہ آپس میں کشت و خون کرنے لگتے ہیں۔''

تشریح:- یہ باتیں مہاجرین کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے ارشاد فرمائیں کہ اسلامی حکومت کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور یہ اس لئے کہ یہ لوگ کتاب و سنت کا علم انصار کے مقابلے میں زیادہ رکھتے تھے۔ انتظامی صلاحیت بھی مجموعی لحاظ سے ان میں زیادہ تھی، نیز زمانہ جاہلیت میں یہی لوگ عرب قبائل کے حکمران تھے اور اسلامی معاشرہ میں انہیں کو زیادہ اعتماد حاصل تھا۔ یہ ہدایات پوری امت کے لئے ہیں۔

قیامت سے پہلے امتِ مسلمہ میں کیا کیا خرابیاں رونما ہوں گی؟

(۱۶۶) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوْسًا فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ : قَدْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ رَأَيْتَ النَّاسَ رُكُوعًا فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا وَمَشَيْنَا وَصَنَعْنَا مِثْلَ

الَّذِیْ صَنَعَ فَمَرَّ رَجُلٌ یُسْرِعُ ،

فَقَالَ ، عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمَانِ ،

فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ،

فَلَمَّا صَلَّیْنَا وَرَجَعْنَا دَخَلَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَجَلَسْنَا فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ اَمَا سَمِعْتُمْ رَدَّهٗ عَلَی الرَّجُلِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَیُّكُمْ یَسْأَلُهٗ ۔

فَقَالَ طَارِقٌ اَنَّا اَسْئَلُهٗ فَسَأَلَهٗ حِیْنَ خَرَجَ ،

فَذَكَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ،

أَنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ تَسْلِیْمَ الْخَاصَّةِ وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ ، حَتّٰی تُعِیْنَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَی التِّجَارَةِ ، وَقَطْعَ الْاَرْحَامِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ وَظُهُوْرَ الْقَلَمِ۔ (مسند احمد جلد نمبر ا صفحہ ۴۰۸، ۴۰۷)

طارق بن شہاب کہتے ہیں ہم عبداللہ مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے بتایا کہ نماز کھڑی ہو چکی ہے تو عبداللہ بن مسعودؓ اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ ہو لئے ۔ جب ہم لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مسجد کے اگلے حصے میں سب لوگ رکوع میں ہیں تو عبداللہ بن مسعودؓ مسجد میں جہاں تھے وہیں تکبیر کہی اور رکوع میں گئے اور ہم لوگ بھی رکوع میں گئے پھر صف میں شامل ہونے کے لئے آگے بڑھے اور ہم نے اسی طرح کیا جس طرح عبداللہ بن مسعودؓ نے کیا۔

(نماز کے بعد) ایک آدمی تیزی کے ساتھ آیا اور اس نے کہا ''السلام علیکم اے ابوعبدالرحمٰن'' (یہ ان کی کنیت ہے اور مخصوص طور پر انہیں کو سلام کیا)۔

تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: ''اللہ و رسولؐ نے سچ کہا ہے۔''

جب ہم نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے لوٹے تو وہ اپنے گھر کے اندر چلے گئے اور ہم لوگ باہر بیٹھ گئے ہم میں سے بعض نے بعض سے کہا کیا تم نے عبداللہ بن مسعودؓ کا جواب سلام سنا؟ انہوں نے وعلیکم السلام کہنے کے بجائے ''صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ'' کہا، تو ہم میں سے اس کے متعلق ان سے کون پوچھے گا؟

طارق نے کہا کہ ''میں اُن سے پوچھوں گا۔''

چنانچہ جب وہ گھر کے اندر سے باہر تشریف لائے تو طارق نے دریافت کیا، جواب میں عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی۔ ''قیامت کے قریب لوگ مجمع میں سے مخصوص لوگوں کو سلام کریں گے۔''

اور تجارت کی طرف عام رجحان ہو جائے گا (یعنی دنیاداری بڑھ جائے گی) یہاں تک کہ عورت بھی اپنے شوہر کو تجارت میں مدد دے گی۔

اسی طرح قیامت کے قریب لوگ رشتہ داروں سے قطع تعلق کریں گے،

جھوٹی گواہیاں دیں گے، سچی گواہیاں چھپائیں گے،

اور جوئے کا عام رواج ہو جائے گا۔''

دو چیزیں وبالِ جان ہوں گی

(۱۶۷) وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ بُنْيَانٍ وَّبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَاكَانَ هٰكَذَا وَأَشَارَبِكَفِّهٖ اِلٰى رَأْسِهٖ وَكُلُّ عِلْمٍ وَّبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِهٖ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال بنے گی سوائے اس عمارت کے جو اس طرح ہو اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ فرمایا،

اور ہر علم صاحبِ علم کے لئے وبال بن جائے گا سوائے اس شخص کے جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔''

تشریح:- اس حدیث کے پہلے حصے کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت اونچی شاندار بلڈنگ بنانے کی فکر نہ کرنی چاہئے۔ اور ہاتھ سے سر کی طرف جو اشارہ فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمارت اتنی اونچی ہونی چاہئے کہ چھت سے سر نہ ٹکرائے، کیونکہ اونچی اور شاندار بلڈنگ وہی لوگ بناتے ہیں جن کے دل میں تفاخر کا جذبہ ہوتا ہے چاہے انہیں اس کا احساس نہ ہو اور اس طرح کی دنیاسازی اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں گھر بنانے کی فکر یا تو بالکل نہیں ہے یا بہت کم ہے۔

قیامت کے دن کون لوگ روئیں گے؟

(۱۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ ، وَعَيْنٌ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَعَيْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ اصبہانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
"قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی سوائے اس آنکھ کے جس نے کسی حرام چیز پر نگاہ نہیں ڈالی،
اور وہ آنکھ بھی قیامت کے دن نہیں روئے گی جو اللہ کی راہ میں جاگی ہو (یعنی جہاد میں پہرہ دینے والی آنکھ)۔
اور وہ آنکھ بھی قیامت کے دن نہیں روئے گی جس سے دنیا میں اللہ کے ڈر سے ذرا بھی آنسو نکلا ہو۔"

خدا کے تین محبوب بندے

(۱۶۹) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
ثَلَاثَةٌ يُّحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَيَضْحَكُ اِلَيْهِمْ وَيَسْتَبْشِرُ بِهِمْ ،
(۱) اَلَّذِيْ اِذَا انْكَشَفَتْ فِئَةٌ قَاتَلَ وَرَآءَهَا بِنَفْسِهٖ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، فَاِمَّآ اَنْ يُّقْتَلَ ، وَاِمَّآ اَنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَيَكْفِيَهٗ ، فَيَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا كَيْفَ صَبَرَ لِيْ بِنَفْسِهٖ ،
(۲) وَالَّذِيْ لَهٗ امْرَاَةٌ حَسَنَةٌ وَّفِرَاشٌ لَّيِّنٌ حَسَنٌ فَيَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُوْمُ يَذَرُ شَهْوَتَهٗ وَيَذْكُرُنِيْ ، وَلَوْ شَآءَ رَقَدَ ،
(۳) وَالَّذِيْ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَّكَانَ مَعَهٗ رَكْبٌ فَسَهِرُوْا ثُمَّ هَجَعُوْا، فَقَامَ مِنَ السَّحَرِ فِيْ ضَرَّآءَ وَسَرَّآءَ۔ (ترغیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ ہیں جو اللہ کے محبوب ہیں،

اول وہ مجاہد کہ جب فوج کا کوئی دستہ بھاگ کھڑا ہو تو یہ جمار ہے اور اللہ عزوجل کی خاطر لڑتا رہے، پھر یا تو قتل ہو جائے یا اللہ اس کی مدد فرمائے تو اللہ فرشتوں سے کہتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو میری خاطر کس طرح یہ میدانِ جنگ میں ڈٹا رہا۔

دوسرا شخص وہ جو رات میں نرم و نازک بستر پر اپنی بہترین بیوی کے ساتھ سویا ہوا ہے لیکن جب تہجد کا وقت ہوتا ہے تو یہ اٹھتا ہے اور اللہ کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ دیکھو! یہ اپنی میٹھی نیند کو چھوڑتا ہے اور مجھے یاد کرتا ہے۔ حالانکہ اگر چاہتا تو سویا رہتا۔

تیسرے وہ شخص جو سفر میں ہو، قافلے میں بہت سے اور لوگ ہوں وہ لوگ کچھ دیر جاگ کر سو گئے لیکن یہ شخص آخر شب میں اٹھا اور تہجد کی نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ تکلیف کی حالت میں بھی پڑھتا ہے اور آرام کی حالت میں بھی پڑھتا ہے۔''

حسد اور عداوت...... باہمی محبت...... سلام

(۱۷۰) وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

دَبَّ اِلَيْكُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ : اَلْبَغْضَآءُ وَالْحَسَدُ ، وَالْبَغْضَآءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَيْسَ حَالِقَةَ الشَّعْرِ ، وَلٰكِنْ حَالِقَةُ الدِّيْنِ ،

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاتَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تَحَآبُّوْا ،

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِمَايُثْبِتُ لَكُمْ ذٰلِكَ ؟

اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ بزار)

عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری...... عداوت وحسد...... تمہارے اندر بھی گھس آئے گی، عداوت تو جڑ سے کاٹ دینے والی شے ہے، یہ بالوں کو نہیں مونڈتی، بلکہ دین کو مونڈتی ہے،

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں نہ جا سکو گے جب تک مومن نہ بنو، اور مومن بن نہیں سکتے جب تک باہم میل ملاپ اور محبت نہ ہو،

کیا میں بتاؤں یہ باہمی محبت کیونکر پیدا ہوگی؟

السلام علیکم کو رواج دو۔''

تشریح:- سلام کے معنی رحمت کے ہیں جب آپ یہ کلمہ محبت کسی سے کہتے ہیں تو گویا اس سے کہتے ہیں بھائی تمہارے اوپر خدا کی رحمت ہو، خدا تمہیں ہر طرح کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچائے، اور وہ بھی اس کے جواب میں آپ کو خیر و رحمت کی دعا دیتا ہے تو بتائیے باہمی عداوت کے گھس آنے کا کیا امکان ہے مسلم سوسائٹی ہیں؟...... پھر اس کلمہ کے ذریعہ اس بات کا آپ اعلان کرتے ہیں کہ تم میری طرف سے اپنی جان اور آبرو کے بارے میں مطمئن رہو، میری طرف سے کشت و خون ریزی، مال کے چھیننے اور ہتھیا لینے کا اور آبرو ریزی کا خطرہ نہ محسوس کرو، اور مخاطب بھی اسی کا اعلان کرتا ہے تو بتائیے حسد اور دشمنی مسلم معاشرے میں کس طرح راہ پا سکتے ہیں؟ پس ضرورت ہے السلام علیکم کے معنی و مفہوم کے جاننے کی اور پورے شعور کے ساتھ اس کلمہ کو عام کرنے کی!

مومن کے پاس بیٹھو۔ بدکار کو کھانے کی دعوت نہ دو

(۱۷۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ : لَاتُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا ، وَّلَا یَأْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

''ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے تم کسی مومن ہی کو اپنا ساتھی بناؤ۔ اور متقی آدمی کے سوا کسی اور کو کھانا نہ کھلاؤ (فاسق و فاجر آدمیوں کو دعوتِ طعام نہ دو)۔''

تشریح:- حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم نشین کیسے ہوں، کن لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں؟

آپؐ نے فرمایا:

''مَنْ ذَکَّرَکُمُ اللّٰهَ رُؤْیَتُهٗ ، وَزَادَفِیْ عِلْمِکُمْ مَنْطِقُهٗ ، وَذَکَّرَکُمْ بِالْاٰخِرَةِ عَمَلُهٗ''
(ترغیب)

یعنی ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھ ''جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے، جن کی گفتگو سے تمہاری دینی معلومات میں اضافہ ہو، جن کا عمل تمہیں آخرت یاد دلائے۔''

زنا کی اخروی سزا۔عیب جوئی اور غیبت

(۱۷۲) وَعَنْ رَّاشِدِ بْنِ سَعِيْدِ نِ الْمِقْرَائِي قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِرِجَالٍ تُقْرَضُ جُلُوْدُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَّارٍ ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ۔

قَالَ: الَّذِيْنَ يَتَزَيَّنُوْنَ لِلزِّنْيَةِ۔

قَالَ : ثُمَّ مَرَرْتُ بِجُبٍّ مُّنْتِنِ الرِّيْحِ ، فَسَمِعْتُ فِيْهِ اَصْوَاتًا شَدِيْدَةً ،

فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ ؟

قَالَ: نِسَآءٌ كُنَّ يَتَزَيَّنَّ لِلزِّنْيَةِ ، وَيَفْعَلْنَ مَالَا يَحِلُّ لَهُنَّ ،

ثُمَّ مَرَرْتُ عَلٰى نِسَآءٍ وَّرِجَالٍ مُّعَلَّقِيْنَ بِثُدِيِّهِنَّ ،

فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَاجِبْرِيْلُ ؟

فَقَالَ : هٰؤُلَاءِ اللَّمَّازُوْنَ وَالْهَمَّازُوْنَ ، وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: (وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ)۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بیہقی)

راشد ابن سعیدی مقرائی کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

معراج کی رات میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے چمڑے آگ سے بنی ہوئی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں۔

میں نے جبریل سے پوچھا ''یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے بتایا کہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور بدکاری کرنے کے لئے بناؤ سنگار کرتے تھے۔''

پھر میرا گزر ایک کنویں پر ہوا جس میں سے نہایت بدبودار بھبھک اٹھ رہی تھی اور اندر سے چیخنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

میں نے جبریل سے پوچھا ''یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے بتایا کہ ''یہ وہ عورتیں ہیں جو بدکاری کے لئے زینت وآرائش کرتی تھیں، اور وہ

کام کرتی تھیں جواُن کے لئے جائز نہیں تھا۔''

پھر میرا گزر کچھ ایسے مردوں اور عورتوں پر ہوا جن کو الٹا لٹکا دیا گیا تھا۔

میں نے پوچھا ''اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے کہا ''یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں دوسروں کے اندر ان کی موجودگی میں کیڑے نکالتے تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو پیٹھ پیچھے برائی بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ بات فرمادی ہے۔ ''وَیۡلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ'' (تباہی اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو دوسروں کے اندر ان کی موجودگی میں عیب نکالتے ہیں اور پیٹھ پیچھے برائی کرتے ہیں)۔

تین ابلیسی کام

(۱۷۳) عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

اِذَا اَصۡبَحَ اِبۡلِیۡسُ بَثَّ جُنُوۡدَہٗ فَیَقُوۡلُ:

مَنۡ خَذَلَ الۡیَوۡمَ مُسۡلِمًا اَلۡبَسۡتُہُ التَّاجَ۔

قَالَ:

فَیَجِیۡءُ ھٰذَا فَیَقُوۡلُ : لَمۡ اَزَلۡ بِہٖ حَتّٰی طَلَّقَ امۡرَاَتَہٗ ،

فَیَقُوۡلُ ، یُوۡشِكُ اَنۡ یَّتَزَوَّجَ

وَیَجِیۡءُ ھٰذَا فَیَقُوۡلُ : لَمۡ اَزَلۡ بِہٖ حَتّٰی عَقَّ وَالِدَیۡہِ ،

فَیَقُوۡلُ : یُوۡشِكُ اَنۡ یَّبَرَّھُمَا ،

وَیَجِیۡءُ ھٰذَا فَیَقُوۡلُ : لَمۡ اَزَلۡ بِہٖ حَتّٰی اَشۡرَكَ ،

فَیَقُوۡلُ : اَنۡتَ اَنۡتَ ،

وَیَجِیۡءُ ھٰذَا فَیَقُوۡلُ : لَمۡ اَزَلۡ بِہٖ حَتّٰی قَتَلَ فَیَقُوۡلُ : اَنۡتَ اَنۡتَ ، وَیُلۡبِسُہُ التَّاجَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ ابن حبان)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: ''جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے ماتحت شیطانوں کو زمین میں فساد اور خرابی پیدا کرنے کے لئے پھیلا دیتا ہے، ان سے کہتا ہے کہ جو آج کسی مسلمان کو سب سے بڑے گناہ کا مرتکب بنائے گا

میں اس کو تاج پہناؤں گا۔

تو ایک شیطان ابلیس کے پاس پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک مسلمان کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی،

تو ابلیس اسے جواب دیتا ہے وہ پھر شادی کر لے گا (یہ تو تم نے کوئی بڑا کام نہیں کیا)۔

پھر ایک دوسرا شیطان آتا ہے اور کہتا ہے میں نے ایک مسلمان کو والدین کا نافرمان بنا دیا،

تو ابلیس جواب دیتا ہے ممکن ہے کہ وہ بعد میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے لگے (یہ بھی کوئی بڑا کارنامہ نہیں)۔

پھر تیسرا شیطان آتا ہے اور رپورٹ دیتا ہے کہ میں برابر ایک مسلمان کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک مشرکانہ کام کیا،

ابلیس جواب دیتا ہے کہ ہاں تم نے یہ کام کیا (شاباشی تو دی مگر تاج نہیں پہنایا)۔

پھر ایک اور شیطان آتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں برابر ایک مسلمان سے چمٹا رہا، اسے ابھارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے ایک بے گناہ (مسلمان) کو مار ڈالا،

تو ابلیس کہتا ہے، بس ایک تم ہو، تم نے سب سے بڑا کام کیا اور اسے تاج پہنا دیتا ہے۔''

نبی ..... صلی اللہ علیہ وسلم .... کے محبوب اور مبغوض امتی

(۱۷۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ أَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا الْمُوَطَّئُوْنَ اَكْنَافًا الَّذِيْنَ يَأْلَفُوْنَ وَيُؤْلَفُوْنَ ،

وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ الْمَشَّآءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْمُلْتَمِسُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَيْبَ۔ (ترغیب وترہیب)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں، نرم خو ہوں، وہ لوگوں سے اُنس رکھتے ہوں اور لوگ اُن سے مانوس ہوں،

اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں۔''

حضورؐ کی چار وصیتیں

(۱۷۵) وَعَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

جَآءِ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ ۔

قَالَ : عَلَیْکَ بِالْاِیَاسِ مِمَّا اَیْدِی النَّاسِ وَاِیَّاکَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّہٗ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ ، وَصَلِّ صَلَاتَکَ وَاَنْتَ مُوَدِّعٌ وَّاِیَّاکَ وَمَایُعْتَذَرُ مِنْہُ ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم وبیہقی)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا ''اے اللہ کے رسولؐ، مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔''

آپؐ نے فرمایا ''تم لوگوں کے مال سے اپنے آپ کو مایوس اور مستغنی بنالو۔ مال کے لالچ سے بچو اس لئے کہ یہ سب سے بڑی محتاجی ہے۔ اور نماز اس طرح پڑھو گویا دنیا سے تم جا رہے ہو اور ایسا کام نہ کرو جس سے معذرت کرنی پڑے۔''

چار نعمتیں

(۱۷۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَاسٍ ص اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِیَھُنَّ ، فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ :

قَلْبًا شَاکِرًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّبَدَنًا عَلَی الْبَلَآءِ صَابِرًا ، وَّزَوْجَۃً لَّا تَبْغِیْہِ حُوْبًا فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا ''چار چیزیں جس شخص کو مل جائیں تو اسے دُنیا اور آخرت کی ہر بھلائی مل گئی،

اللہ کی نعمتوں پر شکر سے معمور دل، اللہ کا ذکر اور چرچا کرنے والی زبان، مصیبتوں کو سہنے والا جسم اور ایسی بیوی جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتی اور عفت کے ساتھ زندگی گزارتی ہے۔''

تین مصیبتیں

(۱۷۷) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْفَوَاقِرِ:

اِمَامٌ اِنْ اَحْسَنْتَ لَمْ يَشْكُرْ وَاِنْ اَسَأْتَ لَمْ يَغْفِرْ ،
وَجَارُ سَوْءٍ اِنْ رَّأٰى خَيْرًا دَفَنَهٗ وَاِنْ رَاٰى شَرًّا اَذَاعَهٗ ،
وَامْرَأَةٌ اِنْ حَضَرْتَ اٰذَتْكَ وَاِنْ غِبْتَ عَنْهَا خَانَتْكَ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تین قسم کے انسان مصیبت اور آفت ہیں (۱) وہ حاکم اور امیر جس کی اچھی طرح اطاعت کرو تو اس کی قدر نہ کرے، اور کوئی غلطی کر بیٹھو تو معاف نہ کرے (سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے)۔
(۲) برا پڑوسی، اگر تم اس کے ساتھ بھلائی کرو تو اس کا نام تک نہ لے کہیں چرچا نہ کرے، اور اگر برائی دیکھے تو ہر جگہ پھیلا تا پھرے۔
(۳) وہ بیوی جو تمہیں ایذا دے جب تم گھر میں آؤ، تمہاری غیر موجودگی میں خیانت کرے (بدکاری اور گھر کی حفاظت نہ کرنا مراد ہے۔)''

شبہات سے بچو، سچائی اختیار کرو، جھوٹ کے قریب نہ جاؤ

(۱۷۸) وَعَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: دَعْ مَا يُرِيْبُ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ ، وَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِيْنَةٌ وَّالْكِذْبَ رِيْبَةٌ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ ترمذی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے (اپنے نانا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا،
جس میں تمہیں تردد ہے وہ پہلو چھوڑ دو، دوسرا پہلو اختیار کرو جس میں تمہیں تردد نہیں ہے۔
سچائی اور راستی موجب اطمینان ہوتی ہے اور جھوٹ اور غلط بیانی دل میں تردد پیدا کرتی ہے۔

تشریح:- ایک چیز حلال ہے یا حرام، صحیح ہے یا غلط، حق ہے یا باطل، اس میں آدمی کو تردد لاحق ہو، بعض پہلوؤں سے صحیح معلوم ہوتی ہے اور بعض پہلوؤں سے غلط، تو مومن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے دور ہی رہے، یہی علامت بعض دوسری حدیثوں میں اہلِ تقویٰ کی بتائی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو راہِ عمل حدیث نمبر ۱۳۰۔۱۳۱)

تین نعمتیں

(۱۷۹) قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَابَاسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰی خَیْرٌ مِّنَ الْغِنٰی ، وَطِیْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِیْمِ۔ (مشکوٰۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے مال دار ہونے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور تندرستی اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے مال داری سے بہتر چیز ہے اور قلب کی خوشی اور انبساط اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔''

تشریح:- اس حدیث میں تین باتیں بتائی گئی ہیں (۱) مالداری اور تقویٰ میں کوئی منافات نہیں ہے اللہ سے ڈرنے والا آدمی اگر مالدار بننے کی کوشش کرے تو وہ لازماً اپنے مال کی زیادتی سے/آخرت بنانے کی کوشش کرے گا (۲) تندرستی مالداری سے زیادہ قیمتی شے ہے اس کی بدولت آدمی زیادہ سے زیادہ خدا کی عبادت کر سکے گا اور اس کی راہ میں کمزوروں سے زیادہ دوڑ دھوپ کر سکے گا (۳) آدمی کو اطمینان قلب حاصل ہو تو یہ اوپر کی دونوں نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اور تینوں نعمتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں پوچھ ہوگی کہ زائد از ضرورت مال کہاں خرچ کیا، صحت سے دین کو کیا فائدہ پہنچایا اور قلبی مسرت، انبساط اور انشراح جیسی عظیم نعمت کا شکر کہاں تک ادا کیا۔ غرض تینوں مذکورہ چیزیں اللہ کی نعمت ہیں، ان کی قدر کرو۔

نو باتوں کا حکم

(۱۸۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ ،

(۱) خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ (۲) وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی

الْغَضَبِ وَالرِّضَا (۳) وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی (۴) وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ (۵) وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ (۶) وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ (۷) وَاَنْ یَّکُوْنَ صَمْتِیْ فِکْرًا (۸) وَّنُطْقِیْ ذِکْرًا (۹) وَّنَظَرِیْ عِبْرَۃً وَّاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱) کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈروں۔

(۲) کسی پر مہربان ہوں یا کسی کے خلاف غصے میں ہوں دونوں حالتوں میں انصاف ہی کی بات کہوں۔

(۳) راستی واعتدال پر قائم رہوں چاہے امیر ہوں یا فقیر۔

(۴) جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں۔

(۵) جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں۔

(۶) جو مجھ سے زیادتی کرے میں اُسے معاف کروں۔

(۷) میری خاموشی غور وفکر کی خاموشی ہو۔

(۸) میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔

(۹) میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔

اس کے لئے آپؐ نے فرمایا کہ:

''نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔''

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کی دعوت دینے والوں کے اندر اوپر کی نو صفتیں پائی جانی چاہئیں۔

☆......☆......☆

دعوتِ اسلامی
اور اس کے متعلقات

اسلام کا مفہوم

(۱۸۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ:
بِمَ بَعَثَكَ رَبُّنَا اِلَيْنَا؟
قَالَ بِدِيْنِ الْاِسْلَامِ ،
قَالَ اَنْ تَقُوْلَ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَتَخَلَّيْتُ ، وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ۔ (الاستيعاب)

معاویہ بن حیدہ قشیریؓ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔

میں نے پوچھا ''آپ کو ہمارے رب نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے اور کیا دین لائے ہیں؟''

آپؐ نے فرمایا:

''خدا نے مجھے دینِ اسلام دے کر بھیجا ہے۔''

میں نے پوچھا ''دینِ اسلام کیا ہے؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ''اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ کے حوالے کردو اور دوسرے معبودوں سے دست کش ہوجاؤ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔''

تشریح:- یہ مکی دورِ دعوت کا واقعہ ہے جس میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اپنے آپ کو، اپنے جسم و جان کو، اپنی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو، غرض اپنی ہر چیز کو اللہ کے حوالے کردینے کا نام اسلام ہے۔ توحید کا یہی مفہوم ہے، یہ تو مثبت پہلو ہوا۔

اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو، اپنے جسم و جان کو، اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو، غرض اپنی پوری زندگی کو دوسروں کے حوالے کرنے سے انکار کرے۔ دوسروں سے بے تعلق ہو جائے، دوسرے لوگوں کو کسی بھی پہلو سے ذرا بھی شریک نہ کرے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ اپنی کسی چیز کو اپنی نہ جانے بلکہ خدا کی امانت سمجھے۔ ہر چیز کو خدا کے حوالے کر چکنے کے بعد اگر اس کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے تو اپنے عہد حوالگی میں سچا نہیں ہے۔

دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ نفس نماز اور زکوٰۃ (انفاق) مکی دورِ دعوت

میں فرض ہو چکی تھیں البتہ تفصیلات بعد میں دی گئیں۔

کلمہ طیبہ کی وسعت

(۱۸۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ

وَتَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

يَاعَمِّ اِنِّیْ أُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ تَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّیْ إِلَيْهِمْ بِهَا الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ ، فَفَزِعُوْا لِكَلِمَتِهٖ وَلِقَوْلِهٖ ،

فَقَالَ الْقَوْمُ كَلِمَةً وَّاحِدَةً؟ نَعَمْ وَأَبِيْكَ عَشْرًا ، فَقَالُوْا مَاهِیَ؟

وَقَالَ اَبُو طَالِبٍ وَاَیُّ كَلِمَةٍ هِیَ يَاابْنَ أَخِیْ؟

قَالَ ﷺ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔" (مسند احمد، نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے کہا،

''اے چچا میں لوگوں سے صرف ایک کلمہ کا مطالبہ کرتا ہوں۔ وہ کلمہ ایسا ہے اگر یہ لوگ مان لیں تو پورا ملکِ عرب اس کلمہ کی بدولت ان کے ماتحت آ جائے گا۔ اور غیرِ عرب قومیں ان کو جزیہ دیں گی۔''

لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر چونک اٹھے۔ انہوں نے کہا،

''تم ایک کلمہ کا مطالبہ کرتے ہو تمہارے باپ کی قسم ہم دسیوں باتیں ماننے کے لئے تیار ہیں۔ بتاؤ وہ کلمہ کیا ہے۔''

ابو طالب نے بھی کہا ''اے بھتیجے وہ کلمہ بتاؤ کیا ہے؟''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ ہے۔''

تشریح:- یہ حدیث بھی مکی دورِ دعوت سے تعلق رکھتی ہے۔ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محض ایک کلمہ نہیں ہے، بلکہ اس سے پورا نظامِ توحید مراد ہے جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے۔ اور صرف نماز روزہ ہی قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ اس بنیاد پر سیاسی نظام قائم کرنا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا یہ فائدہ کیونکر بتاتے کہ عرب تمہارے زیرِ اقتدار آ جائیں گے اور غیرِ عرب قومیں جزیہ دیں گی۔ کیا بغیر سیاسی اقتدار حاصل کئے یہ بات کسی طرح کل ممکن تھی یا آج ممکن

ہے یا آئندہ کبھی ممکن ہوگی؟

یہ آپ کی گفتگو اُس وقت ہوئی ہے جب قریشی لیڈر اپنے سب سے بڑے سردار ابوطالب کے پاس شکایت کرنے آئے۔ اور یہ سمجھ کر شکایت کرنے آئے تھے کہ ابوطالب اپنا ذاتی اور سیاسی دباؤ ڈال کر اس دعوت کو بند کرادیں گے۔ ایسے ہی ایک موقع پر اپنے چچا ابوطالب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے چچا! اگر میرے دائیں ہاتھ میں سورج دے دیا جائے اور بائیں ہاتھ میں چاند جب بھی ''مَاتَرَكْتُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْاَهْلِكَ فِیْ طَلِبِهٖ۔''

یعنی میں اپنی دعوت بند نہیں کرسکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کرے یا میں اسی حالت میں مرجاؤں

سوال یہ ہے کہ اظہارِ دین کا کیا مطلب ہے؟ قرآن مجید میں جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے وہاں سیاسی غلبہ مراد ہے (ملاحظہ ہو سورۂ فتح آیت نمبر ۲۸، سورۂ صف آیت نمبر ۹، سورۂ توبہ آیت نمبر ۳۳)

دعوتِ اسلامی دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت ہے

(۱۸۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ..........

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَابِیْ مَاتَقُوْلُوْنَ ، مَاجِئْتُكُمْ بِمَا جِئْتُكُمْ بِهٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ ، وَلَا الشَّرَفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهِ بَعَثَنِیْ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ، وَاَنْزَلَ عَلَیَّ كِتَابًا ، وَأَمَرَنِیْ اَنْ أَكُوْنَ لَكُمْ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ، فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّیْ مَا جِئْتُكُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (البدایہ والنہایہ جلد۳ ص۵)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے........

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی مشرک لیڈروں کی بات سن کر فرمایا،

''مجھے قطعاً حرص نہیں ہے اس چیز کی جو تم پیش کررہے ہو۔ میں جو دعوت تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اس کا یہ مقصد قطعاً نہیں ہے کہ میں مال جمع کرنا چاہتا ہوں یا شرف وعزت کا طالب ہوں یا تم پر حکومت یا اقتدار کا بھوکا ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ کو اپنی کتاب سے نوازا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے غلط نظامِ زندگی کے

عواقب اور نتائج سے آگاہ کروں اور اس دعوت کے قبول کرنے کے نتیجے میں جو کچھ ملنے والا ہے اس کی خوشخبری دوں تو میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا (اور پہنچا رہا ہوں) اور تمہاری خیر خواہی پہلے بھی پیشِ نظر تھی اور آج بھی۔ اگر تم لوگ اب بھی میری دعوت کو اپنا لو تو یہ دنیا اور آخرت دونوں میں تمہاری خوش نصیبی ہو گی۔"

تشریح:- یہ حدیث بھی مکی دورِ دعوت سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا آخری جملہ قابلِ غور ہے، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت صرف عباداتی نظام تک محدود تھی اور زندگی کے جملہ مسائل اور معاملات سے بحث نہیں کرتی تھی اور صرف آخرت بنانے کے لئے تھی تو آخرت کے ساتھ یہ دنیا کا جوڑ کیسا؟ دونوں کی خوش نصیبی کس پہلو سے؟ کیا صرف اس پہلو سے کہ کچھ نیک قسم کے لوگ تیار ہو جائیں گے؟ نہیں، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ کچھ اور بھی ہے، وہ پوری زندگی سے بحث کرتی ہے اور دنیا کی سعادت اور آخرت کی ابدی کامیابی کی ضمانت دیتی ہے۔

تعارفی تقریر

(۱۸۴) عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ..........

قَالَ اَيُّهَا الْمَلِكُ كُنَّا قَوْمًا اَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ ، نَعْبُدُ الْاَصْنَامَ ، وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ ، وَنَأْتِي الْفَوَاحِش ، وَنَقْطَعُ الْاَرْحَامَ ، وَنُسِيْءُ الْجِوَارَ ، وَيَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيفَ ،

فَكُنَّا عَلٰى ذٰلِكَ ، حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْنَا رَسُوْلًا مِّنَّا ، نَعْرِفُ نَسَبَهٗ وَصِدْقَهٗ ، وَأَمَانَتَهٗ ، وَعَفَافَهٗ ،

فَدَعَانَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِنُوَحِّدَهٗ وَنَعْبُدَهٗ ، وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ ،

وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيْثِ ، وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ ، وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ ، وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ ، وَ شَهَادَةِ الزُّوْرِ ، وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ ، وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ ،

وَأَمَرَنَآ اَنْ نَّعْبُدَاللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا، وَّ اِقَامِ صَلٰوةِ وَاِيْتَاءِ

الزّکوٰۃ۔ (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ مطہرہ اُم سلمہؓ (حبش میں نجاشی کے یہاں پیش آنے والا قصہ بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ جعفر بن ابی طالبؓ مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے نجاشی کے دربار میں پہنچے اور اسلام کا تعارف کراتے ہوئے) یہ تقریر کی ''اے بادشاہ! ہم لوگ جہالت اور جاہلیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بے جان بتوں کی پرستش کرتے، مردار کھاتے، ہر طرح کی بے حیائی اور بدکاری کے مرتکب ہوتے، رشتہ داروں کے حقوق برباد کرتے، پڑوسیوں سے بدسلوکی کرتے اور ہر قوی کمزور کو کھاتا تھا۔

اسی حالت پر ہم ایک مدت تک رہے یہاں تک کہ اللہ نے ہمارے پاس ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جس کی عالی نسبی سے، جس کی راست گوئی سے، جس کی امانت و دیانت سے اور جس کی عفت و پاک دامنی سے ہم خوب واقف تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ عز و جل کی طرف دعوت دی تاکہ صرف اُسی کو مانیں، اُسی کو اپنا معبود بنائیں اور ان پتھروں اور دیوی دیوتاؤں کو چھوڑ دیں جن کی ہم اور ہمارے اسلاف پوجا کر رہے تھے۔

اس پیغمبر نے ہم کو سچی بات کہنے، امانت میں خیانت نہ کرنے، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے، پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے، حرمتوں سے باز رہنے اور خونریزی سے رُک جانے کی تعلیم دی۔ انہوں نے ہمیں بدکاری سے جھوٹی گواہی دینے سے، یتیم کا مال ہڑپ کرنے سے اور عفیفہ پاک دامن عورت پر بہتان لگانے سے منع کیا۔

انہوں نے ہم کو حکم دیا کہ ہم سوائے اللہ واحد کے اور کسی کو معبود نہ بنائیں، اس کے ساتھ کسی کو ذرا بھی شریک نہ کریں۔ اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔''

تشریح:- دعوتِ اسلامی کا یہ تعارف ہے...... تفصیلی تعارف...... جو نجاشی اور اس کے درباریوں کے سامنے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کرایا۔ اگر اسلام کی دعوت کوئی سادہ اور مجہول سی دعوت ہوتی تو اتنی تفصیلات کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ صرف اتنا کہنا کافی تھا کہ ہم اپنے طور پر اللہ اللہ کرنے والے لوگ ہیں۔ ہمیں زندگی کے دوسرے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خواہ مخواہ قریشی لیڈر ہمارے دشمن ہو گئے اور انہوں نے ہمیں اپنے زیرِ اقتدار علاقے سے نکالا۔

دعوتِ اسلامی کو اربابِ اقتدار پسند نہیں کرتے

(۱۸۵) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ﷺ............

قَالَ مَفْرُوْقُ بْنُ عَمْرِو الشَّيْبَانِیُّ اِلٰی مَاتَدْعُوْا یَااَخَا قُرَیْشٍ؟

فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ اَدْعُوْکُمْ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

قَالَ لَهٗ وَاِلٰی مَاتَدْعُوْا اَیْضًایَّا اَخَا قُرَیْشٍ؟

فَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ اِلٰی قَوْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ،

فَقَالَ لَهٗ مَفْرُوْقٌ وَّاِلٰی مَاتَدْعُوْا اَیْضًایَّا اَخَا قُرَیْشٍ،

فَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعُدْلِ اِلٰی قَوْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔

فَقَالَ لَهٗ مَفْرُوْقٌ دَعَوْتَ وَاللّٰهِ یَاقَرَشِیُّ اِلٰی مُکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَ مَحَاسِنِ الْاَعْمَالِ۔ (البدایہ جلد ۳، صفحہ ۱۹۵)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے......

مفروق بن عمرو شیبانی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ "اے قریشی آپؐ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھے اور فرمایا:

"میں تم لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں ہے اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔"

مفروق نے آپؐ سے پوچھا کہ "اے قریشی آپؐ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّکُمْ سے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تک کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

اس پر مفروق نے کہا "اور کس چیز کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں؟

تو آپؐ نے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ کی پوری آیت سنائی۔

تو مفروق نے کہا "بخدا اے قریشی تم نے اونچے درجے کے اخلاقیات اور بہترین اعمال کی دعوت دی۔

تشریح:- یہ واقعہ بھی مکی دورِ دعوت کا ہے۔حج کے زمانے میں آپؐ کا معمول یہ تھا کہ آپؐ اکیلے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر ہر قبیلے کی قیام گاہ پر جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ کسی سال حج کے زمانے میں قبیلہ شیبان کے لوگ آئے ہوئے تھے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس قبیلے کے سرداروں کے پاس پہنچ گئے۔انہی سرداروں میں سے ایک سردار کا نام مفروق ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے واقف تھا اور انہی کے قریب یہ بیٹھا ہوا تھا۔ابتدائی گفتگو انہیں دونوں کے درمیان ہوئی۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مفروق اور دوسرے لوگوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا۔انہیں بتایا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ذکر تم نے سنا ہوگا۔ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم نے ان کا چرچا سنا ہے۔اس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیا ہے؟ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ انعام کی آیات ۱۵۱تا۱۵۳ پڑھ کر سنائیں۔ان میں خالص توحید اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی۔نیز غریبی کی وجہ سے قتلِ اولاد کی ممانعت کی گئی ہے' کھلی یا چھپی بدکاری سے روکا گیا ہے۔آگے چل کر یتیم کے مال کو ہڑپ کرنے اور ناپ تول میں کمی کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ کہ کوئی بات کہو تو انصاف کے ساتھ کہو چاہے اس کی زد رشتہ دار پر پڑتی ہو اور اللہ کے عہد بندگی کو پورا کرو۔

دیکھئے سورۂ انعام مکی دور کی سورہ ہے۔اس میں دین کی بنیادی تعلیم سمٹ کر آ گئی ہے۔اور صرف عبادات ہی پر گفتگو نہیں کی گئی ہے بلکہ جاہلی نظام کی خرابیوں پر تنقید کی گئی ہے۔انہیں بتایا گیا ہے کہ اسلامی معاشرہ کن بنیادوں پر قائم ہو کہ انسانیت ہر طرح کے امن واطمینان اور خیر وسعادت سے ہمکنار ہو۔اگر اسلامی دعوت محض عبادات تک محدود ہوتی تو یہ تمام بنیادی اصول کیوں بیان کئے جاتے؟ درآنحالیکہ بعد میں قائم ہونے والا صالح سیاسی نظام' انہی بنیادوں پر قائم ہوا ہے۔یہی اصول مزید تفصیلات کے ساتھ سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں بیان ہوئے ہیں۔اور یہ بھی مکی سورۂ ہے۔

دوسری آیت سورۂ نحل میں آئی ہے۔وہ بھی مکی سورہ ہے (آیت: ۹۰) اس میں بھی اسلام کی پوری دعوت نہایت جامع انداز میں بیان کردی گئی۔

مفروق بن عمرو شیبانی نے جب پوری دعوت سُن لی تو اس نے اس موقع پر یہ بھی کہا تھا لَعَلَّ هٰذَا الْاَمْرَ الَّذِیْ تَدْعُوْا اِلَیْهِ تَکْرَهُهُ الْمُلُوْکُ۔"

(یہ دعوت جو آپ دے رہے ہیں شاید بادشاہوں کو پسند نہیں آئے گی)۔
سوال یہ ہے اگر اپنی انفرادی حیثیت میں چند اصولوں کو برتنے کی یہ دعوت ہے اور انسانی زندگی کے جملہ شعبوں سے تعرض نہیں کرتی اور زمین کے پورے سیاسی نظام کو اپنی بنیادوں پر نہیں قائم کرتی تو ملوک وارباب اقتدار کیوں خفا ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ اتنی سادہ قسم کی یہ دعوت نہیں ہے۔ یہ تو زندگی کے پورے نظام کو از سر نو الٰہی اور خدائی اصولوں پر قائم کرنے کی دعوت ہے۔

بندوں کی بندگی یا خدا کی؟

(۱۸۶) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَتَبَ اِلٰی اَهْلِ نَجْرَانَ کِتَابًا وَّفِیْهِ......
اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکُمْ اِلٰی عِبَادَةِ اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ ،
وَاَدْعُوْکُمْ اِلٰی وِلَایَةِ اللّٰهِ مِنْ وِلَایَةِ الْعِبَادِ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجران کو (جو مذہباً عیسائی تھے) ایک خط لکھا جس کا ایک حصہ یہ ہے ''امابعد! میں تم لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی غلامی اور پرستش سے نکل کر خدا کی بندگی اور پرستش اختیار کرو نیز میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی آقائیت اور سرپرستی سے نکل کر خدا کی آقائیت اور اقتدار میں آجاؤ۔''

امن وسلامتی کا الٰہی نظام

(۱۸۷) عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ..........
قَالَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی تَخْرُجُ الظَّعِیْنَةُ مِنَ الْحِیْرَةِ حَتّٰی تَطُوْفَ بِالْبَیْتِ فِیْ غَیْرِ جِوَارِ أَحَدٍ۔
(البدایہ والنہایہ جلد ۵، ص ۶۶)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...........
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے (عدی سے) کہا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' یقیناً اللہ اس دین کو مکمل نافذ کر کے رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک عورت اکیلی حیرہ (ملک شام) سے چلے گی اور مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی اور کوئی نہ ہوگا جو اس کو چھیڑے۔''

تشریح:- یعنی یہ دین یقیناً سیاسی اقتدار حاصل کر کے رہے گا۔ وہ نظامِ امن ہوگا اور کوئی طاقتور کسی کمزور کو کھا نہیں سکے گا۔ اکیلی عورت سینکڑوں میل کا سفر کرے گی اور کوئی اس کو چھیڑ نہیں سکے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس دین کو ہر حیثیت سے غالب کرنا پیشِ نظر نہیں ہے تو عدی بن حاتم سے اتنے زوردار انداز میں یہ بات کہنی بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چاہے سیاسی نظام کسی کے ہاتھ میں ہو دعوتِ اسلامی کے نتیجے میں ''خودبخود'' ایسا نظامِ امن قائم ہو جائے گا۔ ''خودبخود'' کا فلسفہ نہایت گمراہ کن فلسفہ ہے۔

جماعت سازی

(۱۸۸) عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ، وَالْهِجْرَةِ، وَالْجِهَادِ۔ (مشکوٰۃ۔ مسند احمد۔ ترمذی)

حارث اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

''میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں

جماعت کا...... سننے کا...... اطاعت کا...... ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا۔''

تشریح:- نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کا حکم دیتے ہیں:-

(۱) جماعت بنو، جماعتی زندگی گزارو۔

(۲) تمہارے اجتماعی معاملات کا جو ذمہ دار ہو اس کی بات غور سے سنو!

(۳) اس کی اطاعت کرو۔

(۴) اگر دین کا مطالبہ یہ ہو کہ اپنا وطن چھوڑو، تو وطن کی محبت پر قینچی چلا دو، جو بھی تعلق دینِ کی راہ میں حائل ہو اسے توڑ ڈالو، اللہ کی بتائی ہوئی راہ کے سلسلے میں اپنی تمام تر کوشش خرچ کر ڈالو اس کے دین کو قائم کرنے میں اپنا پورا زور لگا دو، زبان کے ذریعہ، قلم کے ذریعہ، ہتھیار کے ذریعہ جیسا موقع ہو اور جو بھی ذرائع میسر ہوں ان سے کام لو۔

اجتماع اور اجتماعی کام

(۱۸۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

عَنْ يَّمِينِ الرَّحْمَانِ...... وَكِلْتَ يَدَيْهِ يَمِيْنٌ ...... رِجَالٌ لَّيْسُوا بِاَنْبِيَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَغْشٰى بَيَاضُ وُجُوْهِهِمْ نَظَرَ النَّاظِرِيْنَ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ بِمَقْعَدِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ،

قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ؟

قَالَ هُمْ جُمَّاعٌ مِّنْ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ فَيَنْتَقُوْنَ اَطَايِبَ الْكَلَامِ كَمَا يَنْتَقِيْ اٰكِلُ التَّمْرِ اَطَايِبَهٗ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

وَفِيْ رِوَايَةٍ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى وَبِلَادٍ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ۔

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں...... کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ:

''قیامت کے دن خدائے رحمٰن کی دائیں جانب کچھ ایسے آدمی ہوں گے جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں لیکن ان کے چہروں کا نور دیکھنے والوں کی نظر کو خیرہ کرتا ہوگا' ان کے مقام و مرتبے کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء نہایت خوش ہو رہے ہوں گے۔''

لوگوں نے پوچھا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون لوگ ہوں گے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''یہ مختلف قبائل اور مختلف بستیوں کے لوگ ہوں گے جو دنیا میں اسلام لائے اور قرآن سیکھنے اور سکھانے اور اللہ کو یاد کرنے کے لئے اکٹھا ہوتے تھے۔ اس طرح یہ لوگ بہترین پاکیزہ باتیں چنتے تھے۔ جس طرح کھجور کا کھانے والا بہترین اور لذیذ ترین کھجوروں کا انتخاب کرتا ہے۔''

اور ایک دوسری روایت میں جو الفاظ آئے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے۔

''یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والے ہیں' یہ مختلف قبائل کے ہیں' مختلف علاقوں کے ہیں' خدا کو یاد کرنے کے لئے اکٹھا ہوتے تھے۔''

تشریح:۔ اس حدیث میں بہت بڑی بشارت ہے' ان لوگوں کے لئے جو مختلف بستیوں اور علاقوں کے ہیں لیکن دین اور دعوتِ دین نے ان کو اکٹھا کیا ہے اور وہ سب مل کر نماز کی شکل میں' اور اوراد و وظائف کی شکل میں' قرآن پڑھنے پڑھانے کی شکل میں اور دین کو دوسروں تک

پہنچانے کی حیثیت میں اجتماعی طور پر مشغول ہوتے ہیں۔

اس حدیث میں انبیاء اور شہداء کے رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اونچے درجے کے لوگ ان کے مقام و مرتبہ کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے کہ یہ لوگ نہ نبی ہیں نہ شہید ہیں۔ لیکن اتنے اونچے مقام پر پہنچ گئے ہیں جس طرح ایک استاذ اپنے شاگردوں کو اونچے مقام پر دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

حدیث میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔ اس سے قرآن، نماز اور اوراد و وظائف اور تمام دعوتی سرگرمیاں مراد ہیں۔ اردو میں ''ذکر'' کا لفظ محدود معنوں میں بولا جاتا ہے، قرآن و حدیث میں بہت وسیع معنوں میں آتا ہے۔

جماعتی زندگی کی برکتیں

(۱۹۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ............ ثَلَاثٌ لَّا يَغُلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْاَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان و بیہقی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کے دل میں نفاق نہیں پیدا ہو سکتا۔ ایک یہ کہ جو بھی عمل کرے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرے۔

دوسری یہ کہ جو لوگ اجتماعی معاملے کے ذمہ دار ہوں ان کے ساتھ خیر خواہانہ معاملہ کرے۔

تیسری چیز یہ کہ جماعت سے چمٹا رہے، جماعت کے افراد کی دعائیں اس کی حفاظت کریں گی۔''

تشریح:۔ اجتماعی معاملات کے ذمہ داروں کے ساتھ خیر خواہانہ رویہ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف دل میں کینہ و عداوت نہ ہو بلکہ خلوص اور خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ تمام امور میں ان کی مدد کی جائے اور اگر غلطی کریں تو تنہائی میں خلوص کے لہجے میں انہیں ان کی غلطی پر متنبہ کیا جائے۔ یہ تینوں صفتیں نفاق کی ضد ہیں۔ منافقین اللہ کی خوشنودی کے لئے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ اپنی جماعت میں جس میں وہ داخل ہوئے تھے اُس کے ذمہ داروں کے خلاف ریشہ دوانیاں

کرتے تھے۔ جماعت میں ظاہراً شامل تھے لیکن اس جماعت سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں تھی!

جماعت میں رہنے کا اور اجتماعی زندگی کا ایک اور فائدہ بھی ہے جس کی طرف آخر میں اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ سب ایک دوسرے کے خیر خواہ لوگ ہوں گے اور ایک دوسرے کے لئے استقامت علی الحق کی دعا کریں گے تو یہ اجتماعی دعا بڑی مؤثر ثابت ہوگی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کی برکت سے اجتماعی افراد کو بہت سی خرابیوں سے محفوظ رکھے گا۔ جیسا کہ اجتماعی زندگی گزارنے والوں کا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

امیر کے فرائض

(۱۹۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

مَنْ وَّلِيَ شَيْئًا مِّنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ حَتّٰى يَنْظُرَ فِيْ حَوَائِجِهِمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی وترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا،

جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو (یعنی خلیفہ ہو یا امیر) تو اللہ اس کا مقصد پورا نہیں کرے گا جب تک وہ لوگوں کی ضروریات پوری نہ کرے۔" (لوگوں کی اجتماعی ضروریات کی فکر اسی وقت کرے گا جب وہ مامورین کے لئے شفیق ہوگا' اس کے دل میں ان کی محبت ہوگی)۔

مامورین کے فرائض

(۱۹۲) وَعَنْ عَبَادَةَ بْنَ صَامِتٍ ﷺ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ فِى الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ أَهْلَهٗ، اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ، وَعَلٰى أَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا، لَانَخَافُ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

(ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے بیعت کی (معاہدہ کیا) کہ:

ہر حالت میں اللہ ورسول ﷺ اور ان لوگوں کی جن کو امیر مقرر کیا گیا ہو بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، خواہ تنگی کی حالت ہو یا فراخی کی، اور خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی۔ اور اس حالت میں بھی ہم امیر کی بات مانیں گے" جب کہ دوسروں کو جب ہمارے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہو۔

اور اس بات پر ہم نے آپ سے معاہدہ کیا کہ جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان سے اقتدار اور عہدہ چھیننے کی کوشش نہیں کریں گے، البتہ اس صورت میں جب کہ امیر سے کھلا ہوا کفر سرزد ہو۔ اس وقت ہمارے پاس اس بات کی دلیل ہوگی کہ ہم اس کی بات نہ مانیں (اور حالات سازگار ہوں تو عہدے سے ہٹادیں)۔

اور اس بات پر بھی ہم نے آپ ﷺ سے معاہدہ کیا کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے، اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

تشریح:۔ اصل حدیث میں بَایَعْنَا کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی حلف اٹھانے کے ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے جن باتوں پر بیعت لی وہ یہ ہیں: اجتماعی معاملات کے ذمہ دار امراء کی ہر حالت میں اطاعت، چاہے ان کا حکم ہم کو پسند ہو یا نہ ہو، اور یہ کہ اقتدار میں کشمکش نہیں کریں گے البتہ جب وہ صریح معصیت کا حکم دے یا اس سے کفر صریح سرزد ہو تب اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس کو ہٹادیا جائے گا بشرطیکہ ہٹانے کے نتیجے میں اس سے بڑی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

دعوت و تبلیغ کا طریقہ

(۱۹۳) قَالَ النَّبِیُّ ﷺ:

یَسِرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَقَرِّبَا وَلَا تُنَفِّرَا۔ (جمع الفوائد)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت یہ نصیحت فرمائی...... "تم دونوں (دین کو) لوگوں کے لئے آسان بنانا، مشکل نہ بنانا، لوگوں کو دین کے قریب لانا، ایسا نہ کرنا کہ لوگ دین سے بدک جائیں، دور بھاگیں۔"

تشریح:۔ مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے دین اس طرح پیش کرنا کہ محسوس کریں یہ راستہ آسان

راستہ ہے اس پر چلنا ہمارے بس میں ہے' ایسے انداز میں ان کے سامنے بات نہ رکھی جائے کہ سن کران کی ہمتیں جواب دے جائیں اور دین کو ایک پہاڑ سمجھنے لگیں جس پر چڑھنا ان کے بس کی بات نہیں ہے' نیز داعی کی اپنی زندگی ایسی ہو کہ لوگ دین سے قریب ہوں' نہ کہ دین سے متنفر ہو جائیں اس موقع پر ایک حدیث کا ترجمہ پڑھنا مناسب ہوگا'

کسی نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی' نامناسب الفاظ استعمال کیے' اس پر صحابہء کرامؓ کو بڑا طیش آیا' قریب تھا کہ لوگ اسے قتل کر دیتے لیکن آپ ﷺ نے روک دیا اور فرمایا ''میری اور اس آدمی کی مثال ایسی ہے' جیسے کسی آدمی کے پاس ایک اونٹنی تھی جو بدک گئی اور رسی تڑا کر بھاگی' لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور طاقت استعمال کر کے قابو میں کرنا چاہا تو ان کی کوششوں کے نتیجے میں اس کی وحشت بڑھ گئی اور بالآخر وہ قابو میں نہ آسکی' اونٹنی کے مالک نے ان لوگوں سے کہا کہ اونٹنی سے مجھے نبٹنے دو میں عمدہ تدبیر جانتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اسے کس طرح قابو میں لایا جاتا ہے تو وہ بجائے پیچھا کرنے کے اونٹنی کے آگے آ گیا اور زمین سے کچھ گھاس لی' اور چمکار کر اس کی طرف بڑھا تو وہ اس کے پاس آ گئی اور بیٹھ گئی' اس نے اس کا کجاوہ اس پر باندھا اور اس پر سوار ہو گیا۔

تباہ حال مقرر

(۱۹۴) اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :

هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ ،قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسلم' ابن مسعودؓ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فصاحتِ لسانی کا تکلفاً مظاہرہ کرنے والے تباہ ہو جائیں۔'' یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔''

تشریح:۔ بہت سے مقررین ایسے ہوتے ہیں جو تکلف کے ساتھ اپنی تقریر میں فصاحت بلاغت کا دریا بہانے کی کوشش کرتے ہیں لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے' ان پر اپنی قابلیت کا سکہ جمانے کے لئے۔ ایسے لوگوں کو تعلیم دی گئی کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ سادہ زبان اور بے تکلف نکلنے والے جملے استعمال کریں۔ مقررانہ تکبر اللہ کو ناپسند ہے۔

عفواور درگزر داعی کا ہتھیار ہے

(۱۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ
(سورہ مومنون آیت ۹۶۔ سورہ حم سجدہ آیت ۳۴)

قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَآءَةِ ، فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''دعوتی کام کرنے والوں کو صابر اور بردبار ہونا چاہئے' لوگ اگر غصہ دلانے والی حرکات پر اُتر آئیں تو ایسے موقع پر غصے کا جواب غصے سے نہیں دینا چاہئے' غصہ آئے تو تھوک دینا چاہئے' اگر لوگ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور دشمن اُن کے سامنے جھک جائے گا' وہ گہرا دوست اور پرجوش حامی بن جائے گا (جیسا کہ دعوتِ اسلامی کی تاریخ گواہی دیتی ہے۔)

داعی اور صبر

(۱۹۶) رُوِیَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ ﷺ قَالَ:

بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی حَیٍّ مِّنْ قَیْسٍ اُعَلِّمُهُمْ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ ، فَاِذَا قَوْمٌ كَاَنَّهُمُ الْاِبِلُ الْوَحْشِیَّةُ طَامِحَةٌ اَبْصَارُهُمْ لَیْسَ لَهُمْ هَمٌّ اِلَّا شَاةٌ اَوْبَعِیْرٌ ،۔

فَانْصَرَفْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فَقَالَ یَاعَمَّارُ مَا عَمِلْتَ ؟

فَقَصَصْتُ عَلَیْهِ قِصَّةَ الْقَوْمِ وَاَخْبَرْتُهٗ بِمَافِیْهِمْ مِّنَ السَّهْوَةِ ،

فَقَالَ یَاعَمَّارُ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَعْجَبَ مِنْهُمْ ، قَوْمٌ عَلِمُوْا مَاجَهِلَ اُوْلٰئِكَ ثُمَّ سَهَوْا كَسَهْوِهِمْ۔ (طبرانی' ترغیب)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ قیس کے

پاس دین اور اس کے احکام سکھانے کے لئے بھیجا' وہاں پہنچ کر مجھے تجربے سے معلوم ہوا گویا یہ بد کے ہوئے اونٹ ہیں دنیا کے حریص' ان کا کوئی نصب العین نہیں ہے' ان کی ساری دلچسپی اپنی بکریوں اور اونٹوں سے ہے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچا' آپ ﷺ نے پوچھا "اے عمار رضی اللہ عنہ! اپنے کام کی رپورٹ دو کیا کیا؟"

تو میں نے آپ ﷺ کو سارا قصہ سنایا' میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ لوگ دین سے بالکل غافل ہیں۔

آپؐ نے فرمایا "اے عمار رضی اللہ عنہ! ان سے زیادہ تعجب خیز معاملہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے دین کا علم سیکھا مگر انہی کی طرح دین سے غافل اور بے پرواہو گئے۔"

تشریح:- یعنی یہ لوگ تو دین جانتے نہیں' اور ایک لمبے عرصے سے جاہلیت کی زندگی گزارتے رہے ہیں' اگر یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں تو نہ اس میں کوئی تعجب کی بات ہے اور نہ داعی کو مایوس ہونے کی ضرورت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعوت و تبلیغ کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہما اجمعین کو باہر بھیجتے تھے اور ان کے کام کی رپورٹ لیتے تھے۔

دعوتِ میں جدید وسائل و ذرائع کا استعمال

(۱۹۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

أَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ـ أَنْ أَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ،

وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ أَمَرَنِىْ أَنْ أَتَعَلَّمَ كِتَابَ يَهُوْدَ وَقَالَ اِنِّىْ مَا اٰمَنُ يَهُوْدَ عَلٰى كِتَابٍ،

قَالَ فَمَا مَرَّبِىْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلٰى يَهُوْدَ كَتَبْتُ وَإِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهٗ كِتَابَهُمْ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا' اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے یہود کا رسم الخط سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ "مجھے یہود کی کسی تحریر پر اعتماد نہیں ہے' لہٰذا ان کی زبان بھی سیکھو اور رسم الخط بھی۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صرف ۱۵ دن میں میں نے ان کا رسم الخط سیکھ لیا۔

اس کے بعد یہود کو آپؐ جو کچھ فرماتے لکھتا' اور جب یہودیوں کا کوئی خط آپؐ کے پاس آتا تو میں ان کا خط آپؐ کو پڑھ کے سناتا۔"

تشریح:- زبانیں سب اللہ کی ہیں' جس ملک میں داعیانِ حق کام کر رہے ہوں وہاں کی زبانوں کو سیکھنا ہوگا' تاکہ باشندوں تک ان کی اپنی زبان میں حق کا پیغام پہنچایا جا سکے' اسی طرح وہ تمام ذرائع جو تمدنی ترقی نے آج بہم پہنچائے ہیں' ان سب سے داعی گروہ کو کام لینا ہوگا۔

عمل اور دعوت میں مطابقت

(۱۹۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ ،

قَالَ فَبَلَغَ امْرَأَةً فِي الْبَيْتِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَآءَتْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ :

بَلَغَنِيْ أَنَّكَ قُلْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ ،

فَقَالَ مَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَّعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ،

فَقَالَتْ اِنِّيْ لَاَقْرَأُ مَابَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُّهٗ ،

فَقَالَ إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ فَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَأْتِ ،

"مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(سورۂ حشر آیت ۷ الخ)

قَالَتْ بَلٰى ،

قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهُ ،

قَالَتْ: إِنِّيْ لَأَظُنُّ اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَ ،

قَالَ: اِذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَمِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا،

فَجَاءَتْ فَقَالَتْ مَارَأَيْتُ شَيْئًا،

قَالَ لَوْكَانَتْ كَذَالِكَ لَمْ تُجَامِعْنَ ،

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَدَخَلَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ فَقَالَتْ مَارَأَيْتُ بَأْسًا ،

قَالَ مَا حَفِظْتِ اَوَّلَ وَصِيَّةِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ۔
(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا:
''اللہ لعنت کرتا ہے اُن عورتوں پر جو گود نے گودتی ہیں اور گود نے لگواتی ہیں اور ان عورتوں پر جو بالوں کو چھوٹا کرتی ہیں زیبائش و آرائش کے لئے۔ اور ان عورتوں پر بھی جو اپنے دانتوں کے درمیان حسن کی خاطر دوری پیدا کرتی ہیں اور اللہ کی بنائی ہوئی جسمانی بناوٹ کو بگاڑتی ہیں جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو ایک پردہ نشین خاتون جس کا نام ''ام یعقوب'' ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہا ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے ایسا اور ایسا کہا ہے۔
انہوں نے جواب دیا۔ ''میں ان پر کیوں نہ لعنت کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب میں لعنت فرمائی ہے۔''

اُم یعقوب نے کہا ''میں پورا قرآن شروع سے آخر تک پڑھتی ہوں میں نے اس میں یہ مضمون نہیں پایا۔''
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر تم غور سے قرآن پڑھتیں تو یہ مضمون قران پاک میں پاتیں، کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے۔ ''مَآ[1] اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ ...... اِلٰى اٰخِرِهٖ'' (سورہ حشر آیت ۷)۔
اُم یعقوب نے کہا۔
''ہاں! یہ آیت میں نے پڑھی ہے۔''
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''جان رکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے جو میں نے کہی ہیں۔''
اُم یعقوب نے کہا۔ ''میرا خیال ہے آپ کی بیویاں بھی ایسا کرتی ہیں۔''
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ''اندر جاؤ اور دیکھو۔''
چنانچہ وہ گئیں اور وہاں ان برائیوں میں سے کوئی برائی نہیں پائی، اور آ کر بتایا کہ ''میرا

---

[1] رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو دیں وہ لو اور جس چیز سے روکیں اسے نہ کرو۔ (سورۂ حشر آیت ۷)

خیال غلط نکلا، آپ کی بیویاں یہ سب نہیں کرتیں۔"
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔"اگر میری بیویاں یہ سب کرتیں تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھیں۔"

اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ اُم یعقوب گئیں اور واپس آ کر بتایا کہ آپ کی بیویاں اس طرح کی زیبائش و آرائش سے دور ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: "کیا تمہیں یاد نہیں ہے بندہ صالح (شعیب علیہ السلام) کی بات جو انہوں نے کہی "وَمَا اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَآاَنْھَاکُمْ عَنْہُ۔"[1]

تشریح:- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس واقعے میں دعوتی کام کرنے والوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے، باہر کے لوگوں کو دعوت دینے سے پہلے اپنے گھر والوں اور قریبی لوگوں کو دین پہنچانا چاہئے اور ان کی تربیت کرنی چاہئے اور نہ دعوت پر بہت برا اثر پڑے گا۔

غلبۂ باطل کے زمانے میں اہلِ حق کو کیا کرنا چاہئے

(۱۹۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ:
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ

مَنْ رَّأیٰ مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَغَیَّرَہٗ بِیَدِہٖ فَقَدْ بَرِیَٔ ، وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ أَنْ یُّغَیِّرَہٗ بِیَدِہٖ فَغَیَّرَہٗ بِلِسَانِہٖ فَقَدْ بَرِیَٔ ، وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ أَنْ یُّغَیِّرَہٗ بِلَسَانِہٖ فَغَیَّرَہٗ بِقَلْبِہٖ فَقَدْ بَرِیَٔ ، وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ نسائی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تم میں سے جس شخص نے اپنے معاشرے میں کوئی برائی دیکھی اور طاقت استعمال کر کے اسے دُور کر دیا، تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوا، اور جس شخص نے طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے اپنی زبان استعمال کی اور اس کے خلاف آواز اٹھائی، وہ بھی سبکدوش ہوا، اور جو شخص اپنی زبان نہ استعمال کر سکے اور دل میں اس برائی سے نفرت کرے اور برا سمجھے تو وہ بھی مواخذہ سے بچ جائے گا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

تشریح:- اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ طاقت رکھنے کے باوجود جس نے برائی نہیں مٹائی

---

[1] میرا مقصد یہ نہیں کہ جس چیز سے تمہیں روک رہا ہوں اس کو میں خود اختیار کرلوں (سورۂ ہود آیت ۸۸)

وہ اللہ کے غصے کا نشانہ بننے سے بچ نہیں سکے گا پس آدمی کے پاس جو بھی طاقت ہو، برائی کے دور کرنے کے لئے کام میں لائے بشرطیکہ طاقت کے استعمال کے نتیجہ میں اس سے بڑی کسی خرابی کے سر اٹھانے کا اندیشہ نہ ہو۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ باطل کے غلبہ کے دور میں اہلِ حق کو حق کے لئے غیرت مند ہونا چاہئے۔ باطل کے آگے ہتھیار ڈال کر آرام کی نیند سونا اور اطمینان کا سانس لینا بے غیرتی کی نشانی ہے اور حق سے محبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

☆......☆......☆

محبت حق کا تقاضا

(۲۰۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

خُذُوْ الْعَطَاءَ مَا دَامَ عَطَاءً فَاِ ذَا صَارَ رُشْوَةً عَلَى الدِّيْنِ فَلَا تَا خُذُوْهُ، وَ لَسْتُمْ بِتَارِكِيْهِ، يَمَسُّكُمُ الْفَقْرُ وَ الْحَاجَةُ،

اَلَا اِنَّ رَحَا الْاِسْلَامِ دَائِرَةٌ فَدُوْرُوْا مَعَ الْكِتَابِ حَيْثُ دَارَ، اَلَا اِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّلْطَانَ سَيَفْتَرِقَانِ فَلَا تُفَارِقُوْا الْكِتَابَ،

اَلَا اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ يَقْضُوْنَ لَكُمْ، فَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ يُضِلُّوْكُمْ، وَاِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ قَتَلُوْكُمْ،

قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ؟

قَالَ كَمَا صَنَعَ اَصْحَابُ عِيْسٰى نُشِرُوْا بِالْمِنْشَارِ وَ حُمِلُوْ عَلَى الْخَشَبِ، مَوْتٌ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ حَيَاةٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ـ

(الطبرانی عن معاذ بن جبل)

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''عطیات اور بخششیں جب تک عطیات اور بخششوں کی حیثیت میں ہوں تو لے سکتے ہو لیکن جب یہ عطیے رشوت بن جائیں اور خلافِ دین کام کرنے کے لئے دیئے جائیں تو مت لینا' اور تم اس رشوت کو چھوڑ نے کے نہیں کیونکہ تم کو فقر و فاقہ لاحق ہوگا جو اس رشوت کے لینے پر مجبور کر سکتا ہے' سنو! اسلام کی چکی گھوم رہی ہے (چل رہی ہے) پس تم لوگ کتاب اللہ کے ساتھ ہو جدھر وہ جائے' سنو! اللہ کی کتاب اور اقتدار و حکومت دونوں ایک دوسرے عنقریب الگ ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ کا ساتھ دینا (اس کو چھوڑ کر حکومت و اقتدار کا ساتھ مت دینا) سنو! تمہارے اوپر ایسے امراء و حکام مسلط ہوں گے جو تمہارے لئے فیصلے کریں گے (قانون بنائیں گے) تو اگر تم نے ان کی بات مانی تو تمہیں ضلالت کی راہ پر ڈال دیں گے۔ اور اگر ان کی بات نہ مانی تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

لوگوں نے پوچھا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے''؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں وہی کرنا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا' وہ آرے سے چیرے گئے اور سولی پر لٹکائے گئے (لیکن باطل کے آگے نہیں جھکے)۔

اللہ کی اطاعت میں مرجانا' اللہ کی معصیت میں زندگی گزارنے سے بہتر ہے"

نہ میں ان کا' نہ وہ میرے

(۲۰۱) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضي الله عنه قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ، فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ ، فَصَدَّقَهُمْ فِيْ كَذِبِهِمْ ، وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ، وَلَسْتُ مِنْهُ ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ ، وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْلَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِيْ كَذِبِهِمْ ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ، فَهُوَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔

(جامع ترمذی)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''اے کعب! میں تمہیں ایسے امراء سے جو میرے بعد آئیں گے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ جو لوگ ان ظالم امرا کے دروازے پر جائیں گے اور ان کی جھوٹی باتوں کو سچ ثابت کریں گے اور ان کی ظالمانہ کارروائیوں میں مددگار ثابت ہوں گے تو ایسے لوگوں سے نہ میرا تعلق ہے اور نہ ایسے لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں' (نہ میں ان کا نہ وہ میرے) اور حوضِ کوثر پر وہ مجھ سے ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ اور جو لوگ ان ظالم امراء کے دروازے پر نہ جائیں یا جائیں تو ان کے جھوٹ کو سچ نہ بنائیں' اور ظالمانہ کارروائیوں میں ان کے مددگار نہ ثابت ہوں' تو ایسے لوگ میرے آدمی ہیں، (وہ میرے ہیں میں ان کا ہوں) اور یقیناً حوض پر وہ مجھ سے ملیں گے (اور میں انہیں اپنے ہاتھ سے کوثر کا پانی پلاؤں گا جس کے بعد انہیں کبھی پیاس نہ لگے گی)۔

شہادت کی آرزو

(۲۰۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ
مَنْ سَأَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ نَّفْسِهٖ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْقُتِلَ ، فَإِنَّ لَهُ اجْرَ شَهِيْدٍ
(ابوداؤد و ترمذی)

وَفِيْ رِوَايَةِ سُهَلِ بْنِ حُنَيْفٍ،

مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ''جس شخص نے اللہ سے سچے دل سے شہادت کی دعا مانگی پھر وہ قتل کر دیا گیا یا اپنے بستر پر مرا (دونوں صورتوں میں) اس کو وہ مرتبہ ملے گا جو شہداء کے لئے ہے۔''

اور یہی مضمون سہل ابن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی بیان ہوا ہے۔

''جس شخص نے سچائی کے ساتھ شہادت کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کا مرتبہ عنایت فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو۔''

شہادت کی مختلف صورتیں

(۲۰۳) عَنْ رَّبِیْعِ نِ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ..............

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَمَا الْقَتْلُ اِلَّا فِیْ سَبِیْلٍ ؟ اِنَّ شُهَدَآءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَّقَلِیْلٌ ،

اِنَّ الطَّعْنَ شَهَادَةٌ وَّالْبَطْنَ شَهَادَةٌ وَّالطَّاعُوْنَ شَهَادَةٌ ، وَّالنُّفَسَاءَ بِجَمْعٍ شَهَادَةٌ وَّالْحَرَقَ شَهَادَةٌ وَّالْغَرَقَ شَهَادَةٌ وَّذَاتَ الْجَنْبِ شَهَادَةٌ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے..............

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا'' اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا ہی شہادت ہے؟ تب تو میری امت کے شہداء بہت تھوڑے ہوں گے۔

نہیں، بلکہ وہ لوگ جو طاعون کی بیماری میں مریں، ہیضہ میں مریں، عورت جو ولادت کے وقت مر جائے، جو لوگ آگ میں جل کر مریں یا ڈوب کر مریں، جو لوگ نمونیہ کا شکار ہو کر مریں۔ یہ سب شہادت کا درجہ پائیں گے۔''

دفاعی موت بھی شہادت ہے

(۲۰۴) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :

مَنۡ قُتِلَ دُوۡنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیۡدٌ ، وَّمَنۡ قُتِلَ دُوۡنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَہِیۡدٌ ، وَّمَنۡ قُتِلَ دُوۡنَ دِیۡنِہٖ فَھُوَ شَہِیۡدٌ ، وَّمَنۡ قُتِلَ دُوۡنَ اَھۡلِہٖ فَھُوَ شَہِیۡدٌ

(ابوداوٗد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ)

وَفِیۡ رِوَایَۃِ سُوَیۡدِ بۡنِ مُقَرِّنٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ (اَلنَّسَائِیۡ)،
مَنۡ قُتِلَ دُوۡنَ مَظۡلِمَتِہٖ فَھُوَ شَہِیۡدٌ۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:

''جو لوگ اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائیں گے وہ شہید ہیں۔
اور جو لوگ اپنی جان کو بچانے کے لئے قتل کر دیئے جائیں وہ بھی شہید ہیں۔
اور جو لوگ اپنے بیوی بچوں اور متعلقین کی حفاظت کرتے ہوئے مار ڈالے جائیں وہ بھی شہید ہیں۔''

اور سُوَید ابنِ مُقَرِّن رضی اللہ عنہ سے جو روایت سنن نسائی میں آئی ہے اس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔

''جو لوگ کسی ظالم سے اپنا حق واپس لینے کے سلسلے میں مار ڈالے جائیں تو وہ بھی شہید ہیں۔''

دینی دعوت سے جی چرانے کا انجام

(۲۰۵) عَنۡ اَبِیۡ بَکۡرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:
قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
مَاتَرَکَ قَوۡمٌ نِ الۡجِھَادَ اِلَّا عَمَّھُمُ اللّٰہُ بِالۡعَذَابِ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو لوگ جہاد (دین کے لئے محنت اور جاں فشانی اور مالی اور جانی قربانی) نہ کریں گے تو اللہ ایسے لوگوں پر عذاب مسلط کرے گا۔''

تشریح:- عذاب کی تیعین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس حدیث میں نہیں فرمائی، دوسری حدیث جو اس کے بعد آ رہی ہے اس کی بہترین شرح ہے۔

دینی جدوجہد سے بے رُخی کا انجام

(۲۰۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِاالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهٗ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ۔

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم لوگ عینہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنے لگو گے، بیلوں کی دُم پکڑ لو گے، کھیتی باڑی میں مگن رہو گے، اور دین کے لئے محنت کرنا اور جانی و مالی قربانی دینا چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت اور محکومی مسلط کرے گا جو تم سے کبھی نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف نہیں پلٹو گے۔''

تشریح:- حدیث میں عینہ کا لفظ آیا ہے جس کی شکلیں مختلف ہیں، مختصراً یہ سمجھئے کہ حیلۂ شرعی کے سہارے سودی کاروبار کرنے والے کا نام عربی میں عینہ ہے چونکہ مسلمان ہیں، اس لئے صاف صاف سود کا نام لے کر سودی کاروبار کرنے سے شرماتے ہیں، اس لئے مختلف خوبصورت ناموں سے یہ کاروبار ہوتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ شریعت سے کھیلتے ہیں اور خدا کا مذاق اڑاتے، سمجھتے ہیں خدائے علیم بھی ان کے جھانسے میں آ جائے گا۔

اس حدیث میں جن خرابیوں کی نشان دہی کی گئی ہے وہ سب ہمارے اندر پائی جاتی ہیں اور یہی ہماری ذلت و محکومی کا حقیقی سبب ہیں اور اس سے نجات پانے کی کوئی راہ نہیں ہے جب تک کہ دینی کام ہماری نظر میں تجارت، کاشتکاری اور دوسرے معاشی ذرائع کے مقابلہ میں زیادہ اہم نہ ہو جائے۔ جب دین کو زندہ کرنے اور طاقتور بنانے کی راہ میں سرگرمی کے ساتھ ہم چلنے لگیں گے تب ذلت و محکومی کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹنی شروع ہو جائیں گی...... اس طرح ٹوٹنی شروع ہوں گی کہ فرمانروائے کائنات اور عزیز و قوی خدا کی راہ کے مسافر بھی حیران رہ جائیں گے۔

☆......☆......☆

داعیانِ حق کو قوت بخشنے والے ذرائع

تہجد

(۲۰۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ ، وَقُرْبَةٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمَکْفَرَةٌ لِّلسَّیِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ۔ (ترمذی)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ ؐ نے فرمایا:

''اے لوگو! تم لوگ تہجد کی نماز کو اپنے اوپر لازم کرلو اس لئے کہ تم سے پہلے جو اللہ کے بندے گزرے ہیں ان کا یہی طریقہ رہا ہے، اور یہ تمہارے رب سے قریب کرنے والی، چھوٹے گناہوں کو مٹانے والی اور بڑے گناہ سے روکنے والی چیز ہے (اس سے رکنے کی طاقت پیدا ہوگی)۔''

(۲۰۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ :

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّذْکُرُ اللّٰهَ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَکُنْ۔ (ترمذی)

حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ:

''رب اپنے بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے، پس اگر تم سے یہ بات ہو سکے کہ تم رات کے آخری حصے میں اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہو تو ایسا کرو۔''

تشریح:- رات کے آخری حصے میں جب آدمی اُٹھ کر خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو چونکہ پورے نشاط دل کی آمادگی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اس لئے ظاہر بات ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز بندے کو اللہ سے قریب کرنے والی شے ہے، نیز دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ کی رحمت بندوں کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہوتی ہے اس لئے خدا کو اپنے سے قریب کرنے کے لئے اور خدا سے قریب ہونے کے لئے یہ وقت سب سے زیادہ موزوں ہے۔

(۲۰۹) رُوِیَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ:
اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُصَلِّیَ مِنَ اللَّیْلِ مَا قَلَّ اَوْ کَثُرَ، وَنَجْعَلَ اٰخِرَ ذٰلِكَ وِتْرًا۔ (ترغیب بحوالۂ بزار وطبرانی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ:

''تہجد کی نماز پڑھیں، کم یا زیادہ اور اس کے آخر میں وتر پڑھ لیں۔''

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی کو اپنے اٹھنے پر قابو ہو تو عشاء کے بعد وتر نہ پڑھے بلکہ تہجد کی نماز پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے یہ زیادہ افضل ہے۔

(۲۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:
اسْتَعِیْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰی صِیَامِ النَّهَارِ وَبِقَیْلُوْلَةِ النَّهَارِ عَلٰی قِیَامِ اللَّیْلِ۔ (ترغیب ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

''دن میں روزہ رکھنے پر سحری سے مدد لو اور تہجد کی نماز پڑھنے پر دن کے قیلولہ سے مدد لو۔''

تشریح:۔ یعنی سحری کھاؤ تا کہ دن کا روزہ آرام سے گزرے اور سستی اور کمزوری نہ واقع ہو۔ اسی طرح جو لوگ رات میں تہجد کے لئے اٹھنا چاہیں تو دن میں کچھ سولیا کریں تا کہ نیند کی کمی پوری ہو جائے اور دن کے کاموں پر اثر نہ پڑے۔

تہجد پڑھنے کی ترغیب

(۲۱۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی، وَاَیْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَاِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْهِهَا الْمَآءَ، وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَأَیْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَاِنْ أَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَاءَ۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''اس شخص پر خدا رحمت فرمائے جو رات میں نیند سے اٹھا اور نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا تا کہ وہ بھی تہجد پڑھ لے۔ اور اگر نیند کی وجہ سے وہ نہیں اُٹھ رہی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے کر جگاتا ہے۔
اور اللہ تعالیٰ اس بیوی پر رحمت نازل فرمائے جو رات میں نیند سے بیدار ہوئی اور نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا تا کہ وہ بھی تہجد پڑھ لے۔ اور جب وہ نیند کے غلبے سے نہیں اٹھتا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دے کر جگاتی ہے۔''

نوافل کا اہتمام

(۲۱۲) عَنْ جَابِرٍ هُوَابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
اِذَا قَضٰی اَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِیْ مَسْجِدِهٖ فَلْیَجْعَلْ لِبَیْتِهٖ نَصِیْبًا مِّنْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَیْرًا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
''جب کوئی شخص اپنی مسجد کی نماز فرض سے فارغ ہو جائے تو اپنے گھر کو بھی سنت اور نفل نمازوں کا ایک حصہ دے اگر ایسا کرے گا تو اللہ اس کے گھر میں نماز کی وجہ سے خیر و برکت نازل فرمائے گا۔''

(۲۱۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّ اَوَّلَ مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ مِنْ دِیْنِهِمُ الصَّلٰوةُ وَاٰخِرُ مَا یَبْقَى الصَّلَاةُ،
وَاِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الصَّلٰوةُ،
وَیَقُوْلُ اللّٰهُ انْظُرُوْا فِیْ صَلَاةِ عَبْدِیْ فَاِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ تَامَّةً،
وَاِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً یَّقُوْلُ انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ وُّجِدَ لَهٗ تَطَوُّعٌ تَمَّتِ الْفَرِیْضَةُ مِنَ التَّطَوُّعِ،
ثُمَّ قَالَ انْظُرُوْا هَلْ زَكَاتُهٗ تَامَّةٌ،

فَاِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ تَامَّةً،
وَاِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً ، قَالَ انْظُرُوْا هَلْ لَهٗ صَدَقَةٌ ؟
فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ تَمَّتْ زَكَاتُهٗ۔ (ترغیب،بحوالہ مسند ابویعلیٰ)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،''سب سے پہلے جو چیز دین میں اللہ تعالیٰ نے فرض کی وہ نماز ہے' اور سب سے آخری چیز نماز ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز سے متعلق حساب لیا جائے گا۔ اور اللہ فرمائے گا۔ ''میرے اس بندے کی نماز کو دیکھو اگر وہ مکمل ہے تو مکمل لکھی جائے گی،

اور اگر اس نماز میں کوئی نقص رہ گیا ہے تو اللہ فرمائے گا دیکھو میرے اس بندے نے کچھ نفل نمازیں بھی پڑھی ہیں؟ اگر اس کے نامۂ اعمال میں نفل نمازیں ہیں تو فرض نمازوں کی کمی ان نوافل سے پوری کردی جائے گی۔

پھر اس کے بعد زکوٰۃ کا حساب لیا جائے گا۔ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو اس کی زکوٰۃ پوری ہے یا نہیں؟

اگر وہ ٹھیک سے ادا کی گئی ہوگی تب تو خیر،

اور اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوگی تو فرشتوں سے کہے گا کہ دیکھو! اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نفلی صدقات ہیں؟ اگر کچھ نفلی صدقات ہیں تو ان سے زکوٰۃ کی کوتاہیوں کی تلافی کردی جائے گی۔''

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین کا اول اور آخر نماز ہے اور یہ کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں محاسبہ ہوگا' دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ فرض نمازوں کی کوتاہی اور کمی نفل نمازوں سے پوری کی جائے گی' لہٰذا لوگوں کو فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ بندہ فطرۃً کمزور ہے نماز کو کتنا ہی بنا سنوار کر پڑھے کچھ نہ کچھ کمی رہ ہی جائے گی۔ اب اگر اس کے نامۂ اعمال میں نفلی نمازیں نہیں ہیں تو فرائض کی کمی کس چیز سے پوری کی جائے گی؟

اس حدیث سے یہ معلوام ہوا کہ نماز کے بعد زکوٰۃ کا معاملہ زیر بحث آئے گا۔ تو اگر کچھ نفلی صدقات کا اہتمام نہ کیا گیا ہوگا تو فرض کی کوتاہی اور کمی کی تلافی کیونکر ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ سب سے پہلے فرائض کا حساب ہوگا اگر اس فرض کے ساتھ کچھ نفلی چیزیں نہ

ہوں گی تو محاسبے کے خطرات سے آدمی کیونکر بچ سکے گا۔ لہٰذا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جملہ فرائض کے ساتھ کچھ نفلی عبادات کا اہتمام نجات کے مسئلے کو آسان بنا دے گا۔

غلو سے پرہیز اور نوافل وتہجد کی تاکید

(۲۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:
اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ، وَّلَنْ یُّشَآدَّالدِّیْنُ اِلَّا غَلَبَهٗ،
فَسَدِّدُوْا قَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

''یہ دین (اسلام) آسان ہے اور دین سے جب بھی مقابلہ کیا جائے گا، مقابلہ کرنے والوں کو شکست دے دے گا، پس تم لوگ صراطِ مستقیم پر چلو، شدت پسندی سے بچو اور مایوس نہ ہو اللہ کی رحمت اور نجات سے، بلکہ خوش رہو اور مدد لو صبح شام کے سفر سے اور کچھ رات میں سفر کرنے سے۔''

تشریح:- دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام وقوانین آسان ہیں، ہر شخص آسانی کے ساتھ اس دین پر عمل کرسکتا ہے۔

اور دین سے مقابلہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دین نے جو آسانیاں دی ہیں اس پر بس نہ کرتے ہوئے کوئی شخص اپنی طرف سے غلو کرے گا تو بالآخر عاجز ہو جائے گا اور جو پابندیاں اس نے اپنے اوپر لازم کر لی ہیں ان کو وہ نباہ نہیں سکے گا۔ پس غلو سے بچانے کے لئے فرمایا کہ سیدھی راہ پر چلنا اور دین کے سادہ احکام پر عمل کرنا نجات کے لئے یہ کافی ہے۔

اور آخری جملے میں جو بات کہی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صبح وشام کے اوقات میں اور کچھ رات کے حصے میں نوافل پڑھ لو۔ اس کو ایک دوسرے ڈھنگ سے کہا گیا جس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مومن دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے سفر میں ہے، تو منزل پر پہنچنے کے لئے دن رات سفر کرے، (دن رات عبادت میں مشغول رہے یہ ضروری نہیں) کچھ صبح چلے، کچھ شام کو چلے اور کچھ رات کے آخری حصے میں چلے تو انشاءاللہ منزل تک پہنچ جائے گا،

اور اگر کسی نے دن رات ایک کردیئے، مسلسل سفر کرتا رہا تو اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ راستے میں تھک کر بیٹھ جائے اور منزل تک نہ پہنچ سکے۔ یہ اشراق و چاشت کی نمازیں اور مغرب بعد کی نفلیں اسی ہدایت کی عملی صورتیں ہیں جن کا نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے پیش کیا۔

انفاق

(۲۱۵) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرىٰ اِلَّا مَا قَدَّمَ فَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرىٰ اِلَّا مَاقَدَّمَ، فَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرىٰ اِلَّا النَّارَ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ ،
فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْبِشِقِّ تَمْرَةٍ۔ (بخاری مسلم)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ:

''تم میں سے ہر شخص سے اس طرح سے محاسبہ ہوگا کہ خدا اور بندہ کے درمیان کوئی وکالت اور ترجمانی کرنے والا نہ ہوگا۔ وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اس کے عمل کے سوا کوئی اور نظر نہ آئے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی سوائے اپنے اعمال کے کسی اور کو نہ پائے گا۔ پھر وہ سامنے نظر ڈالے گا تو جہنم کو اپنے سامنے پائے گا۔

(جب یہ حقیقت ہے) تو اے لوگو آگ سے بچنے کی فکر کرو اگر ایک کھجور کا آدھا حصہ ہی تمہارے پاس ہو اسی کو دے کر آگ سے بچو۔''

تشریح:- حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن محاسبے کے وقت بندہ ہوگا جو خدا کی عدالت میں اکیلا حساب دینے کے لئے کھڑا ہوگا۔ آگے پیچھے کوئی اس کی وکالت کرنے والا نہ ہوگا، جدھر بھی نظر ڈالے گا صرف اس کا عمل دکھائی دے گا، اور سامنے جہنم ہوگا اس لئے تم سے جتنا ہو سکے صدقہ کرو، یہ جہنم سے بچانے میں بہت زیادہ معین و مددگار ہوگا۔ تھوڑی چیز کو بھی صدقہ دینے میں شرم نہیں محسوس کرنی چاہئے۔

(۲۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ :یَقُوْلُ لُعَبْدُ مَالِی مَالِیْ۔

وَاِنَّـمَـالَـهٗ مِـنْ مَّـالِـهٖ ثَلَاثٌ مَـاأَکَلَ فَأَفْنٰی۔ اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰی، اَوْ اَعْطٰی فَاقْتَنٰی۔

وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
بندہ کہتا ہے کہ ''یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے۔''
حالانکہ اس کے لئے اس کے مال میں تین حصے ہیں، جو کھالیا وہ تو ختم ہو گیا، جو پہن لیا وہ بوسیدہ ہو گیا اور جو کچھ خدا کی راہ میں دیا وہی اس نے خدا کے یہاں جمع کیا۔
اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کا نہیں ہے اسے تو وہ اپنے ورثہ کے لئے چھوڑ جائے گا اور خود خالی ہاتھ رہ جائے گا۔

(۲۱۷) رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
نَشَرَ اللّٰهُ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِهٖ اَکْثَر لَهُمَا مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ،
فَقَالَ لِاَحَدِ هِمَا اَیْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ،
قَالَ لَبَّیْكَ رَبِّ وَسَعْدَیْكَ،
قَالَ اَلَمْ اُکْثِرْ لَكَ مِنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ؟
قَالَ بَلٰی اَیْ رَبِّ،
قَالَ وَکَیْفَ صَنَعْتَ فِیْمَا اٰتَیْتُكَ ؟
قَالَ تَرَکْتُهٗ لِوَلَدِیْ مَخَافَةَ الْعَیْلَةِ،
قَالَ أَمَا اِنَّكَ لَوْتَعْلَمُ الْعِلْمَ لَضَحِکْتَ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتَ کَثِیْرًا، أَمَآ اِنَّ الَّذِیْ تَخَوَّفْتَ عَلَیْهِمْ قَدْ اَنْزَلْتُ بِهِمْ،
وَیَقُوْلُ لِلْاٰخَرِ اَیْ فَلَانَ بْنُ فُلَانٍ،
فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ اَیْ رَبِّ وَسَعْدَیْكَ،

قَالَ لَهٗ أَلَمۡ اُكۡثِرۡلَکَ مِنَ الۡمَالِ وَالۡوَلَدِ؟

قَالَ بَلٰی اَیۡ رَبِّ ،

قَالَ فَکَیۡفَ صَنَعۡتَ فِیۡمَا اٰتَیۡتُکَ ؟

قَالَ اَنۡفَقۡتُ فِیۡ طَاعَتِکَ وَوَثِقۡتُ لِوَلَدِیۡ مِنۡ بَعۡدِیۡ بِحُسۡنِ طَوۡلِکَ،

قَالَ اَمَا اِنَّکَ لَوۡ تَعۡلَمُ الۡعِلۡمَ لَضَحِکۡتَ کَثِیۡرًا وَّلَبَکَیۡتَ قَلِیۡلًا اَمَا اِنَّ الَّذِیۡ قَدۡ وَثِقۡتَ بِهٖ اَنۡزَلۡتُ بِهِمۡ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ اپنے دو بندوں کو قیامت کے دن زندہ کرے گا جنہیں اس نے مال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا، ان میں سے ایک سے کہے گا کہ،

''اے فلاں! فلاں کے بیٹے!''

وہ کہے گا ''اے میرے رب! میں حاضر ہوں' ارشاد فرمایئے!''

تو اللہ اس سے کہے گا ''کیا میں نے تجھ کو مال اور اولاد کی کثرت سے نہیں نوازا تھا؟''

وہ کہے گا ''ہاں! اے میرے رب تم نے مجھے بہت زیادہ مال اور اولاد سے نوازا تھا۔''

اللہ تعالیٰ پوچھے گا، ''میری نعمتوں کو پاکر تو نے کس طرح کے کام کئے۔''

وہ کہے گا ''میں نے اپنا سارا مال اپنی اولاد کے لئے چھوڑا تا کہ وہ غربت اور تنگ دستی میں مبتلا نہ ہو۔''

اللہ فرمائے گا۔ ''اگر تجھے حقیقتِ حال کا علم ہو جاتا تو تم ہنستے کم روتے زیادہ' سن جس چیز کا اپنی اولاد کے بارے میں تجھے اندیشہ تھا وہی چیز ان پر مسلط کر دی ہے۔ یعنی غربت اور تنگ دستی۔''

پھر دوسرے سے کہے گا ''اے فلاں ابن فلاں!''

وہ کہے گا ''اے میرے رب میں حاضر ہوں' ارشاد فرمایئے!''

اللہ اس سے کہے گا ''کیا میں نے تجھے مال اور اولاد زیادہ نہ دیئے تھے؟''

وہ کہے گا ''ہاں اے میرے رب تو نے مال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا۔''

اللہ پوچھے گا ''میری نعمتوں کو پاکر تو نے کس طرح کے کام کئے؟''

وہ کہے گا ''اے میرے رب! میں نے تیرا بخشا ہوا مال تیری اطاعت میں لگایا' اور اپنی اولاد کے سلسلے میں مَیں نے تجھ پر اور تیری رحمت پر بھروسہ کیا۔''

اللہ کہے گا ''اگر تمہیں حقائق کا علم ہوتا تو دنیا میں تم ہنستے بہت اور روتے کم' سنو اپنی اولاد کے سلسلے میں تو نے جس بات پر اعتماد کیا میں نے انہیں وہی چیز دی۔ (یعنی خوشحالی اور تونگری)۔''

تشریح:- یہ حدیث اس بات کی تلقین کرتی ہے کہ اپنے بیٹوں اور قریبی عزیزوں کے مادی مستقبل کو سنوارنے کے لئے جو لوگ اپنا مال بچا کر رکھتے ہیں اور اطاعت و بندگی کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کی اولاد ہو سکتا ہے غربت اور تنگ دستی کا شکار ہو جائے اور جو لوگ اپنے مال کو خدا کی بندگی میں لگاتے ہیں اور اپنی اولاد کے مستقبل کو اللہ کی قدرت اور رحمت کے حوالے کرتے ہیں' ان کی اولاد بالکل ممکن ہے کہ خوشحالی کی زندگی بسر کرے۔ پہلے آدمی کی اسکیم اور پلان سے نہ اولاد کا بھلا ہوا اور نہ اس کا بھلا ہوا۔

(۲۱۸) رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ:

اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنَّهَا تُقِیْمُ الْعِوَجَ وَتَدْفَعُ مِیْتَةَ السُّوْءِ، وَتَقَعُ مِنَ الْجَائِعِ مَوْقِعَهَا مِنَ الشَّبْعَانِ۔ (ترغیب بحوالہ ابویعلیٰ و بزار)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا:

''اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو' اگرچہ تمہارے پاس کھجور کا آدھا ہی ٹکڑا ہو وہی دے کر آگ سے بچو' اس لئے کہ صدقہ انسان کی کجی کو درست کرتا ہے' بری موت مرنے سے بچاتا ہے اور بھوکے کا پیٹ بھرتا ہے۔''

تشریح:- یعنی صدقہ حق اور سچائی پر جماتا ہے' اس کی بدولت خاتمہ بخیر ہوتا ہے' اور ناگہانی حادثوں سے بچاتا ہے اور بھوکے کی بھوک اس سے مٹتی ہے' پس اگر کسی شخص کے پاس تھوڑا سا مال ہو تو اسے شرمانا نہ چاہئے' وہی خدا کی راہ میں دے! کیونکہ خدا مال کی مقدار کو نہیں دیکھتا' وہ تو نیت اور جذبہ دیکھتا ہے۔

صدقہ ذریعۂ برکت

(۲۱۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

مَنْ تَصَدَّقَ بِعِدْلِ تَمْرَةٍ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّىْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ ،

وَفِىْ رِوَايَةٍ حَتّٰى اَنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيْرُ مِثْلَ اُحُدٍ۔

(بخاری، مسلم، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جو شخص ایک کھجور کی قیمت یا اس کے برابر کوئی چیز صدقہ کرے گا اور وہ حلال کمائی ہو گی...... اور اللہ تعالیٰ حلال اور جائز مال ہی قبول کرتا ہے...... تو اللہ تعالیٰ اس کے اس پاک صدقے کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا پھر اس کو بڑھاتا رہے گا جس طرح تم لوگ اپنے جانوروں کے بچوں کی پرورش کرتے اور بڑھاتے ہو یہاں تک کہ تھوڑا سا پاک صدقہ پہاڑ کے مانند ہو جائے گا۔''
ایک دوسری روایت میں ہے ''اگر کسی نے ایک لقمہ بھی صدقہ کیا تو وہ اُحد پہاڑ کے برابر ہو جائے گا۔''

تشریح:۔ یعنی حلال کمائی میں سے نکالا ہوا صدقہ چاہے وہ مقدار میں تھوڑا ہو لیکن وہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ اتنا اونچا ڈھیر بن جاتا ہے اور اتنے بڑے ڈھیرے کا ثواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اس نے آنے یا دو آنے صدقہ نہیں کئے بلکہ پہاڑ اتنے اونچے ڈھیر کا صدقہ کیا۔

(۲۲۰) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهٗ ،
قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ ، وَّمَا مَدَّ عَبْدٌ يَّدَهٗ بِصَدَقَةٍ اِلَّا اُلْقِيَتْ فِىْ يَدِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِىْ يَدِ السَّآئِلِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور جب کوئی بندہ صدقہ کا مال سائل کو دینے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے تو سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔''

صدقہ میدانِ حشر کا سایہ

(۲۲۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِءٍ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔

(ترغیب بحوالہ مسند احمد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک صدقہ کرنے والا اپنے صدقہ کے سایہ میں رہے گا۔''

صدقات قیامت کے دن آدمی کے لئے سایہ کی شکل اختیار کرلیں گے جو اس دن کی گرمی سے صدقہ کرنے والے کو بچائیں گے۔

صدقہ جہنم سے اوٹ

(۲۲۲) عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ فَاِنَّ كُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَامَتِ امْرَأَةٌ لَّيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَآءِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ نَحْنُ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ؟

قَالَ لِاَنَّ كُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور عورتوں کو خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے عورتو! تم لوگ خصوصیت سے صدقہ دو اس لئے کہ قیامت کے دن تمہاری اکثریت جہنم میں ہوگی''

تو ایک عورت جو اونچے مرتبے کی عورتوں میں سے نہ تھی بلکہ عام عورتوں میں سے تھی، وہ اٹھی اور اس نے پوچھا'' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ جہنمیوں میں سے سب سے زیادہ کیوں ہوں گی''؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس لئے کہ تم لوگ لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ تمہاری زبان مردوں کے مقابلے میں زیادہ چلتی ہے اور دوسروں پر کیچڑ اچھالنا، نکتہ چینی کرنا، عیب لگانا، غیبت کرنا، بہتان لگانا تمہارا خاص مشغلہ ہوتا ہے اور شوہر کی

ناشکری بھی تم لوگ زیادہ کرتی ہو، پس اگر تم جہنم سے بچنا چاہتی ہو تو لعن طعن کرنے اور شوہروں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو۔

اس حدیث کا خاص پہلو یہ ہے کہ دین سے ناواقف عورتیں ہی جہنم میں زیادہ جائیں گی لیکن اللہ سے ڈرنے والی، زبان پر قابو رکھنے والی اور شوہروں کی وفادار عورتیں جنت میں جائیں گی، اس معاملے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اور نہ اس حدیث سے عورتوں کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہے۔

رشتہ دار کو صدقہ دینے کا دُہرا اجر

(۲۲۳) عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذَوِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ۔ (نسائی۔ترمذی)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا:

''غریب مسکین کو صدقہ دینے سے صرف صدقے کا ثواب ملتا ہے اور غریب رشتہ دار کو دینے سے دہرا ثواب ملتا ہے، ایک صدقے کا دوسرے رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کا۔''

افضل صدقہ

(۲۲۴) عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الصَّدَقَاتِ اَيُّهَا اَفْضَلُ؟

قَالَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ۔ (ترغیب وترہیب)

''حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ کے بارے میں پوچھا کہ ''کس طرح کا صدقہ اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟''

آپؐ نے فرمایا: ''وہ صدقہ جو آدمی اپنے غریب رشتہ دار کو دے جب کہ وہ رشتہ دار اس سے دشمنی رکھتا ہے۔''

تنگ دست کا صدقہ

(۲۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (ابوداوٗد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کس شخص کا صدقہ ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے۔''

آپؐ نے فرمایا ''اس شخص کا صدقہ جو تنگ دست ہے، جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہے اور بمشکل اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ (نیز آپؐ نے فرمایا) اور اپنے صدقے کی ابتدا ان لوگوں سے کرو جن کی پرورش کے تم ذمہ دار ہو۔''

تشریح:- حدیث کے آخری ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ صدقے کی ابتدا اپنے گھر سے کرو۔ اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے جس پر اجر ملے گا جیسا کہ حدیث نمبر ۸۸، ۱۵۰ اور ۱۵۱ میں گزر چکا ہے۔

صدقہ جاریہ

(۲۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ ، اَوْوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ ، اَوْمُصْحَفًا وَّرَّثَهٗ ، اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ ، اَوْبَیْتًا لِّابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاهُ ، اَوْنَهْرًا اَجْرَاهُ ، اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ فَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومن کے مرنے کے بعد اس کے کچھ نیکیوں کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے۔''

کسی کو اس نے دین کی تعلیم دی ہے اور دین کا علم پھیلایا ہے تو جب تک اس کے پڑھائے ہوئے لوگ دنیا میں نیک کام کرتے رہیں گے اسے بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اگر اس نے اپنے بچے کی تربیت کی اور اس کے نتیجے میں وہ نیک ہوا تو جب تک یہ لڑکا نیک کام کرتا رہے گا برابر اس کے باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔

اسی طرح کسی نے مسجد یا مدرسہ پر قرآن وقف کیا،
یا مسجد کی تعمیر کی،
یا مسافروں کے لئے کوئی سرائے بنوائی (طلبہ کے لئے کوئی کمرہ تعمیر کرایا)
یا نہر کھدوائی۔
یا اپنی زندگی میں حالتِ صحت میں کوئی اور نیک کام کیا اور اس میں اپنا پیسہ لگایا تو جب تک اس کی چیزوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاتا رہے گا۔"

تشریح:- آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا کھاتہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ایسی اجتماعی نیکیاں جنہیں ہم صدقہ جاریہ کہتے ہیں ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جب تک لوگ اس کی تعمیر کردہ یا وقف کردہ چیز سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامۂ اعمال میں اس کا ثواب برابر لکھا جاتا رہے گا۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ اس طرح کے نیک کام زیادہ سے زیادہ اپنی زندگی میں کر جائیں جن کے ثواب کا سلسلہ ختم نہ ہو۔

(۲۲۷) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم،
سَبْعٌ یُجْرِیْ لِلْعَبْدِ اَجْرُھُنَّ وَھُوَفِیْ قَبْرِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ،
مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْکَرٰی نَھْرًا اَوْحَضَرَ بِئْرًا ، اَوْغَرَسَ نَخْلًا اَوْبَنٰی مَسْجِدًا اَوْوَرَّثَ مُصْحَفًا اَوْتَرَکَ وَلَدًا یَّسْتَغْفِرُلَهٗ بَعْدَ مَوْتِہٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"سات چیزوں کا ثواب بندے کو مرنے کے بعد برابر ملتا رہتا ہے۔
(۱) جس شخص نے کسی کو علم دین سکھایا (۲) کوئی نہر کھدوائی (۳) یا کنواں کھدوایا (۴) یا باغ لگایا (۵) یا مسجد بنوادی (۶) یا قرآن شریف وقف کیا (۷) یا ایسی نیک اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے برابر دعا واستغفار کرتی رہتی ہے۔"

صدقے کے آداب

(۲۲۸) رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

مَا الْمُعْطِیْ مِنْ سَعَةٍ بِاَفْضَلَ مِنَ الْاٰخِذِ اِذَا کَانَ مُحْتَاجًا۔
(ترغیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''وہ آدمی جو اپنے زائد مال میں سے دیتا ہے وہ لینے والے سے افضل نہیں ہے جب کہ لینے والا محتاج ہو۔''

تشریح:- اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے والوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ تم اپنے کو سوسائٹی کے غریبوں اور محتاجوں سے اونچا نہ سمجھو اور نہ یہ خیال کرو کہ تم اپنے حق میں سے دے کر ان پر احسان کر رہے ہو۔ نہیں، بلکہ تمہارے پاس جو ضرورت سے زائد مال ہے وہ تو غریب ہی کا ''حق'' ہے وہ اگر لیتا ہے تو اپنا حق لیتا ہے، تمہارا اس پر کیا احسان ہوا، اور اپنے کو اس سے ۔۔ کیوں جانو، یہی نہیں، بلکہ تمہیں اس کا احسان ماننا چاہیے اس لئے کہ ضرورت سے زیادہ مال خدا کا ہے اور یہ غربا اللہ کی طرف سے محصل اور کارندے ہیں جو خدا کا حق تم سے وصول کرتے ہیں۔

خدا کے خزانے

(۲۲۹) عَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَّبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ اَنَّہٗ یَقُوْلُ:
یَا ابْنَ اٰدَمَ اَفْرُغْ مِنْ کَنْزِکَ عِنْدِیْ وَلَا حَرَقَ وَلَا غَرَقَ وَلَا سَرَقَ، اُوْفِیْکَہٗ اَحْوَجَ مَاتَکُوْنُ اِلَیْہِ۔ (ترغیب بحوالۂ طبرانی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اے آدم کے بیٹے، تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر، میرے پاس رکھا گیا یہ خزانہ میں پورا تجھے دے دوں گا اس دن جب کہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہو گا۔''

(۲۳۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:

بَیْنَا رَجُلٌ فِیْ فَلَاۃٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًافِیْ سَحَابَۃٍ اِسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ،

فَتَنَحّٰی ذٰلِکَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَہٗ فِیْ حَرَّۃٍ، فَاِذَا شَرْجَۃٌ مِّنْ تِلْکَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِکَ الْمَآءَ کُلَّہٗ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ، فَاِذَا رَجُلٌ قَآئِمٌ فِیْ حَدِیْقَۃٍ یُّحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِہٖ،

فَقَالَ لَہٗ یَاعَبْدَ اللّٰہِ مَا سُمُکَ؟

قَالَ فُلَانٌ لِّلْاِسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَۃِ،

فَقَالَ لَہٗ یَاعَبْدِ للّٰہِ لِمَ سَأَلْتَنِیْ عَنِ اسْمِیْ؟

قَالَ سَمِعْتُ فِی السَّحَابِ الَّذِیْ ھٰذَا مَآءُہٗ یَقُوْلُ اسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ لِّا سُمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْھَا؟

قَالَ اَمَّا اِذْ قُلْتَ ھٰذَا، فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَایُخْرُجُ مِنْھَا، فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِہٖ، وَاٰکُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثَہٗ، وَاَرُدُّ ثُلُثَہٗ۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایک آدمی میدان میں جا رہا تھا کہ اچانک اس نے گھرے ہوئے بادلوں میں کسی کو یہ کہتے سنا،

''اے بادل! فلاں شخص کے باغ کو جا کر سیراب کر!''

تو وہ بادل ایک طرف کو گیا اور ایک سیاہ مٹی والی پہاڑی زمین میں اس بادل نے اپنا سارا پانی انڈیل دیا۔ وہاں ایک نالا تھا اس نے سارا پانی اپنے اندر سمیٹ لیا اور بہہ نکلا۔ تو یہ مسافر پانی کے ساتھ ساتھ چلا۔ آگے چل کر دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے پانی کا رخ موڑ رہا ہے تا کہ اپنے باغ کے درختوں کو پہنچے، تو باغ والے سے اس مسافر نے پوچھا کہ:

''اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟''

تو اُس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادلوں میں غیبی آواز سے سنا تھا۔

باغ والے نے اس سے پوچھا ''تم نے مجھ سے میرا نام کیوں پوچھا؟''

مسافر نے کہا ''میں نے بادل والے کو (خدا کو) یہ کہتے سنا کہ جا! فلاں شخص کے باغ کو

سیراب کردے تو بتاؤ تم اپنے باغ میں کون سا ایسا عمل کرتے ہو جس کی وجہ سے خدا کی یہ رحمت تم پر ہوئی۔''

باغ والے نے کہا ''جب کہ تم یہ بات پوچھ بیٹھے ہو اور معاملہ سے واقف ہو گئے ہو تو میں بتا تا ہوں۔ اس باغ سے مجھے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس کے تین حصے کرتا ہوں' ایک تہائی میں خدا کے نام نکال دیتا ہوں اور ایک تہائی میں میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں، اور ایک تہائی اسی باغ میں (سینچائی، کھاد وغیرہ) لگا دیتا ہوں۔''

تلاوتِ قرآن

(۲۳۱) عَنْ اَنَسٍ ﷜ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ،

قَالُوْا مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ أَهْلُ اللّٰهِ وَ خَاصَّتُه‘۔ (نسائی، ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک انسانوں میں کچھ اللہ والے لوگ ہیں۔''

لوگوں۔ نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسولؐ، اللہ والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''قرآن والے، اللہ والے ہیں اور مخصوص بندے ہیں''

تشریح:- ''اَهْلُ الْقُرْاٰن'' سے مرد وہ لوگ ہیں جو قرآن سے شغف رکھتے ہیں، اسے پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں، اس میں غور کرتے ہیں اور اس کی بتائی ہوئی راہ کو اپناتے ہیں۔

(۲۳۲) عَنْ عبدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷜ قَالَ :

اِنَّ هٰذَاالْقُرْاٰنَ مَأْدُبَةُ اللّٰهِ فَاقْبَلُوْا مَأْ دُبَتَه‘ مَاِسْتَطَعْتُمْ،

اِنَّ هٰـذَاالْقُرْاٰنَ حَبْلُ اللّٰهِ وَالنُّوْرُالْمُبِيْنُ، وَالشِّفَآءُ النَّافِعُ، عِصْمَةٌ لِّمَنْ تَمَسَّكَ بِهٖ، وَنَجَاةٌ لِّمَنِ اتَّبَعَه‘، لَا يَزِيْغُ فَيُسْتَعْتَبُ، وَلَا يَعْوَجُّ فَيُقَوَّمُ

،وَلَا تَنْقَضِیْ عَجَآئِبُه‘ وَلَا یَخْلُقُ مِنْ کَثْرَةِ الرَّدِّ۔ (ترغیب بحوالہ مستدرک)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،
یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا دستر خوان ہے،تو جب تک تمہارے اندر طاقت ہے خدا کے دستر خوان پر آ ؤ۔
بلا شبہ یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور تاریکیوں کو چھانٹنے والی روشنی ہے، فائدہ دینے والی اور شفا بخشنے والی دوا ہے، اور جو لوگ اس کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے ان کے لئے یہ محافظ ہے اور پیروی کرنے والوں کے لئے نجات کا ذریعہ ہے یہ کتاب بے رخی نہیں کرتی کہ اس کو منانے کی ضرورت پڑے' اس کتاب میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے جسے سیدھا کرنے کی ضرورت پیش آئے' اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے اور بہ کثرت پڑھنے سے یہ پرانی نہیں ہوتی۔''
تشریح:- قرآن کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کا دستر خوان کہہ کر بڑی اہم بات کہی ہے۔جس طرح غذا کے بغیر انسان کا مادی وجود برقرار نہیں رہ سکتا اور اس کی برقراری کے لئے اللہ نے غذائی سامان فراہم کیا ہے اسی طرح اس نے انسان کے روحانی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے ہدایت نامہ کی شکل میں یہ دستر خوان بچھایا ہے۔جو لوگ جتنا ہی زیادہ اس روحانی غذا سے استفادہ کریں گے اتنی ہی زیادہ ان کی روحانیت ترقی کرے گی۔
''یہ قرآن اللہ کی رسی ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح رسی کنویں سے پانی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح اگر کوئی خدا تک پہنچنا چاہے تو اس رسی اور ذریعہ کا استعمال اس کے لئے ناگزیر ہے۔
قرآن کو''روشنی'' کہا گیا ہے اور روشنی وہ چیز ہوتی ہے جو تاریکی کو چھانٹ دیتی ہے۔اسی طرح یہ کتاب بھی زندگی کی تاریکیوں کو چھانٹتی ہے اور خدا تک پہنچنے والے راستے کی رکاوٹوں کو دُور کرتی ہے۔یہ دُنیا تاریکیوں کی دُنیا ہے' اس میں قدم قدم پر تاریکیاں پائی جاتی ہیں۔جو شخص یہ روشنی اپنے ساتھ نہیں لے گا وہ کسی کھڈ میں گر کر تباہی کی نذر ہو جائے گا۔
یہ کتاب انسان کی روحانی بیماریوں کو دُور کرتی ہے اور اس کے اسرار اور عجیب عجیب معانی کا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔یہ ایسا لباس بھی نہیں ہے جو کثرتِ استعمال سے پرانا ہوتا ہو بلکہ اس کو جتنا ہی استعمال کیجئے اتنا ہی اس کا نیا پن اور نکھرتا ہے۔

آدابِ تلاوت

(۲۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اَعْرِبُوْ الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْ غَرَآئِبَہٗ، وَغَرَآئِبُہٗ فَرَائِضُہٗ وَحُدُوْدُہٗ۔ (مشکوٰۃ)

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف پڑھو اور اس کے غرائب پر عمل کرو۔ ''غرائب'' سے مراد اس کے وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں۔ اور وہ احکام ہیں جن کے کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے۔

توبہ و استغفار

(۲۳۴) عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَآ اَخْطَأَ خَطِیْئَۃً نُکِتَتْ فِیْ قَلْبِہٖ نُکْتَۃٌ، فَاِنْ ھُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَتْ، فَاِنْ عَا دَزِیْدَ فِیْھَا حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَہٗ، فَذَالِکَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝

سورہ مطففین آیت ۱۴ (ترمذی، ابنِ ماجہ، نسائی وغیرہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ سے روایت فرماتے ہیں:

''جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے، اس کے بعد اگر وہ اسے چھوڑ دے اور معافی مانگ لے تو وہ دھبہ ختم کر دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ گناہ کرتا رہا تو وہ دھبہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اسی حالت کا نام رَین ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ [۱] ۝ (المطففین)

استغفار دلوں کی صفائی

(۲۳۵) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

---

۱ یعنی قرآن اور اس کی دعوت آخرت ہوائی باتیں نہیں ہیں قرآن تو حق ہے اور قیامت آکے رہے گی اور ان لوگوں کے انکارِ آخرت کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے دلوں پر گناہ کرنے کی وجہ سے اتنا زنگ چڑھ گیا ہے اور میل کی اتنی تہیں جم گئی ہیں جو ان کو قرآن کی باتیں سمجھنے نہیں دیتیں۔

اِنَّ لِلْقُلُوْبِ صَدَاً كَصَدَءِ النُّحَاسِ وَجلاَ ؤُ هَا الِاسْتِغْفَارُ۔ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے تانبے پر زنگ آ جاتا ہے اور دلوں کا زنگ دور کرنے والی چیز استغفار ہے (یعنی یہ کہ آدمی اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست اپنے رب سے کرے۔"

چھوٹے گناہوں سے پرہیز

(۲۳۶) وَعَنْ عَآئِشَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

يَاعَآئِشَةُ ! اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عائشہؓ! وہ چھوٹے گناہ جنہیں لوگ ہلکا سمجھتے ہیں ان سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ اللہ ان کے بارے میں بھی پوچھے گا۔"

گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ......توبہ

(۲۳۷) وَعَنْ اَبِیْ طَوِيْلٍ شَطْبِ نِ الْمَمْدُوْدِ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ:

اَرَاَيْتَ مَنْ عَمِلَ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا ، وَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهَا شَيْئًا، وَّ هُوَ فِیْ ذٰلِكَ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً وَّ لَا دَاجَةً اِلَّآ اَتَا هَا، فَهَلْ لِّذَالِكَ مِنْ تَوْبَةٍ؟

قَالَ: فَهَلْ اَسْلَمْتَ؟

قَالَ: اَمَّا اَنَا فَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اللّٰهُ ، وَاَنَّكَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ

قَالَ : تَفْعَلُ الْخَيْرَاتِ ، وَ تَتْرُكُ السَّيِّئَاتِ فَيَجْعَلُهُنَّ اللّٰهُ لَكَ خَيْرَاتٍ كُلَّهُنَّ۔

قَالَ: وَغَدَرَاتِیْ وَفَجَرَاتِیْ ؟ قَالَ : نَعَمْ،

قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ حَتّٰی تَوَارٰی۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ وبزار وطبرانی)

حضرت ابوطویلؓ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے تمام گناہ کر ڈالے ہوں، کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو اور اس سلسلے میں اپنے تمام ارمان پورے کر لئے ہوں، کیا ایسے شخص کے لئے توبہ ہے؟''

آپؐ نے پوچھا'' کیا تم اسلام لاؤ گے؟''

میں نے کہا'' ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔''

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا'' دیکھو اسلام لانے کے بعد اچھے کام کرو اور بُرے کام چھوڑ دو تو ماضی میں کی گئی برائیوں کو اللہ نیکی سے بدل دے گا۔

میں نے عرض کیا'' اسلام لانے سے پہلے میں نے بہت سے معاہدے توڑے ہیں، بہت سی بدکاریاں کی ہیں کیا یہ سب معاف ہو جائیں گی۔''

آپؐ نے فرمایا: ''ہاں! یہ سب معاف ہو جائیں گی۔''

میں مارے خوشی کے'' اللہ رے تیری شان رحیمی، اللہ رے تیری شان کریمی'' کہتا ہوا واپس ہوا یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔''

سچی توبہ

(۲۳۸) كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهٗ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَاَعْطَاهَا سِتِّيْنَ دِيْنَارًا عَلٰى اَنْ يَّطَأَهَا۔ فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا قُعَدَ الرَّجُلِ مِنْ اِمْرَأَتِهٖ اُرْعِدَتْ وَبَكَتْ،

فَقَالَ مَايُبْكِيْكِ؟ أَكْرَهْتُكِ ؟

قَالَتْ لَا وَلٰكِنَّ هٰذَا عَمَلٌ لَّمْ اَعْمَلْهُ قَطُّ وَاِنَّمَا حَمَلَنِيْ عَلَيْهِ الْحَاجَةُ،

قَالَ فَتَفْعَلِيْنَ هٰذَا وَلَمْ تَفْعَلِيْهِ قَطُّ،

قَالَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ اذْهَبِيْ فَالدَّنَا نِيْرُلَكِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَايَعْصِي اللّٰهَ الْكِفْلُ اَبَدًا۔

فَـمَاتَ مِنْ لَّيْلَتِهٖ فَاصْبَحَ مَكْتُوْبًا عَلٰى بَابِهٖ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْكِفْلِ۔ (مسند احمد بن حنبلؒ نمبر ۴۷۴۷)

''بنی اسرائیل میں ''کفل'' نام کا ایک آدمی تھا جو ہر طرح کے گناہ کرتا تھا اور کبھی توبہ و انابت اس کے اندر نہیں اُبھرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ بدکاری کے لئے ساٹھ دینار پر معاملہ طے کیا، لیکن عین بدکاری کے وقت عورت کے اندر کپکپی پیدا ہوئی اور رو پڑی۔ اس نے اس سے پوچھا ''تم روتی کیوں ہو؟ کیا میں نے تم کو مجبور کیا ہے۔''

اس نے کہا ''نہیں! لیکن یہ ایک ایسا کام ہے جو کبھی میں نے نہیں کیا' اس کے لئے اس وقت محض محتاجی نے آمادہ کیا تھا۔''

اس نے کہا ''جب کہ تم نے ابھی تک یہ کام نہیں کیا تو اب کرو گی؟ نہیں۔''

اس کے بعد وہ اس کے پاس سے ہٹ آیا اور کہا جاؤ یہ ساٹھ دینار بھی میں نے تمہیں دیئے اور خدا سے توبہ کی کہ اب ''کفل'' کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔

اس کے بعد اسی رات اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے دروازے پر صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی پائی گئی۔ ''اللہ عزوجل نے کفل کے گناہ بخش دیئے۔''

گناہ کو ہلکا نہ سمجھو

(۲۳۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ص اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِيَّا كُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ، فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهٗ ، (ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد و طبرانی و بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم لوگ ان گناہوں سے بھی بچو جنہیں ہلکا اور معمولی سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ یہ ہلکے گناہ آدمی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ اسے تباہ کر ڈالتے ہیں۔''

اس کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جیسے کچھ لوگ کسی جنگل میں اترے پھر کھانا پکانے کا سوال سامنے آیا تو ہر شخص لکڑیاں چننے کے لئے جنگل گیا' جو آتا اپنے ساتھ لکڑیوں کا گٹھر لاتا' یہاں تک کہ بہت سی لکڑیاں جمع ہو گئیں اور آگ بھڑکائی گئی جس سے انہوں نے کھانا تیار کر لیا۔''

تشریح:- جس طرح چھوٹی چھوٹی لکڑیاں زیادہ ہوکر کھانا پکانے کا کام دیتی ہیں اسی طرح آدمی گناہ کرتا ہے اور کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو بھسم کرنے کے لئے وہ کافی ہوجاتے ہیں۔

خدا کے کرم کی وسعت

(۲۴۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْمَا يَرْوِىْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ،

اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ،

فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً ،

فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمَائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ ،

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً ،

وَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً اَوْمَحَاهَا، وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری ومسلم)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ نیکیوں اور برائیوں کو لکھتا ہے تو جس شخص نے کسی نیکی کے کرنے کی نیت کی لیکن وہ نہیں کرسکا تو اس کے نامۂ اعمال میں وہ ایک نیکی کی حیثیت سے درج ہوجاتی ہے۔

اور اگر اس نے ایک نیک کام کرنے کی نیت کی اور اسے کرڈالا تو وہ ایک نیکی اللہ کے نزدیک دس نیکی لکھی جاتی ہے، بلکہ سات سو گنا نیکیاں لکھی جاتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اور اگر کسی نے ایک برائی کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے نہیں کیا تو اس کے نامہ اعمال میں یہ ایک مکمل نیکی کی حیثیت سے لکھی جاتی ہے۔

اور اگر برائی کی نیت کی اور اسے کرڈالا تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی برائی لکھتا ہے یا اگر توبہ کرلی تو اس کو مٹادیتا ہے اور برباد ہونے والا ہی اللہ کے یہاں برباد ہوگا۔

تشریح:- ایسی حدیث جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے حوالے سے بیان

فرمائیں حدیثِ قدسی کہلاتی ہے۔

اس حدیث میں خدا کی بے پایاں رحمت کا ذکر ہوا ہے۔اس سے بڑی رحمانیت اور کیا ہو گی کہ ایک نیکی کا کام جو کیا نہیں گیا صرف اس کا ارادہ کیا گیا ہے اسے بندے کے نامۂ اعمال میں نیکی بنا کر لکھتا ہے اور اگر نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کر ڈالا تو وہ دس نیکیوں کے برابر شمار کرتا ہے بلکہ اس سے زیادہ سات سو نیکیاں قرار دے کر درج کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ' اس کے برخلاف برائی کا ارادہ تو ہوا مگر اس نے کیا نہیں تو اس کا یہ عمل اللہ کے یہاں نیکی شمار ہوتا ہے' اور اگر برائی کا ارادہ کیا اور اسے کر ڈالا تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور اگر توبہ کر لی تو وہ معاف ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کا آخری جملہ اس پوری حدیث کی جان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رحمت کا دامن بہت وسیع ہے۔اب کوئی شامت زدہ بدقسمت ہی ہو گا جو گناہ پر گناہ کرتا رہے' زندگی بھر توبہ کی توفیق اس کو نہ ہو' اور اسی حالت میں مر جائے تو ظاہر ہے جہنم اس کا ٹھکانا ہو گا' جہاں کے لئے اپنے کو زندگی بھر تیار کیا' وہیں اسے پہنچانا چاہئے۔

ذکرودُعا

(۲۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اُمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ، وَّمَثَلُ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا حَتّٰى اَتٰى حِصْنًا حَصِيْنًا فَاَحْرَزَ نَفْسَهٗ فِيْهِ وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَايَنْجُوْ مِنَ الشَّيْطَانِ اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ۔ (ترمذی،ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کر رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی اور دشمنوں کے ہاتھ میں پڑنے سے بچ گیا' اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا ہے مگر اللہ کی یاد کے سہارے!''

تشریح:- اللہ کی یاد سے مراد یہ ہے کہ اس کی ذات وصفات اس کی عظمت و جبروت' اس کا رحم و کرم اور اس کا بطش و انتقام غرض جملہ صفاتِ الٰہی کا پورا شعور رکھتا ہو اور یہ شعور زندہ اور طاقتور ہو۔تبھی اپنے نہ دکھائی دینے والے دشمن ابلیس کے حملوں سے بچ سکتا ہے اور اس کی عملی تدبیر یہ

ہے کہ آدمی ٹھیک سے فرض نماز ادا کرے، نوافل بالخصوص تہجد کا اہتمام کرے، جو دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دن رات کے مختلف اوقات کے لئے سکھائی ہیں انہیں یاد کر لے، ان کے معنی و مفہوم جانے اور ان کو بار بار پڑھے یہی وہ مضبوط قلعہ ہے جس میں وہ پناہ لے کر شیطان کے حملوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

(۲۴۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:
اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ (مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''اللہ کو خوب یاد کیا کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں یہ مجنون شخص ہے۔''

تشریح:- یعنی خدا کی یاد میں اور اس کے تقاضے پورے کرنے میں اس طرح یکسوئی کے ساتھ مشغول ہو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ ظاہر بات ہے کہ دین کے کام میں جب آدمی ہمہ تن مشغول ہو گا، خدا کے دین کے مطابق اس کی سرگرمیاں ہوں گی اور حلال وحرام کی تمیز کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرے گا، تو مادی نقطہ نظر رکھنے والے اسے پاگل ہی کہیں گے۔

ذاکرین کے بارے میں خدا اور فرشتوں کی گفتگو

(۲۴۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِکَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَّذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا،
قَالَ فَیَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ، مَایَقُوْلُ عِبَادِیْ؟
قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُکَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ،
قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِیْ؟
قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَارَبِّ مَارَأَوْكَ،
قَالَ فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْرَأَوْنِیْ؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْرَأَوْكَ كَانُوْآ اَشَدَّلَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّلَكَ تَمْجِيْدًا، وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا،

قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْأَلُوْنِيْ؟

قَالَ يَقُوْلُ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ،

قَالَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ مَارَأَوْهَا؟

قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْرَاَوْهَا؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْاَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً،

قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟

قَالُوْا يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ،

قَالَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَّاَوْهَا؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَارَأَوْهَا، قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْرَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْرَأَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً،

قَالَ فَيَقُوْلُ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ،

قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ،

قَالَ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کے کچھ فرشتے گلیوں اور راستوں میں چکر لگاتے رہے ہیں اس غرض سے کہ کہاں کون لوگ اللہ کو یاد کر رہے ہیں، جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ کو یاد کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہاں آؤ یہاں وہ لوگ ہیں جن کو تم تلاش کرے تھے۔ تو ایسے لوگوں کا آسمان تک اپنے پروں سے احاطہ کر لیتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے ان کا رب پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے
''میرے یہ بندے کیا کہتے ہیں؟''

تو ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ ''یہ لوگ آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف اور شکر ادا کرتے ہیں، آپ کی بزرگی اور عظمت بیان کرتے ہیں۔''

تو اللہ پوچھتا ہے۔ ''کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟''

ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ ''نہیں، بخدا اے ہمارے رب انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔''

تو وہ پوچھتا ہے ''اگر ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟''

ملائکہ عرض کرتے ہیں ''اگر یہ لوگ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ آپ کی عبادت کرتے اور زیادہ سے زیادہ آپ کی بزرگی اور تسبیح میں لگ جاتے۔''

پھر وہ پوچھتا ہے کہ ''میرے یہ بندے مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟''

ملائکہ عرض کرتے ہیں ''یہ لوگ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔''

وہ پوچھتا ہے، ''کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟''

وہ عرض کرتے ہیں ''نہیں، اے ہمارے رب انہوں نے جنت نہیں دیکھی!''

تو وہ کہتا ہے، ''اگر جنت کو انہوں نے دیکھ لیا ہوتا تو ان کے شوق کا کیا عالم ہوتا؟''

وہ عرض کرتے ہیں کہ ''اگر انہوں نے جنت دیکھ لی ہوتی تو ان کی تمنا اور بڑھ جاتی اور اس کی طلب اور رغبت اور شدید ہو جاتی۔''

پھر وہ پوچھتا ہے کہ ''کس چیز سے یہ پناہ مانگتے ہیں؟''

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ ''یہ لوگ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔''

وہ کہتا ہے کہ ''کیا انہوں نے جہنم کی آگ دیکھی ہے؟''

وہ عرض کرتے ہیں۔

''نہیں، بخدا انہوں نے جہنم نہیں دیکھی ہے۔''

تو وہ پوچھتا ہے کہ ''اگر انہوں نے جہنم دیکھ لی ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا؟''

ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ ''اگر انہوں نے جہنم کی آگ دیکھ لی ہوتی تو اور زیادہ ڈرتے اور ان کاموں سے دُور بھاگتے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔''

تب اللہ تعالیٰ ملائکہ سے کہتا ہے کہ ''میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کو اپنی رحمت

سے نوازا۔''

تو فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ''فلاں شخص ان میں سے نہیں ہے وہ تو کسی اور مقصد سے آیا تھا' ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور اللہ کے ذکر و تسبیح میں شریک ہو گیا۔''

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی ناکام و نامراد نہیں ہوتا بلکہ سعادت میں سے اسے بھی حصہ ملتا ہے۔''

ذاکر، خدا کی نظر میں

(۲۴۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

یَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ لِیْ ، وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ ، وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا ، وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ ، اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''میرا بندہ مجھ سے جو توقع رکھتا ہے اور جیسا گمان اس نے میرے متعلق قائم کر رکھا ہے ویسا ہی مجھے پائے گا' جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے ساتھ بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں ان سے بہتر جماعت میں اس کو یاد کرتا ہوں' اگر وہ میری طرف ایک بالشت بھر بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھ جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف چار ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف آہستہ آہستہ آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔''

تشریح:- اس حدیث میں بندہ سے مراد بندۂ مومن ہے اور بندۂ مومن کا اعتقاد خدا کے بارے میں یہ ہے کہ وہ رحمٰن و رحیم ہے، وہ مغفرت فرمانے والا اور معاف کرنے والا ہے غرض کہ وہ خدا کی تمام صفات پر یقین رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ جیسا میرے بارے میں اعتقاد رکھتا ہے ویسا ہی مجھے پائے گا۔ میں اس پر رحمت نازل کروں گا۔ اس کو اپنے رحم و کرم کی چادر میں چھپا

لوں گا۔ اس کی دُنیا اور آخرت میں دستگیری کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد کے جملے اس کی بہترین شرح کرتے ہیں۔

آدابِ دُعا

(۲۴۵) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ:
لَا یَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ وَّمَالَمْ یَسْتَعْجِلْ،
قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَالِاسْتِعْجَالُ؟
قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَیَسْتَجِیْبُ لِیْ، فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَیَدَعُ الدُّعَآءَ۔ (مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپؐ نے فرمایا۔
بندے کی دُعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع تعلق کی دُعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔''
لوگوں نے پوچھا، ''اے اللہ کے رسولؐ، جلد بازی کا کیا مطلب ہے؟'' آپؐ نے فرمایا ''دعا کرنے والا یوں سوچنے لگتا ہے کہ میں نے بہت دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی۔ وہ تھک جاتا ہے اور دُعا کرنی چھوڑ دیتا ہے۔''

دُعا کرنے والے کے لئے تین اجروں میں سے ایک لازمی ہے

(۲۴۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ؚالْخُدْرِیِّ ﷛ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:
مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَّیْسَ فِیْهَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰی ثَلَاثٍ ، اِمَّا اَنْ یُعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ ، وَاِمَّا اَنْ یَدَّخِرَهَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ ، وَاِمَّا اَنْ یَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا ،
قَالُوْا اِذًا نُّكْثِرُ ،

قَالَ اللّٰهُ اَكْثَرُ۔ (مسند احمد، ترغیب)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی مسلم دُعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہوتی اور نہ رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے کی بات ہوتی ہے تو اللہ ایسی دُعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ یا تو اس دنیا ہی میں اس کی دُعا قبول فرماتا ہے اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ بناتا ہے اور یا اس پر کوئی مصیبت یا برائی آنے والی ہوتی ہے جسے وہ اس دعا کی بدولت دور فرما دیتا ہے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہما اجمعین نے کہا ''پھر تو ہم بہت زیادہ دعا مانگا کریں گے۔''

آپؐ نے فرمایا ''اللہ بھی بہت دینے والا ہے......''

تشریح:۔ اس حدیث کے ذریعہ ایک بہت بڑی غلط فہمی دور کی گئی ہے۔ مومن اپنے کسی مقصد کے سلسلے میں اپنے رب سے التجا کرتا ہے پھر اگر وہ اس کے تصور کے مطابق پورا نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا بے کار گئی اور خدا کے بارے میں یہ تصور کرتا ہے کہ اس نے اسے پکارا لیکن اس نے نہیں سنا۔ اس طرح وہ خدا کے بارے میں کسی نہ کسی حد تک بدگمانی اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں' یا تو اس دُنیا میں اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے یا یہ دعا اس کے لئے آخرت میں کام آتی ہے اور تیسری شکل یہ ہے کہ اس پر کوئی بہت بڑی آفت آنے والی ہوتی ہے جسے اس دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ ٹال دیتا ہے۔ اس لئے دعا پورے سوز و دردمندی کے ساتھ مانگنی چاہئے اور بہت زیادہ مانگنی چاہئے۔ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے اور وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔

خالی ہاتھ لوٹاتے خدا شرماتا ہے

(۲۴۷) عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

اِنَّ اللّٰهَ حَيِیٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِیْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ۔ (ابوداوٗد، ترمذی، ابنِ ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حیادار اور سخی ہے جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا ہے تو ناکام اور خالی ہاتھ لوٹانے سے اسے شرم آتی ہے۔''

تشریح:- یہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے‘ حدیث کا مدعا یہ ہے کہ تم دنیا میں سخی اور فیاض آدمی کو دیکھتے ہو‘ جب کوئی محتاج اس کے پاس پہنچتا اور ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اس کو خالی ہاتھ لوٹانا پسند نہیں کرتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تو سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہیں۔ جب کوئی بندہ ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی شکل میں اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۲۴۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

☆......☆......☆

جامع دُعائیں

(۲۴۸) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ،

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِیْ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ (متفق علیہ)

''اے اللہ، میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ میں لے جانے والی گمراہی سے اور آگ کی سزا سے، اور قبر کے فتنہ سے اور عذابِ قبر سے اور مالداری کے امتحان کے بُرے پہلو سے، اور فقرو فاقہ کی آزمائش کے بُرے پہلو سے۔

اے اللہ، میں تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے برے فتنے سے۔

اے اللہ، میرے دل کو تو برف اور اولوں کے پانی سے دھودے' اور میرے قلب کو گناہوں سے اس طرح پاک کردے جیسے کہ تو صاف کپڑے کو میل کچیل سے پاک کردیتا ہے، میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری فرمادے جتنی کہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

اے اللہ، میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں عبادت اور دوسرے دینی کاموں میں کاہلی اور سستی سے، اور گناہ سے، اور قرض و نقصان سے۔''

تشریح:- قبر کی آزمائش سے مراد یہ ہے کہ خدا، دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قبر میں جو سوال ہوگا یہ بڑی آزمائش ہے اور اس میں آدمی ناکام بھی ہوسکتا ہے' اسی ناکامی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

آدمی مالدار ہوجاتا ہے تو یا تو اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر جیتا ہے، غریبوں کی مدد کرتا ہے یا پھر متکبر بن جاتا ہے، غریبوں کے کام نہیں آتا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر جانتا ہے۔ یہ آخری پہلو مالداری کا برا پہلو ہے جس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ غریبی بھی ایک امتحان ہے جس کا برا پہلو یہ ہے کہ آدمی اپنے دین و ایمان کو بیچ دیتا ہے، خدا سے بدگمان ہوتا ہے' بندوں کے سامنے خدا کا شکوہ

کرتا ہے۔غریبی کے اس برے پہلو سے پناہ مانگنی چاہئے۔

(۲۴۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَآءِ :

رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ ، وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ کُلِّهٖ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ ،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَعَمْدِیْ وَجَهْلِیْ وَهَزْلِیْ وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ ،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (متفق علیہ)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ آپؐ یہ دعا پڑھتے تھے (رَبِّ اغْفِرْ سے آخر تک) ''اے میرے رب، میرے گناہ معاف فرمادے، میری جہالت پر پردہ ڈال دے اور اپنے تمام معاملات میں جہاں بھی میں حق سے ہٹ گیا ہوں ان سے درگزر فرما اور ان تمام گناہوں سے جن سے تو مجھ سے زیادہ واقف ہے معافی دے دے۔

اے اللہ، میری خطاؤں کو معاف کر دے جو قصد و ارادے سے ہوئیں یا جذبات سے مغلوب ہونے کی وجہ سے سرزد ہوئیں اور غلطی جو تفریحاً ہوگئی ہے...... ان سب خطاؤں کو معاف کر دے، یہ سب گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔

اے اللہ، میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف فرمادے اور میرے پوشیدہ اور اعلانیہ گناہ بھی معاف فرمادے۔تو ہی اپنے بندوں کو آگے بڑھانے والا اور پیچھے کر دینے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

(۲۵۰) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ ؓ ، اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِیْ دُعَآءً اَدْعُوْبِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ،

قَالَ قُلْ ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا ، وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا

اَنۡتَ ، فَاغۡفِرۡلِیۡ مَغۡفِرَۃً مِّنۡ عِنۡدِکَ ، وَارۡحَمۡنِیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ
(متفق علیہ)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ مجھے کوئی دعا بتا دیجئے جس میں اپنی نماز میں (التحیات اور درود کے بعد) پڑھا کروں۔

آپؐ نے فرمایا تم یہ دعا پڑھا کرو۔ (اَللّٰھُم سے لے کر اَلرَّحِیۡمُ تک)۔ ''اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور میرے گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے، پس تو اپنے فضل و رحمت سے میرے گناہ معاف فرما دے اور مجھ پر رحم کر، بلاشبہ تو ہی معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔''

(۲۵۱) اَللّٰھُمَّ اَصۡلِحۡ لِیۡ دِیۡنِیَ الَّذِیۡ ھُوَ عِصۡمَۃُ اَمۡرِیۡ،
وَاَصۡلِحۡ لِیۡ دُنۡیَایَ الَّتِیۡ فِیۡھَا مَعَاشِیۡ،
وَاَصۡلِحۡ لِیۡ اٰخِرَتِیَ الَّتِیۡ فِیۡھَا مَعَادِیۡ،
وَاجۡعَلِ الۡحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیۡ فِیۡ کُلِّ خَیۡرٍ ،
وَاجۡعَلِ الۡمَوۡتَ رَاحَۃً لِّیۡ مِنۡ کُلِّ شَرٍّ۔ (ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، تو میرے دین کو درست کر دے جو میرے تمام معاملات کا محافظ ہے،
اور میری دنیا کو بھی ٹھیک رکھ جس میں مَیں زندگی گزارتا ہوں۔
اور میری آخرت کو بھی سنوار دینا جہاں مجھ کو لوٹ کے جانا ہے۔
اور میری دنیوی زندگی کو ہر چیز اور بھلائی میں اضافہ کا سبب بنا دے۔
اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا ذریعہ بنا دے۔

(۲۵۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الۡاَمۡرِ ،
وَاَسۡاَلُکَ عَزِیۡمَۃَ الرُّشۡدِ،
وَاَسۡاَلُکَ شُکۡرَ نِعۡمَتِکَ وَحُسۡنَ عِبَادَتِکَ ،
وَاَسۡاَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَّقَلۡبًا سَلِیۡمًا،

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاتَعْلَمُ ،
وَاَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاتَعْلَمُ ،
وَاَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ ، اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

(ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں دین پر جمے رہنے کی۔
اوراس بات کی بھی درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ہدایت وراست روی پر پختہ ارادہ کی توفیق دے۔
اورمَیں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی نعمتوں پر شکرگزاری عطا فرمائے' اور یہ کہ تیری عبادت میں حسن وخوبی کے ساتھ کروں۔
اور میں تجھ سے سچ بولنے والی زبان اور گندے جذبات سے پاک دل کی درخواست کرتا ہوں۔
اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں ان تمام چیزوں کے شر سے جس کا تجھے ہی علم ہے۔
اور میں تجھ سے ہر اس چیز کے خیر کی درخواست کرتا ہوں جو تیرے علم میں ہے۔
اور میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں ان گناہوں کی جن سے تو واقف ہے۔
بلاشبہ تو ہر چھپی ہوئی چیز کو جانتا ہے۔''

(۲۵۳) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَا شِرُ قَلْبِیْ حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرَضِّنِیْ مِنَ الْمَعِیْشَةِ بِمَا قَسَّمْتَ لِیْ۔ (ترغیب وترہیب)

''اے اللہ' میں تجھ سے ایسے ایمان کی درخواست کرتا ہوں جو میرے دل میں اس طرح رچ بس جائے کہ جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو مجھے اس بات کا یقین حاصل ہو کہ یہ آپ کی طرف سے مقدر تھی اس لئے آئی (اور آپ کی طرف سے جو چیز آئے گی میری بہتری ہی کے لئے آئے گی' پس یہ مصیبت بھی میری تربیت کے لئے آئی ہے) اور میرے لئے جتنا رزق تو نے طے کر دیا ہے اس پر مجھے راضی اور مطمئن رہنے کی توفیق دے (یعنی زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس بلکہ تونس سے بچا)۔''

(۲۵۴) اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَآئِمًا ، وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا،

وَاحۡفَظۡنِیۡ بِالۡاِسۡلَامِ رَاقِدًا، وَّلَاتُشۡمِتۡ بِیۡ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا۔ (ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، تو میری حفاظت فرما اسلام کے ساتھ، جبکہ میں کھڑا اور جب کہ میں بیٹھا ہوں اور جب کہ میں بستر پر لیٹا ہوں اور نہ تو کسی دشمن کو مجھ پر ہنسنے کا موقع دے اور نہ کسی حاسد کو۔''

تشریح:- یعنی ہر حالت میں تیری اطاعت اور فرمانبرداری کی راہ پر چلتا رہوں اور چونکہ شیطان اور نفس امارہ اس راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں اس لئے تو ان کے مقابلے میں میری حفاظت کر اور مجھ کو ایسی حالت نہ آئے جس میں مجھے گرفتار دیکھ کر دشمن اور حاسد لوگ خوش ہوں۔

(۲۵۵) اَللّٰھُمَّ اَعۡطِنِیۡ اِیۡمَانًا وَّیَقِیۡنًا لَّیۡسَ بَعۡدَہٗ کُفۡرٌ، وَّرَحۡمَۃً اَنَالُ بِھَا شَرَفَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ۔ (ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، مجھے وہ ایمان اور یقین عطا فرما جس کے بعد مجھ سے کفر اور کافرانہ اعمال و حرکات سرزد نہ ہوں اور اس رحمت سے ہمکنار کر جس کے ذریعہ دنیا اور آخرت دونوں کی عزت اور شرف مجھے حاصل ہو۔''

(۲۵۶) اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ طَرۡفَۃَ عَیۡنٍ وَّلَا تَنۡزِعۡ مِنِّیۡ صَالِحَ مَا اَعۡطَیۡتَنِیۡ۔ (ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، تو مجھے پل بھر کے لئے بھی میرے اپنے نفس کے حوالے نہ کرنا اور جو بہترین نعمتیں تو نے مجھے بخشی ہیں ان کو مجھ سے نہ چھیننا۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ مجھے اس حالت سے بچانا جس کی موجودگی میں آدمی تیری وکالت، سرپرستی اور حفاظت سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر آدمی نفس اور شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے جسے وہ کسی کھڈ میں گرا کر ہی چھوڑتے ہیں۔ اور آدمی جب اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور معصیت کی راہ اختیار کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ مزید نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ بخشی ہوئی نعمتیں بھی اس سے چھین لی جاتی ہیں۔

(۲۵۷) اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُكَ صِحَّۃً فِیۡ اِیۡمَانٍ وَّاِیۡمَانًا فِیۡ حُسۡنِ خُلُقٍ، وَّنَجَاحًا یَّتۡبَعُہٗ فَلَاحٌ وَرَحۡمَۃً مِّنۡكَ وَعَافِیَۃً وَّمَغۡفِرَۃً مِّنۡكَ وَرِضۡوَانًا۔

(ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، میں تجھ سے ایمان کے ساتھ تندرستی کا طلبہ گار ہوں اور حسنِ اخلاق کے ساتھ ایمان کی درخواست کرتا ہوں اور دنیا کی وہ کامیابی چاہتا ہوں جس کے ساتھ آخرت کی دائمی کامیابی، رحمت، عافیت، مغفرت اور خوشنودی ملتی ہے۔''

(۲۵۸) اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِىْ مَاعَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًالِّىْ، وَتَوَفَّنِىْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًالِّىْ،

اَللّٰهُمَّ وَاَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِى الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ،

وَاَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْاِخْلَاصِ فِى الرِّضَا وَالْغَضَبِ،

وَاَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِى الْفَقْرِ وَالْغِنٰى،

وَاَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ،

وَاَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَآءِ،

وَاَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظْرِ اِلٰى وَجْهِكَ، وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَآئِكَ فِىْ غَيْرِ ضَرَّآءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ،

اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ۔

(ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، تو غیب کا علم رکھتا ہے اور مخلوقات پر ہر طرح تو قادر ہے، تو مجھے زندہ رکھ جب کہ میری یہ زندگی میرے لئے بہتر ہو اور تو مجھے موت دے جب کہ میرے لئے مرنا بہتر ہو جائے۔

اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کھلی اور چھپی دونوں حالتوں میں تجھ سے (ڈرتا ہوں)۔

اور اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ کسی سے میں خوش ہوں یا ناراض ہوں دونوں حالتوں میں میری زبان سے انصاف کی بات نکلے۔

اور غریبی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔

اور میں تجھ سے وہ نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں (یعنی جنت کی لازوال نعمتیں)

اور وہ آنکھوں کی ٹھنڈک (خوشی) چاہتا ہوں جو ہمیشہ باقی رہے۔

اور تیرے فیصلے پر راضی و مطمئن رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

اور میں تیرے دیدار کی لذت کی درخواست کرتا ہوں اور اس بات کی بھی کہ میرے دل میں اپنی ملاقات کا شوق پیدا کردے' کسی تباہ کن تکلیف اور کسی گمراہ کن فتنے کا میں شکار نہ بنوں۔

اے اللہ، ہماری زندگی کو ایمان سے آراستہ کردے اور ہم لوگوں کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا بننے کی توفیق دے۔''

(۲۵۹) اَللّٰهُمَّ يَا ذَالْحَبْلِ الشَّدِيْدِ ، وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْأَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ ، وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ ، مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ ، اَلرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ، الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ ، اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ، وَّاَنَّكَ تَفْعَلُ مَاتُرِيْدُ ،

اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَآلِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا لِّاَوْلِيَآئِكَ وَعَدُوًّا لِّاَعْدَآئِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ ، وَنُعَادِیْ بِعَدَا وَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ۔ (ترغیب وترہیب)

''اے اللہ...... مضبوط قدرت کے مالک اور ٹھیک فیصلہ فرمانے والے...... میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ عذاب کے دن مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا اور ہمیشہ باقی رہنے والے عالم میں ہمیں جنت میں جگہ دینا اور ہمیں ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہو جو تیرے مقرب بندے ہیں' دینِ حق کی گواہی دینے والے، رکوع وسجدہ کرنے والے اور عہدِ بندگی کو بہ تمام وکمال پورا کرنے والے ہیں۔ بے شک تو مہربان ہے، اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ہے اور جو تو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

اے اللہ ہم کو سیدھی راہ پر چلنے والا اور سیدھی راہ کی دعوت دینے والا بننے کی توفیق دے۔ ہم نہ خود گمراہ ہوں اور نہ گمراہی کی دعوت دینے والے ہوں' تیری راہ پر چلنے والوں کے دوست ہوں اور تیرے دشمنوں کے دشمن ہوں' تو ہمارا محبوب ہو اور جن لوگوں کو تو پسند کرتا ہے تیری محبت کی بنیاد پر ہمیں ان سے بھی محبت ہو، جو تیرے مخالف ہوں ان کے ہم دشمن ہوں۔''

(۲۶۰) اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ رَاَیْ اجْعَلْ لَنَا قَسَمًا ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَايُهَوِّنُ عَلَيْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَا عِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا ، وَاجْعَلْهُ

الْـوَارِثَ مِـنَّـا، وَاجْـعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا ، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَهَمِّنَا ، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا ، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا۔ (ترغیب وترہیب)

''اے اللہ، ہمارے دل میں اپنا ڈر پیدا کر دے جو تیری نافرمانی سے ہم کو بچائے۔ اور ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے جس کے ذریعہ تیری جنت میں جگہ پا سکیں، اور وہ یقین عطا فرما جس سے دُنیا کی مصیبتیں ہلکی اور آسان ہو جاتی ہیں اور جب تک ہم زندہ رہیں ہماری سننے کی قوت، دیکھنے کی قوت اور جسمانی قوت کو باقی رکھ (یعنی آخر وقت تک ہم بہرے پن اور اندھے پن اور جسمانی ضعف سے محفوظ رہیں) اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے تو بدلہ لے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے مقابلہ میں ہمیں اپنی مدد سے نواز، اور ہم پر دینی آفت اور مصیبت نہ آنے دے اور دنیا کو ہمارا مقصود نہ بنا اور ایسا بھی نہ ہو کہ دنیا ہی ہمارے علم کی انتہا ہو اور آخرت کے علم سے کورے رہ جائیں۔ اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کریں۔''

(۲۶۱) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَـا ، وَاَلِّفْ بَيْـنَ قُلُوْبِنَا ، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

''اے اللہ، ہمارے آپس کے تعلقات کو درست رکھ اور ہمارے دلوں کو جوڑے رکھ اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر چلا اور ہمیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لا۔''

☆......☆......☆

عبداللہ بن مسعودؓ کی دُعا

(۲۶۲) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِیْمَانًا لَّا یَرْتَدُّ ، وَنَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِیْ اَعْلٰی جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ (مسند احمد)

''اے اللہ، میں تجھ سے ایمان مانگتا ہوں جو اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور وہ نعمتیں چاہتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں، اور ہمیشگی کی اعلیٰ ترین جنت میں تیرے پیغمبر محمد ﷺ کا ساتھ نصیب ہو۔''

تشریح:۔ یعنی اتنا طاقتور ایمان دے جسے اس کی جگہ سے نہ ہلایا جا سکے، نہ ہٹایا جا سکے، اور جو پیچھے مڑ کر دیکھنا نہ جانتا ہو۔

دنیا سازی سے نفرت اور فکر آخرت

(۲۶۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:
مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا، اِنَّمَا مَثَلِیْ وَ مَثَلُ الدُّنْیَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ قَالَ فِیْ ظِلِّ شَجَرَةٍ فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا:
''مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ میری اور دنیا کی مثال ایسی سمجھو جیسے کوئی مسافر، گرمی کے زمانے میں، کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر کے لئے دوپہر میں سو رہتا ہے، پھر اس درخت اور اس کے سائے کو چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے۔''

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کا وطن تو آخرت ہے اور دنیا اس کی کمائی کی جگہ ہے اس لئے دنیا سے دل نہیں لگانا چاہیے اس کو وطن نہیں بنانا چاہیے۔

آخرت کی یاد

(۲۶۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِیْ، فَقَالَ یَا عَبْدَاللّٰهِ كُنْ فِی الدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ، اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَّاعْدُدْ نَفْسَكَ فِی الْمَوْتٰی۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے

بعض حصے (شانہ) کو پکڑ کر فرمایا:

''اے عبداللہ! تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم اجنبی مسافر ہو بلکہ راستہ چلنے والے کی طرح دنیا میں رہو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔''

تشریح:- ''غریب'' کے معنی ''مسافر'' کے ہیں جو اپنے وطن سے دور ہو وطن سے دور رہنے والے شخص کے پاس نسبتاً اس مسافر کے مقابلے میں جو راستہ طے کر رہا ہوتا ہے اور کسی جگہ اس نے قیام نہیں کیا ہے مطلب یہ کہ کم سے کم دنیا اور سامانِ دنیا کی فکر کرو اپنے آپ کو ہلکا پھلکا رکھو یہ سمجھ کر اس دنیا میں رہو کہ یہ تمہارا وطن نہیں ہے، تمہارا وطن تو آخرت ہے اور تم اس دنیا میں پردیسی ہو یا مسافر ہو۔

اس طرح زندگی گزارنا صرف اسی شکل میں ممکن ہے جب کہ آدمی زندہ رہتے ہوئے اس بات کا یقین رکھے کہ اسے بالآخر مرنا ہے۔

دنیا سے بے نیازی

(۲۶۵) وَعَنْ عَآئِشَةَ ﷺ قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِیْ فَلْیَکْفِكِ مِنَ الدُّنْیَا کَزَادِالرَّاکِبِ وَاِیَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِیَآءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ حَتّٰی تُرَقِّعِیْهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا:

''اے عائشہ اگر تم میرے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہو تو اتنی دنیا تمہارے لئے کافی ہونی چاہیے جتنا سامان کسی مسافر کے پاس ہوتا ہے اور خبردار دنیا کے طلبگار مالداروں کے پاس مت بیٹھنا، اور کپڑا پرانا ہو جائے تو اسے مت اتار پھینکو بلکہ پیوند لگا کر پہنو۔''

وفادار ساتھی

(۲۶۶) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَلْاَ خِلَّآءُ ثَلَاثَةٌ،

فَاَمَّا خَلِیْلٌ، فَیَقُوْلُ اَنَا مَعَكَ حَتّٰی تَأْتِیَ قَبْرَكَ،

وَاَمَّا خَلِیْلٌ، فَیَقُوْلُ لَكَ مَآ اَعْطَیْتَ، وَمَآ اَمْسَکْتَ فَلَیْسَ لَكَ فَذٰلِكَ

مَالُكَ،

وَاَمَّا خَلِيلُ، فَيَقُولُ اَنَا مَعَكَ حَيثُ دَخَلتَ وَحَيثُ خَرَجتَ، فَذٰلِكَ عَمَلُه،

فَيَقُولُ وَاللّٰهِ لَقَد كُنتَ مِن اَهوَنِ الثَّلاثَةِ عَلَيَّ۔ (ترغیب بحوالہ مستدرک)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دوست تین قسم کے ہیں''

ایک دوست تم سے کہتا ہے ''میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تم قبر میں پہنچ جاؤ'' (اور جب آدمی قبر میں پہنچ جاتا ہے تو یہ دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے' یہ انسانی دوست کا حال ہے)۔

رہا دوسرا دوست تو وہ کہتا ہے ''تمہارا بس اتنا حصہ ہے جتنا تم نے غریبوں کو دیا اور جو کچھ تم نے نہیں دیا بلکہ اپنے پاس رکھا تو وہ تمہارا نہیں ہے (بلکہ ورثہ کا ہے) اس دوست کا نام ''مال'' ہے'

اور تیسرا دوست تم سے کہتا ہے کہ ''میں تمہارے ساتھ رہوں گا اس جگہ بھی جہاں تم داخل ہو گے یعنی قبر میں اور اس جگہ بھی جہاں تم قبر سے نکل جاؤ گے،'' اس دوست کا نام ''عمل'' ہے۔

آدمی حیران ہو کر عمل سے کہے گا کہ ''بخدا ان تینوں طرح کے دوستوں میں تم کو حقیر اور معمولی دوست سمجھتا تھا' (اور یہ میری بھول تھی' اعزا اور رشتہ داروں کے لئے سب کچھ کیا مگر کوئی کام نہیں آیا۔ صرف عمل ہی ساتھ رہا)۔

(۲٦٧) عَنِ ابنِ مَسعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

لَا تَتَّخِذُوا الضَّيعَةَ فَتَرغَبُوا فِي الدُّنيَا۔ (مسند احمدؒ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ جائداد اور زمین مت بناؤ ورنہ تمہارے اندر دنیا کی حرص آ جائے گی۔''

تشریح:- ظاہر ہے کہ جب آدمی جائداد بنانے کی فکر کرے گا تو آہستہ آہستہ اس کا ذہن آخرت سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونا شروع ہوگا اور یہ چیز خدا کے دین کے منشا کے خلاف ہے' دنیا پرستوں کی کوئی کمی پہلے نہ تھی کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ایک امت اٹھائی جاتی اس امت کا فریضہ ہی یہ ہے کہ وہ آخرت کو اپنا نصب العین بنائے اور دنیا سے صرف اتنا سامان اپنے پاس رکھے جو آخرت کی تیاری کے لئے ضروری ہے' اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے'

کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو آدمی جس چیز میں اپنا وقت اور اپنی صلاحیت لگا تا ہے اس سے اس کو محبت ہوتی ہے' اس کا جی اسی میں لگا رہتا ہے۔

زہد کا صحیح تصور

(۲۶۸) قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

اَلزَّ هَادَةُ فِی الدُّنیَا لَیسَتُ بِتَحرِیمِ الحَلَالِ وَلَا بِاِضَا عَةِ المَالِ، وَلٰکِنَّ الزَّهَادَةَ فِی الدُّنیَآ اَنُ لَّا تَکُونَ بِمَا فِی یَدَیكَ اَوثَقَ مِمَّا فِی یَدَیِ اللّٰهِ، وَاَنُ تَکُونَ فِی ثَوَابِ المُصِیبَةِ اِذَا اَنتَ اُصِبتَ بِهَا اَرغَبَ فِیهَا لَوُاَنَّهَا اُبقِیَتُ لَكَ۔ (ترمذی۔ابوذر)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دنیا سے بے رغبتی اور زہد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنے اوپر کسی حلال کو حرام کر لے اور اپنے مال کو برباد کر دے (یعنی اپنے پاس مال نہ رکھے)۔

بلکہ زہد یہ ہے کہ تمہیں اپنے مال سے زیادہ خدا کے انعام اور بخشش پر اعتماد ہو، اور جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو اس کا جو اجر و ثواب ملنے والا ہے اس پر تمہاری نگاہ جم جائے اور تم مصائب کو ذریعہ ثواب سمجھو۔''

مومن اور خدا کی ملاقات

(۲۶۹) عَنُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتُ،

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ،

مَنُ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ، وَمَنُ کَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ کَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ،

فَقُلتُ اَکَرَاهِیَةَ المَوتِ؟ فَکُلُّنَا نَکرَهُ المَوتَ،

قَالَ لَیسَ کَذٰلِكِ، وَلٰکِنَّ المُؤمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحمَةِ اللّٰهِ وَ رِضوَانِهٖ وَجَنَّتِهٖ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ، وَاِنَّ الکَافِرَ اِذَا بُشِّرَ

بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهٖ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔''

اس پر میں نے پوچھا کہ ''اللہ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی موت کو ناپسند کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرا یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کو اللہ کی نعمت اور اس کی خوشنودی اور جنت کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کا آرزومند ہوتا ہے تو ایسے شخص سے اللہ بھی ملاقات کرنا چاہتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے سے نفرت کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔''

طالبِ جنت بننے کی تاکید

(۲۷۰) عَنْ كُلَيْبِ بْنِ حَزْنٍ ﷺ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

اُطْلُبُوا الْجَنَّةَ جُهْدَكُمْ وَاهْرَبُوْا مِنَ النَّارِ جُهْدَكُمْ،

فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَنَامُ طَالِبُهَا، وَاِنَّ النَّارَ لَا يَنَامُ هَارِبُهَا،

وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ الْيَوْمَ مَحْفُوْفَةٌ بِالْمَكَارِهِ،

وَاِنَّ الدُّنْيَا مَحْفُوْفَةٌ بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ،

فَلَا تُلْهِيَنَّكُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

کلیب ابن حزن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا:

''اے لوگو! انتہائی کوشش کے ساتھ جنت کے طالب بنو اور اپنی کوشش بھر جہنم سے بچنے کی فکر کرو، کیونکہ جنت ایسی چیز ہے جس کا چاہنے والا سو نہیں سکتا اور آگ بھی ایسی چیز ہے جس سے

بھاگنے والا سو نہیں سکتا (یعنی غافل نہیں ہو سکتا)۔

اور آخرت ناخوشگواریوں سے گھیر دی گئی ہے۔

اور دنیا لذات و مرغوبات سے گھری ہوئی ہے۔

پس دُنیا کی لذتیں اور مرغوبات تم کو غافل نہ کریں۔''

تشریح:- آخرت کی کامیاب کے لئے ضروری ہے کہ آدمی لذتوں کی طرف نہ لپکے اور آخرت کے حصول کے لئے بہت سے ایسے کام کرنے ہوں گے جو نفس کو طبعًا ناگوار ہیں۔ جب تک کوئی شخص ان ناخوشگواریوں کو پار نہ کرے جنت تک نہیں پہنچ سکتا۔

آخرت کی پہلی منزل' قبر

(۲۷۱) وَعَنْ هَانِئٍ مَّوْلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ:

كَانَ عُثْمَانُ ﷺ اِذَا وَقَفَ عَلٰی قَبْرٍ يَّبْكِیْ حَتّٰی يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ :

تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِیْ وَتَذْكُرُ الْقَبْرَ فَتَبْكِیْ؟

فَقَالَ : اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :

اَلْقَبْرُ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ ، فَاِنْ نَجَامِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ،

قَالَ : وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :

مَارَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

قَالَ هَانِئٌ وَسَمِعْتُ عُثْمَانَ يُنْشِدُ عَلٰی قَبْرٍ :

فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِیْ عَظِيْمَةٍ
وَاِلَّا فَاِنِّیْ لَا اَخَالُكَ نَاجِيَا

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہانی کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے' ان سے پوچھا گیا کہ

''جنت اور جہنم کے ذکر پر آپ نہیں روتے یہ قبر کو یاد کر کے کیوں روتے ہیں؟''
انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے،
کہ ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں آدمی نجات پا گیا تو بعد کا مسئلہ آسان ہے اور اگر یہاں چھٹکارا نہیں ملا تو بعد کے مراحل سخت تر آئیں گے۔''
نیز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔
کہ ''قبر سے زیادہ ہولناک منظر کوئی اور نہ ہوگا۔''
ہانی کہتے ہیں کہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھ رہے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔
''اگر تو قبر کی مصیبت سے نجات پا جائے تو پھر بہت بڑی مصیبت سے نجات پا جائے گا ورنہ میرا خیال یہ ہے کہ پھر تجھے نجات نہیں ملے گی۔''

نیک اعمال اور قبر

(۲۷۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:
اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ ، اِنَّهٗ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِیْنَ یُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ،
فَاِنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَانَتِ الصَّلٰوۃُ عِنْدَ رَاْسِہٖ وَکَانَ الصِّیَامُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ ، وَّکَانَتِ الزَّکَاۃُ عَنْ شِمَالِہٖ وَّکَانَ فِعْلُ الْخَیْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ ، وَالصَّلٰوۃِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَی النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَیْهِ ،
فَیُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ فَتَقُوْلُ الصَّلٰوۃُ : مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ ،
ثُمَّ یُؤْتٰی عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ الصِّیَامُ : مَاقِبَلِیْ مَدْخَلٌ ،
ثُمَّ یُؤْتٰی عَنْ یَّسَارِہٖ فَتَقُوْلُ الزَّکَاۃُ : مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ ،
ثُمَّ یُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ فَیَقُوْلُ فِعْلُ الْخَیْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَی النَّاسِ مَاقِبَلِیْ مَدْخَلٌ ،
فَیُقَالُ لَهٗ اِجْلِسْ فَیَجْلِسُ قَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ ، وَقَدْ دَنَتْ

لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ :

اَرَأَيْتَكَ هٰـذَا الَّـذِىْ كَـانَ قِبَـلَـكُـمْ مَّـاتَقُوْلُ فِيْهِ ؟ وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟

فَيَقُوْلُ : دَعُوْنِىْ حَتّٰى اُصَلِّىْ ،

فَيَـقُوْلُ اِنَّكَ سَتَفْعَلُ ، اَخْبِرْنَا عَمَّا نَسْأَلُكَ اَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِىْ كَانَ قِبَلَكُمْ مَا ذَا تَقُوْلُ فِيْهِ وَمَا ذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ ؟

قَالَ : فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَّهٗ جَآءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ،

فَيُقَالُ لَهٗ : عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ ، وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ ، وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ،

ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ :

هٰـذَا مَـقْـعَـدُكَ مِـنْهَـا ، وَمَـا اَعَدَّ اللّٰـهُ لَكَ فِيْهَـا فَيَزْدَا دُغِبْطَةً وَسُّرُوْرًا ،

ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ :

هٰـذَا مَـقْـعَـدُكَ وَمَـا اَعَـدَّ الـلّٰهُ لَكَ فِيْهَا لَوْعَصَيْتَهٗ فَيَزْدَا دُغِبْطَةً وَّسُرُوْرًا ،

ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِىْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَّيُنَوَّرُلَهٗ فِيْهِ ، وَيُعَادُ الْجَسَدُ كَـمَـا بَـدَأَمِـنْـهُ فَتُجْعَلُ نَسَمَتُهٗ فِى النَّسِيْمِ الطَّيِّبِ وَهِىَ طَيْرٌ تَعْلَقُ فِىْ شَجَرِ الْجَنَّةِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ ،

'' يُثَبِّتُ الـلّٰـهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ '' الْاٰيَةَ، (سورۂ ابراہیم آیت ۲۷)

وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا اُتِىَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ لَمْ يُوْجَدْ شَىْءٌ ،

ثُمَّ اُتِیَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ،

ثُمَّ اُتِیَ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ،

ثُمَّ اُتِیَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ فَلَا یُوْجَدُ شَیْءٌ،

فَیُقَالُ لَهٗ اِجْلِسْ فَیَجْلِسُ مَرْعُوْبًا خَائِفًا فَیُقَالُ:

اَرَأَیْتَكَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ فِیْكُمْ مَّاذَا تَقُوْلُ فِیْهِ وَمَا تَشْهَدُ عَلَیْهِ؟ فَیَقُوْلُ: اَیُّ رُجُلٍ وَّلَا یَهْتَدِیْ لِاسْمِهٖ،

فَیُقَالُ لَهٗ! مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم،

فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ،

فَیُقَالُ لَهٗ! عَلٰی ذٰلِكَ حَیِیْتَ وَعَلَیْهِ مِتَّ، وَعَلَیْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ،

ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ فَیُقَالُ لَهٗ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا۔

ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَیُقَالُ لَهٗ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا لَوْ اَطَعْتَهٗ فَیَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا،

ثُمَّ یُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلَاعُهٗ۔

(ترغیب وترہیب للمنذری)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔
کہ جب آدمی مرکر اپنی قبر میں پہنچتا ہے تو (جسم میں روح کے آجانے کی وجہ سے) دفن کر کے واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔
اگر وہ مومن ہے تو اس کی ادا کی ہوئی فرض نمازیں اس کے سرہانے اور فرض روزے اس کے داہنے، زکوٰۃ اس کے بائیں اور نفلی نمازیں، نفلی صدقے اور دوسرے نیک کام اس کی پائنتی کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ سب نیک کام اس کے محافظ بن جاتے ہیں، چاروں طرف سے اسے اپنی

حفاظت میں لے لیتے ہیں۔

مردہ کو اٹھ کر بیٹھنے کا حکم ہوتا ہے' وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور ایسا محسوس کرتا آیا یا عصر کے بعد کا وقت ہے' سورج ڈوبنے کے قریب ہے۔

اس کے بعد فرشتے اس سے پوچھتے ہیں ''تم بتاؤ یہ پیغمبر جو خدا کی طرف سے تمہارے یہاں بھیجے گئے تھے ان کے بارے میں تم کیا کہتے ہو' ان کے متعلق کیا گواہی دیتے ہو؟''

وہ صاحبِ قبر مومن کہے گا۔ ''مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو' دیکھو سورج ڈوبنے کے قریب ہے' ایسا نہ ہو میری نماز قضا ہو جائے۔''

فرشتے کہیں گے ''پہلے ہمارے سوال کا جواب دو' بعد میں نماز پڑھ لینا۔''

وہ کہے گا۔ ''یہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' میں ان کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں' وہ خدا کے پاس سے سچی کتاب لے کر آئے تھے۔''

فرشتے (خوش ہو کر) اس سے کہیں گے۔ ''تم اسی نبی برحق کے دین پر زندگی بھر رہے ہو' اسی حالت میں تم کو موت آئی اور انشاء اللہ اسی حالت پر قیامت کے دن زندہ ہو کر محشر میں پہنچو گے۔''

پھر جنت کا ایک دروازہ اس کے سامنے کھولیں گے اور اس سے کہیں گے۔ ''دیکھو یہ ہے تمہاری مستقل قیام گاہ اور ایسی ہیں اس کی نعمتیں۔''

صاحبِ قبر بہت زیادہ خوش ہوگا' پھر اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھلے گا۔

فرشتے اس سے کہیں گے۔ ''دیکھو' اگر تم نے دنیا میں خدا کی نافرمانی کی ہوتی تو یہ آگ کا گھر تمہاری قیام گاہ بنتا۔''

پھر فرشتے اس کے سامنے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیں گے اور کہیں گے ''یہ ہے تمہاری قیام گاہ اور یہ ہے وہ عذاب جو تمہیں دیا جائے گا۔''

تو اس کا رنج و غم بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔ پھر اس کے سامنے جنت کا ایک دروازہ کھولیں گے اور کہیں گے ''اگر تم نے دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوتی تو یہ جنت تمہاری قیام گاہ بنتی اور اس کی نعمتوں سے تم فائدہ اٹھاتے۔''

یہ سن کر اس کے رنج و غم میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اس کی قبر اس کے لئے اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں سے مل جائیں گی۔''

تشریح:۔ اس حدیث میں کافر کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ صرف کافر کا انجام ہو گا، حالانکہ اس حدیث کے آخری حصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انجام ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو مسلمان معاشرے میں پیدا ہوئے اور اللہ اور رسول ﷺ اور اس کے احکام وتعلیمات کو کبھی جاننے کی فکر نہیں کی۔ لوگ کلمہ پڑھتے تھے۔ یہ بھی بے سوچے سمجھے زبان سے پڑھ لیتا تھا۔ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تھے یہ بھی سنا کرتا تھا اور چونکہ زندگی میں اللہ کو اپنا رب بنا کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر جان کر زندگی نہیں گزاری ہے اس لئے مرنے کے بعد نہیں جان سکے گا کہ اللہ کیا ہے؟ رسول کیا ہے؟ اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کیا ہیں؟

بعض دوسری روایتوں میں منافق کا لفظ آیا ہے۔ محدثین کہتے ہیں کہ ایسے ہی انجام سے کافر اور منافق دوچار ہوں گے۔ اور یہی انجام دین سے بے پروا زندگی گزارنے والوں کا بھی ہوگا البتہ سزا کی نوعیت میں فرق ہوگا۔

جب قیامت برپا ہوگی

(۲۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَثَوْبُهُمَا بَيْنَهُمَا لَا يُبَايِعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ ،

وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ لَا يَطْعَمُهُ ،

وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ يَلُوْطُ حَوْضَهُ لَا يَسْقِيْهِ ،

وَلَتَقُوْمُ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ لُقْمَتَهُ اِلٰى فِيْهِ لَا يَطْعَمُهَا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ احمد وابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دو آدمی کپڑا بیچ اور خرید رہے ہوں گے۔ کپڑا سامنے رکھا ہوگا کہ اتنے میں قیامت آ جائے گی، وہ دونوں اس کپڑے کا معاملہ نہیں کر سکیں گے یہاں تک کہ اس کو تہ کر کے رکھ بھی نہیں سکیں گے۔

ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دھو کر گھر لے گیا ہے اتنے میں قیامت آ جائے گی اور اسے استعمال کرنے کا موقع نہ ملے گا۔

کوئی آدمی پانی کے لئے حوض تیار کررہا ہوگا کہ اسی حالت میں قیامت برپا ہوجائے گی وہ اپنے حوض سے مویشیوں کو پانی نہیں پلا سکے گا۔

آدمی نے لقمہ اٹھایا ہوگا کہ قیامت قائم ہوجائے گی تو وہ لقمہ اس کے منہ تک نہیں جا سکے گا۔"

حشر کے میدان میں، جب حساب ہوگا

(۲۷۴) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ:

بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ اِذَ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ،

فَقَالَ عُمَرُ مَا اَضْحَكَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ ،

قَالَ : رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِىْ جَثَيَا بَيْنَ يَدَىْ رَبِّ الْعِزَّةِ ،

فَقَالَ اَحَدُهُمَا : يَارَبِّ خُذْلِىْ مَظْلَمَتِىْ مِنْ اَخِىْ ،

قَالَ يَا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِىْ ،

وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْبُكَآءِ ، ثُمَّ قَالَ :

اِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيْمٌ يَّحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ يَّحْمَلَ عَنْهُمْ مِّنْ اَوْزَارِهِمْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے۔ حاضرینِ مجلس میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ہنسی کا سبب دریافت کیا۔

آپؐ نے بتایا کہ "میری امت کے دو آدمی اللہ رب العزت کے سامنے گئے، ان میں سے ایک نے کہا "اے میرے رب، اس شخص سے میرا حق دلوایئے۔"

اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ "اس شخص کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی باقی نہیں رہی ہے تو تم اپنا حق اس سے کس طرح وصول کرو گے۔"

وہ کہے گا۔ ''اے رب، اگر نیکیاں باقی نہیں رہی ہیں تو میرے اپنے گناہ اس ظالم کے کھاتے میں ڈال دیئے جائیں تاکہ میری مظلومیت کا کچھ تو بدلہ ملے۔''

اتنا کہہ کر آپؐ بے اختیار رونے لگے۔ پھر فرمایا ''بلاشبہ وہ ہولناک دن ہوگا لوگوں کی یہ خواہش ہوگی کہ ان کے اوپر سے گناہوں کا بوجھ ہٹا دیا جائے۔''

تشریح:- یہ وہ صورتِ حال ہے جو قیامت کے دن پیش آئے گی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ کو اللہ نے بتایا کہ امت جان لے کہ کل کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔

بے لاگ عدل

(۲۷۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْکَهٗ سَوْطًا ظُلْمًا اقْتُصَّ مِنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ بزار وطبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے اپنے غلام (یا گھر کے خادم) کو دنیا میں ناحق ایک کوڑا بھی مارا ہوگا، قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔''

زمین کی گواہی

(۲۷۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ:

قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰیَةَ : (یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا)

(سورہ زلزال، آیت ۴)

قَالَ : اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟

قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔

قَالَ : فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰی عَبْدٍ وَّاَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَهْرِهَا تَقُوْلُ : عَمِلَ کَذَا وَکَذَا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یہ آیت پڑھی،

"یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَھَا۔"

آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ "زمین کے اپنی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے؟"

لوگوں نے کہا "اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو علم ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن زمین کے خبر بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے ہر انسان مرد و عورت کے تمام اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے زمین پر رہتے ہوئے کئے ہوں گے۔ وہ بتائے گی کہ اس نے ایسے ایسے کام کئے۔

(۲۷۷) عَنِ ابۡنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ:

کَمۡ مِّنۡ جَارٍ مُّتَعَلِّقٌ بِجَارِہٖ یَقُوۡلُ : یَارَبِّ سَلۡ ھٰذَا لِمَ اَغۡلَقَ عَنِّیۡ بَابَہٗ ، وَمَنَعَنِیۡ فَضۡلَہٗ ؟ (ترغیب وترہیب)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن کتنے ہی پڑوسی اپنے پڑوسی کو پکڑے ہوئے خدا سے فریاد کریں گے، اے میرے رب اس سے پوچھئے کیوں اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور میری غریبی میں اس نے اپنے زائد از ضرورت مال سے مجھے کیوں محروم کر رکھا تھا؟"

(۲۷۸) وَعَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

اَوَّلُ مَایُحَاسَبُ بِہِ الۡعَبۡدُ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ اَنۡ یُّقَالَ لَہٗ :

اَلَمۡ اُصَحِّ لَکَ جِسۡمَکَ ، وَاُرۡوِکَ مِنَ الۡمَآءِ الۡبَارِدِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔
''کیا میں نے تم کو جسمانی صحت نہیں دی تھی؟ اور کیا میں نے تم کو ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟''
(یعنی صحت اور معاشی خوشحالی کے بارے میں سوال ہوگا کہ صحت اور خوش حالی کی حالت میں کس طرح کے عمل کیے)۔

آخرت کی فکر سے غفلت کا انجام

(۲۷۹) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
يُجَآءُ بِابْنِ اٰدَمَ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ،
فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ: اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ فَمَا ذَا صَنَعْتَ؟
فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ، فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ، فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ،
فَيَقُوْلُ لَهٗ مَا قَدَّمْتَ؟
فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ، فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ، فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ،
فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''ایک آدمی قیامت کے دن اللہ کے سامنے لایا جائے گا جو لاغری اور پریشانی کی وجہ سے بکری کا بچہ معلوم ہوگا۔
اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا ''میں نے تجھے مال دیا، نوکر چاکر دیئے، خوشحال بنایا تو تم کیا کر کے لائے ہو؟''
وہ کہے گا ''اے میرے رب، میں نے مال جمع کیا، اسے خوب بڑھایا، پہلے سے زیادہ ہوگیا

لیکن دُنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں مجھے اجازت دیجئے کہ دنیا میں جا کر وہ مال لے آؤں۔"

اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ "میری نعمتوں کو پا کر عمل کس طرح کے کئے (میں مال زیادہ ہونے، بڑھانے کے سلسلے میں تو پوچھ نہیں رہا ہوں۔"

وہ کہے گا "اے میرے رب میں نے مال جمع کیا اسے بڑھایا یہاں تک کہ پہلے سے زیادہ ہوا لیکن دنیا میں چھوڑ آیا ہوں مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیجئے تا کہ جا کر وہ مال لے آؤں۔"

اس بدقسمت شخص نے اپنی پوری زندگی مال بڑھانے میں کھپائی اور نامہ اعمال نیکیوں سے خالی رہا۔"

کامل انصاف

(۲۸۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰی اَهْلِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُقَادَلِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم وترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"دنیا میں جن لوگوں کے حقوق مارے گئے ہوں گے انہیں قیامت کے دن ان کا حق دلایا جائے گا، یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا اس بکری کا جس کے پاس سینگ نہیں تھے اور سینگ والی بکری نے اسے مارا تھا۔"

تشریح:- مطلب یہ کہ اس دن مکمل انصاف ہوگا، معمولی سا بھی حق دنیا میں کسی نے دبا لیا ہے تو مظلوم کا بدلہ ظالم سے لیا جائے گا۔

غیبت نیکیوں کو مٹا دیتی ہے

(۲۸۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِنَّ الرَّجُلَ لَیُؤْتٰی کِتَابَهٗ مَنْشُوْرًا،

فَیَقُوْلُ: یَارَبِّ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ کَذَا وَکَذَا عَمِلْتُهَا لَیْسَتْ فِیْ صَحِیْفَتِیْ؟

فَیَقُوْلُ: مُحِیَتْ بِاِغْتِیَابِكَ النَّاسَ۔ (ترغیب وترہیب)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا نامہ اعمال لایا جائے گا۔

(وہ اس کو پڑھے گا) پھر کہے گا ''اے میرے رب، میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کئے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں؟''

اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ ''لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے نامۂ اعمال سے مٹا دی گئی ہیں۔''

شفاعت

(۲۸۲) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّشْفَعَ لِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،

فَقَالَ : اَنَا فَاعِلٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ،

قُلْتُ : فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ ،

قَالَ: اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَى الصِّرَاطِ۔

قُلْتُ۔ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ: فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ ،

قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ ،

قَالَ : فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ ، فَاِنِّیْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَةَ مَوَاطِنَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ قیامت کے دن میرے لئے سفارش فرمائیں گے۔

آپؐ نے فرمایا ''انشاء اللہ ضرور کروں گا۔''

میں نے پوچھا ''میں آپؐ کو محشر میں کہاں ڈھونڈوں گا؟ کس جگہ آپؐ ملیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ''سب سے پہلے پل صراط پر مجھے تلاش کرنا۔''

میں نے کہا ''اگر آپؐ وہاں نہ ملیں تو کہاں تلاش کروں گا؟''

آپؐ نے فرمایا ''اس جگہ تلاش کرنا جہاں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے۔''

میں نے پوچھا ''اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملے؟''
آپؐ نے فرمایا ''پھر حوضِ کوثر پر آنا میں ان تین مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ضرور ملوں گا۔''

(۲۸۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷜ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا ذَا رَدَّ اِلَیْكَ رَبُّكَ فِی الشَّفَاعَةِ؟

قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِیَدِهٖ لَقَدْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَوَّلُ مَنْ یَّسْأَلُنِیْ عَنْ ذَلِكَ مِنْ اُمَّتِیْ لِمَا رَأَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْعِلْمِ ،

وَالَّذِیْ نَفْسَ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَمَا یُهِمُّنِیْ مِنِ انْقِصَافِهِمْ عَلٰی اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اَهَمُّ عِنْدِیْ مِنْ تَمَامِ شَفَاعَتِیْ لَهُمْ

وَشَفَاعَتِیْ لِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا وَّاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یُصَدِقُ لِسَانَهٗ قَلْبُهٗ وَقَلْبَهٗ لِسَانُهٗ ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان ومسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ''اے اللہ کے رسول ﷺ، امت کی شفاعت کے بارے میں آپؐ کے رب نے آپؐ سے کیا وعدہ کیا ہے۔''

آپؐ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے مجھے یقین تھا کہ تم اس کے بارے میں سب سے پہلے پوچھو گے کیونکہ میں جانتا ہوں تم علم کے بڑے حریص ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، مجھے زیادہ سے زیادہ اپنی امت کے جنت میں داخل ہونے کی فکر ہے، مجھے اس کی فکر نہیں ہے کہ لوگ اونچا مقام پائیں، فکر اس کی ہے کہ انہیں جنت ملے۔

میں ان لوگوں کے حق میں سفارش کروں گا جو اس بات کی اخلاص کے ساتھ گواہی دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور گواہی اس طرح دیں گے کہ ان کا دل ان کی زبان کی تصدیق کرتا ہو اور زبان ان کے قلب کی تصدیق کرتی ہو۔''

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ خلوص کے ساتھ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ سلم پر ایمان لائے

ہوں اور زبان اور دل میں دونوں جگہ ایمان ہو۔ یہ گواہی دل سے نکل کر زبان پر آئی ہو، قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔

(۲۸۴) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَآئِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد، بزار، طبرانی، ابن حبان، بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''میں اپنی امت کے ان لوگوں کے لئے سفارش کروں گا جو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہے۔''

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ ایک شخص پوری سچائی کے ساتھ ایمان لایا، کلمہ پڑھا لیکن بدقسمتی سے ساری زندگی بڑے بڑے گناہوں میں لت پت رہا یہاں تک کہ بغیر توبہ کے مرگیا تو ظاہر ہے اسے جنت تو ملے گی نہیں، لازماً جہنم کی آگ میں اسے پھینک دیا جائے گا، اب اگر زندگی بھر گناہ کرتے کرتے ایمان بالکل ختم ہوگیا ہے تو ایسے آدمی کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سفارش کرنے کی اجازت ملے گی نہ آپ ﷺ سفارش کریں گے۔ اور نہ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جانے کا سوا پیدا ہوتا ہے۔ ہاں، ساری زندگی گناہ میں ڈوبا رہا اور نتیجۂ جہنم میں گیا اور علیم وخبیر خدا نے جانا کہ اس کے دل میں ایمان موجود ہے، مرا نہیں ہے چاہے وہ ذرا برابر ہی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارش کی اجازت ملے گی۔ آپؐ سفارش فرمائیں گے اور جہنم سے نکالا جائے گا اور جنت میں پہنچا دیا جائے گا کیونکہ ایمان کی اللہ کے یہاں بڑی قدر و قیمت ہے، لیکن کس مسلمان جہنمی کے اندر ایمان باقی ہے اور کس کا ایمان گناہ کرتے کرتے بھسم ہوگیا ہے، اس کو سوائے علیم و خبیر خدا کے اور کون جان سکتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ آدمی جلد از جلد ہوش ہوحواس کی حالت میں توبہ کرے، اپنے رب کی طرف پلٹے .... یہ حدیث اور دوسری حدیثیں جو شفاعت کا مضمون بیان کرتی ہیں مسلمان کو بہت زیادہ ڈرانے والی ہیں لیکن افسوس کہ یہی حدیثیں بے عملی اور بدعملی کا سہارا بن گئی ہیں۔ ایسے لوگوں کی آنکھیں جب آخرت میں حقیقت کا مشاہدہ کریں گی تب روئیں گی اور روتی ہی رہیں گی۔

جہنم اور اہلِ جہنم

(۲۸۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لَا يَحِلُّ اَنْ يَّصْطَرِمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَاِنِ اصْطَرَمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لَّمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ اَبَدًا ، وَاَيُّهُمَا بَدَأَ صَاحِبَهٗ كُفِّرَتْ ذُنُوْبُهٗ ، وَاِنْ هُوَ سَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ، وَلَمْ يَقْبَلْ سَلَامَهٗ رَدَّ عَلَيْهِ الْمَلَكُ ، وَرَدَّ عَلٰى ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ ابوبکر بن ابی شیبہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''تین دن سے زیادہ دو مسلمانوں کا باہم قطع تعلق کئے رکھنا جائز نہیں ہے اگر اس سے زیادہ قطع تعلق رکھا تو وہ دونوں جنت میں کبھی اکٹھا نہ ہوں گے اور ان میں سے جو بھی سب سے پہلے سلام کے ذریعہ تعلق جوڑے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور اگر اس نے صلح کا ہاتھ بڑھانا چاہا مگر اس نے اس کا سلام قبول نہیں کیا اور تعلق نہیں جوڑا تو سلام کرنے والے کا جواب فرشتہ دے گا اور سلام کا جواب نہ دینے والے کے ساتھ شیطان ہوگا۔''

تشریح:- یہ تین دن سے زیادہ بے تعلق رہنا ناجائز صرف اس صورت میں ہے جب کہ کوئی دینی مصلحت نہ ہو، اگر کوئی دینی مصلحت ہو تو اس سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جا سکتا ہے مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک اپنی بیویوں سے تعلق توڑے رکھا کیونکہ تربیتی مقاصد پیشِ نظر تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔

(۲۸۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً ، فَاِذَا اَوْصٰى حَافَ فِيْ وَصِيَّتِهٖ فَيُخْتَمُ لَهٗ بِشَرِّ عَمَلِهٖ فَيَدْخُلُ النَّارَ ،

وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِيْنَ سَنَةً ، فَيَعْدِلُ فِيْ وَصِيَّتِهٖ ، فَيُخْتَمُ لَهٗ بِخَيْرِ عَمَلِهٖ ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ (ترغیب وترہیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''آدمی ستر سال تک نیک کام کرتا رہتا ہے لیکن مرتے وقت وہ اپنے مال کے سلسلے میں غلط وصیت کر کے برے عمل پر اپنا خاتمہ کرتا ہے اور نتیجتاً

جہنم میں چلا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا آدمی ستر سال تک برے اعمال کرتا ہے لیکن مرتے وقت اپنی وصیت میں عدل وانصاف کی روش اختیار کرتا ہے اس طرح اس کا خاتمہ نیک کام پر ہوتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔

تشریح:۔ ستر سال تک برائی کرنے والا شخص توبہ کر لیتا ہے، نیک عملی کی زندگی گزارنے لگتا ہے، اتنا نیک بن جاتا ہے کہ اپنے مال میں غلط وصیت نہیں کرتا، تو ظاہر ہے اسے جنت ملنی ہی چاہئے۔ ایسا نہیں ہے کہ ساری زندگی بڑے بڑے گناہ کرتا رہا، یہاں تک کہ مرتے وقت تک توبہ نہیں کی، بس یہی ایک منصفانہ وصیت کی، جس کی وجہ سے اسے جنت مل گئی۔

(۲۸۷) وَعَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

اِنَّ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ بِالنَّاسِ يُفْتَحُ لِاَحَدِهِمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّةِ ، فَيُقَالُ لَهٗ هَلُمَّ ،

فَيَجِيْءُ بِكَرْبِهٖ وَغَمِّهٖ ، فَاِذَا جَآءَهٗ اُغْلِقَ دُوْنَهٗ ۔

فَمَا يَزَالُ كَذَالِكَ حَتّٰى اَنَّ اَحَدَهُمْ لَيُفْتَحُ لَهُ الْبَابُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ : هَلُمَّ ، فَمَا يَأْتِيْهِ مِنَ الْاِيَاسِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بیہقی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے) کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ لوگ جو دنیا میں لوگوں کا مذاق اڑاتے تھے آخرت میں جنت کا ایک دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ ''آؤ (اور اس میں داخل ہو)''

تو وہ غمگین اور پریشان حالت میں دروازے کی طرف جائیں گے اور جب دروازے کے پاس پہنچیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

پھر دوسرا دروازہ ان کے سامنے کھولا جائے گا اور آواز دی جائے گی کہ ''آؤ آؤ۔

یہ پریشانی کی حالت میں جائیں گے اور جب وہاں پہنچیں گے تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔

برابر اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ آخر میں جنت کا دروازہ کھلے گا اور ان کو بلایا جائے گا لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں جائیں گے۔''

(۲۸۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ
عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ
اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا رَّجُلٌ فِیْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِی الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری ومسلم)

نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔
آپؐ نے فرمایا، ''جہنم میں سب سے زیادہ معمولی عذاب جس کو دیا جائے گا۔ وہ وہ شخص ہوگا جس کے دونوں پاؤں کے نیچے جہنم کی آگ کے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جس سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولھے پر رکھی ہوئی دیگچی کھولتی ہے۔''

آدمی کے خلاف اعضا کی گواہی

(۲۸۹) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:
كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَضَحِكَ ، فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ اَضْحَكُ ؟

قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ،

قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ ، فَيَقُوْلُ يَارَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ؟

يَقُوْلُ بَلٰى ،
فَيَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اُجِيْزُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِیْ شَاهِدًا اِلَّا مِنِّیْ ،
فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا وَّالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا۔

قَالَ فَيُخْتِمُ عَلٰى فِيْهِ وَيَقُوْلُ لِاَرْكَانِهٖ انْطِقِيْ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ۔

فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کو ہنسی آئی، تو ہم سے دریافت کیا ''تمہیں معلوم ہے مجھے ہنسی کیوں آئی؟''

ہم نے عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسولؐ ہی واقف ہیں۔

آپؐ نے فرمایا ''مجھے اس پر ہنسی آئی کہ قیامت کے دن ایک مجرم بندہ خدا سے کہے گا'

''اے رب! آج مجھ پر ظلم تو نہیں ہوگا؟''

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ''ہاں آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔''

تو وہ کہے گا۔ ''آج میں کسی کو اپنے بارے میں گواہی دینے کی اجازت نہ دوں گا میں خود ہی گواہی دوں گا۔''

اللہ تعالیٰ کہے گا۔ ''آج تو خود اپنا حساب لینے کے لئے اور تیرا نامۂ اعمال تیار کرنے والے فرشتے گواہی دینے کے لئے کافی ہیں۔''

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) ''چنانچہ اس کی زبان بند کر دی جائے گی اور اس کے جسم کے اعضاء کو حکم دیا جائے گا کہ تم اس کے اعمال کی گواہی دو' تو اعضا اس کے ایک ایک عمل کی گواہی دیں گے' پھر اس کی زبان کھل جائے گی اور گویائی کی قوت لوٹ آئے گی۔

تو اپنے اعضاء کو ملامت کرتے ہوئے کہے گا۔ ''تم پر خدا کی لعنت ہو' تم پر خدا کی پھٹکار پڑے' میں تو دنیا میں تمہاری طرف سے مدافعت کرتا تھا اور تم نے آج میرے خلاف گواہی دی۔''

تشریح:۔ مطلب یہ کہ دنیا میں تمہیں موٹا کرنے کے لئے' تمہیں آرام پہنچانے کے لئے میں نے حرام وحلال کی تمیز اٹھا دی تھی' خدا کی رضا اور ناراضگی کا تصور دماغ سے نکال دیا تھا اور تمہیں نے وقت پر دغا دی مجرم بنا کر چھوڑا۔

(۲۹۰) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

لَيْلَةً اُسْرِيَ بِنَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، نَظَرَ فِي النَّارِ، فَاِذَا قَوْمٌ يَّاكُلُوْنَ

الُجِیُفَ۔

قَالَ: مَنُ ھٰؤُلَاءِ یَاجِبُرِیُلُ ؟

قَالَ : ھٰؤُلَاءِ الَّذِیُنَ یَأکُلُوُنَ لُحُوُمُ النَّاسِ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ احمد)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس رات معراج کو گئے جہنم کو دیکھا۔ وہاں آپؐ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مردہ سڑی ہوئیں لاشیں کھا رہے تھے۔

آپؐ نے پوچھا ''اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے بتایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے)۔''

(۲۹۱) عَنُ جَابِرٍ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

یَبُعَثُ اللّٰہُ یَوُمَ الُقِیَامَۃِ نَاسًا فِیُ صُوَرِ الذَّرِّ یَطَؤُھُمُ النَّاسُ بِاَقُدَامِھِمُ ،

فَیُقَالُ ، مَاھٰؤُلَاءِ فِیُ صُوَرِ الذَّرِّ؟

فَیُقَالُ ، ھٰؤُلَاءِ الُمُتَکَبِّرُوُنَ فِی الدُّنُیَا۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ بزار)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے گا۔ لوگ ان کو اپنے قدموں سے روندیں گے۔

پوچھا جائے گا ''یہ چیونٹیوں کی شکل میں کون لوگ ہیں؟''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جائے گا ''یہ دنیا میں تکبر کرنے والے لوگ ہیں۔''

تشریح:- تکبر کی حقیقت جان لینی چاہئے۔ اس کی جو حقیقت قرآن اور احادیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کو خالق و مالک جانے اور زبان سے اسے اپنا خالق اور رب کہے لیکن اس کے حکم کو نہ مانے۔ ظاہر بات ہے کہ جو خدا کے مقابلے میں اپنی بڑائی کا مظاہرہ کرے گا وہ

اپنے جیسے انسانوں کو لازماً حقیر جانے گا۔ ابلیس اللہ کو خالق مانتا ہے، محسن اور منعم بھی تسلیم کرتا ہے اور بار بار زبان سے رب بھی کہتا ہے لیکن اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو انکار کر دیتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تکبر کہا ہے۔ حدیث میں بھی یہی بات کہی گئی ہے مسلمان متکبرین وہ ہیں جو خدا کو اپنا خالق اور پروردگار مانتے اور جانتے ہیں کہ ان کے خالق و پروردگار نے نماز فرض کی ہے، روزہ فرض کیا ہے، زکوٰۃ فرض کی ہے اور حج فرض کیا ہے مگر نہ نماز پڑھتے، نہ روزہ رکھتے، اور نہ زکوٰۃ و حج ادا کرتے ہیں، یہ لوگ سب سے بڑے متکبر ہیں۔

(۲۹۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:
اُتِیَ بِفَرَسٍ یَّجْعَلُ كُلَّ خَطْوٍ مِّنْهُ اَقْصٰی بَصَرِهٖ ، فَسَارَ وَسَارَ مَعَهٗ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ، فَاَتٰی عَلٰی قَوْمٍ یَّزْرَعُوْنَ فِیْ یَوْمٍ وَّیَحْصُدُوْنَ فِیْ یَوْمٍ كُلَّمَا حَصَدُوْا عَادَ كَمَا كَانَ ،
فَقَالَ ، یَاجِبْرِیْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ ،
قَالَ ، هٰؤُلَاءِ الْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ، تُضَاعَفُ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّمَا اَنْفَقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ،
ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ تُرْضَخُ رُءُوْسُهُمْ بِالصَّخْرِ كُلَّمَا رَضِخَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ ، وَلَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ ،
قَالَ: یَاجِبْرِیْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ ؟
قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ تَتَاقَلَتْ رُءُوْسُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ ،
ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ عَلٰی اَدْبَارِهِمْ رِقَاعٌ ، وَّعَلٰی اَقْبَالِهِمْ رِقَاعٌ یَّسْرَحُوْنَ كَمَا تَسْرَحُ الْاَنْعَامُ اِلَی الضَّرِیْعِ وَالزَّقُّوْمِ وَرَضْفِ جَهَنَّمَ ،
قَالَ : مَاهٰؤُلَاءِ یَا جِبْرَیْلُ
قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ لَا یُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ اَمْوَالِهِمْ مَّا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ ، وَمَا اللّٰهُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔
ثُمَّ اَتٰی عَلٰی رَجُلٍ قَدْجَمَعَ حُزْمَةً عَظِیْمَةً لَّا یَسْتَطِیْعُ حَمْلَهَا

وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّزِيْدُ اَنْ يَّزِيْدَ عَلَيْهَا،

قَالَ: يَاجِبْرِيْلُ مَا هٰذَا؟

قَالَ ، هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِكَ عَلَيْهِ اَمَنَةُ النَّاسِ لَا يَسْتَطِيْعُ اَدَآءَهَا وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّزِيْدَ عَلَيْهَا ،

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ وَاَلْسِنَتُهُمْ بِمَاقَارِيْضَ مِنْ حَدِيْدٍ، كُلَّمَا قُرِضَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ ، لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ مِّنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ ،

قَالَ: يَاجِبْرِيلُ مَا هٰؤُلَاءِ؟

قَالَ: خُطَبَآءُ الْفِتْنَةِ ،

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى جُحْرٍ صَغِيْرٍ يَّخْرُجُ مِنْهُ ثَوْرٌ عَظِيْمٌ فَيُرِيْدُ الثَّوْرُ اَنْ يَّدْخُلَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ فَلَا يَسْتَطِيْعُ ،

قَالَ: مَاهٰذَا يَاجِبْرِيْلُ؟

قَالَ: هٰذَا الرَّجُلُ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ الْعَظِيْمَةِ فَيَنْدَمُ عَلَيْهَا فَيُرِيْدُ اَنْ يَّرُدَّهَا فَلَا يَسْتَطِيْعُ۔ (ترغیب وترہیب)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معراج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسا گھوڑا لایا گیا جس کی تیز رفتاری کا یہ حال تھا کہ اس کا ہر قدم حد نظر پر پڑتا تھا' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کی معیت میں چلے اور آسمان پر پہنچے تو آپؐ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جو ہر دن بوتے ہیں اور اسی دن کاٹ لیتے ہیں اور کاٹ لینے کے بعد پھر ان کی کھیتی تیار ہو جاتی ہے۔

تو آپؐ نے پوچھا ''اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے کہا'' یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں' ان کی ہر نیکی پر سات سو گنا اجر ملتا ہے' جو کچھ انہوں نے دنیا میں خرچ کیا تھا اس کا عوض مل رہا ہے۔''

پھر آپؐ کا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے اور کچلنے کے بعد پھر سر ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ برابر ان کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا تھا۔

آپؐ نے پوچھا ''اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے بتایا ''یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں نماز سے سستی برتتے تھے۔''

پھر آپؐ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو چیتھڑے پہنے ہوئے تھے اور جس طرح جانور چرتے ہیں اس طرح وہ تھوہڑ اور جھاڑ کانٹے اور جہنم کے گرم پتھر کھا رہے ہیں جسم پر لباس نہیں صرف چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور کھانے کا نام نہیں اس لئے بھوک سے بے تاب وہ چیز کھا رہے ہیں جو کھانے کی نہیں۔

آپؐ نے پوچھا۔ ''اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے کہا ''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے...... اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا' اللہ تو بندوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا۔''

آپؐ نے پوچھا ''اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے بتایا یہ فتنہ اور گمراہی پھیلانے والے مقررین ہیں۔''

اس کے بعد آپؐ ایک چھوٹے سوراخ کے پاس پہنچے۔ آپؐ نے دیکھا کہ اس چھوٹے سوراخ سے ایک بہت بڑا بیل نکلا اور پھر اسی سوراخ میں جانا چاہتا ہے لیکن جا نہیں سکتا۔

آپؐ نے پوچھا ''اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟''

انہوں نے بتایا ''یہ شخص اپنی زبان سے غلط لفظ نکالتا پھر پچھتاتا اور اس کی تلافی کرنا چاہتا مگر زبان سے نکلنے کے بعد وہ لفظ کیونکر واپس ہوتا۔''

(۲۹۳) عَنْ شَفِيِّ بْنِ مَاتِعٍ الْاَصْبَحِيِّ ﷜ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ:

اَرْبَعَةٌ يُّؤْذُوْنَ اَهْلَ النَّارِ عَلٰى مَابِهِمْ مِّنَ الْاَذٰى يَسْعَوْنَ بَيْنَ الْحَمِيْمِ وَالْجَحِيْمِ يَدْعُوْنَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ ،

يَقُوْلُ اَهْلُ النَّارِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مَابَالُ هٰؤُلَاءِ قَدْ اٰذَوْنَا عَلٰى مَابِنَا مِنَ الْاَذٰى؟

قَالَ فَرَجُلٌ مُّغْلَقٌ عَلَيْهِ تَابُوْتٌ مِّنْ جَمْرٍ ،

وَرَجُلٌ يَّجُرُّ اَمْعَآءَهٗ ،

وَرَجُلٌ يَّسِيْلُ فُوْهُ قَيْحًا وَّدَمًا ،
وَّرَجُلٌ يَّأْكُلُ لَحْمَهٗ ،
قَالَ فَيُقَالُ لِصَاحِبِ التَّابُوْتِ مَابَالُ الْأَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَابِنَا مِنَ الْأَذٰى ،
فَيَقُوْلُ اِنَّ الْأَبْعَدَمَاتَ وَفِیْ عُنُقِهٖ اَمْوَالُ النَّاسِ مَايَجِدُ لَهَا قَضَآءً وَّوَفَاءً،
ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِیْ يَجُرُّا مُعَائَهٗ مَابَالُ الْأَبْعَدِ قَدْاٰذَانَا عَلٰى مَابِنَا مِنَ الْأَذٰى،
فَيَقُوْلُ اِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ لَا يُبَالِیْ اَيْنَ اَصَابَ الْبَوْلُ مِنْهُ لَا يَغْسِلُهٗ،
ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِیْ يَسِيْلُ فُوْهُ قَيْحًا وَّدَمًا، مَّا بَالُ الْأَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَابِنَا مِنَ الْأَذٰى؟
فَيَقُوْلُ اِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ يَقِفُ عَلٰى كَلِمَةٍ فَيَسْتَلِذُّهَا كَمَا يُسْتَلَذُّ الرَّفَثُ ،
ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِیْ يَأْكُلُ لَحْمَهٗ مَابَالُ الْأَبْعَدِ قَدْ اَذَانَا عَلٰى مَابِنَا مِنَ الْأَذٰى؟
فَيَقُوْلُ اِنَّ الْأَبْعَدَ كَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ بِالْغِيْبَةِ وَ يَمْشِیْ بِالنَّمِيْمَةِ۔ (ترغیب وترہیب)

شفی بن ماتع رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ''چار آدمی جہنم میں ایسے ہوں گے جن کی وجہ سے اہلِ جہنم بھی پریشان ہوں گے۔ یہ لوگ کھولتے ہوئے نہایت گرم پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ کے درمیان دوڑ رہے ہوں گے اور ہائے شامت ہائے بربادی' کے الفاظ ان کی زبان سے نکل رہے ہوں گے۔

جہنمی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ہم تو ویسے ہی تکلیف میں تھے' ان بدبختوں نے مزید ہم کو اذیت میں مبتلا کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
''ان چاروں میں سے ایک آدمی وہ ہوگا جسے آگ کے صندوق میں بند کردیا گیا ہو۔
دوسرا وہ شخص ہوگا جس کی انتڑیاں نکل پڑی ہیں وہ اپنی انتڑیوں کے ساتھ اِدھراُدھر بھاگتا پھر رہا ہے۔
تیسرا وہ شخص ہوگا جسے کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا۔
چوتھا وہ شخص ہوگا جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہے۔
صندوق والے جہنمی کو دیکھ کر دوسرے لوگ کہیں گے کہ ''یہ منحوس اور شامت زدہ آدمی جس کی پریشانی سے ہم بھی اذیت میں ہیں اس نے دنیا میں کیا کیا تھا؟ (کس جرم کی پاداش میں اسے یہ سزا مل رہی ہے؟'')
اللہ تبارک وتعالیٰ بتائے گا۔ ''یہ شخص اس حال میں مرا ہے کہ اس کے ذمہ لوگوں کا مال باقی تھا، لیکن باوجود قدرت کے اس نے لوگوں کی امانتیں اور قرضے واپس نہیں کئے۔''
پھر دوسرے آدمی کے بارے میں اہلِ جہنم جاننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''یہ شخص اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا (طہارت اور پاکی سے بے پروا تھا۔)''
اسی طرح تیسرے آدمی کے بارے میں وہ پوچھیں گے تو اللہ تعالیٰ بتائے گا کہ ''یہ شخص برے الفاظ سے اس طرح دلچسپی لیتا تھا جس طرح بدکاروں کو شہوانی باتوں میں مزا آتا ہے۔''
اور آخر میں اس شخص کی بابت اہلِ جہنم پوچھیں گے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ انہیں بتائے گا ''یہ شخص پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائی بیان کرتا تھا تاکہ لوگوں کی نظروں سے اسے گرادے۔ اور اِدھراُدھر چغلی کھاتا پھرتا تاکہ خوش گوار تعلقات ختم ہوجائیں اور وہ آپس میں لڑ پڑیں۔''

جنت اور اہلِ جنت

(۲۹۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
اِنَّ لِلّٰهِ خَلْقًا خَلَقَهُمْ لِحَوَآئِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ اِلَيْهِمْ فِيْ حَوَآئِجِهِمْ، اُولٰئِكَ الْاٰمِنُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)
حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ نے کچھ آدمیوں کو لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ لوگ اپنی ضرورتیں لئے ہوئے ان کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔''

(۲۹۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ شَدَّادٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ بَنِیْ عُذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ فَاَسْلَمُوْا،

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ، مَنْ یَّكْفِیْهِمْ ؟

قَالَ طَلْحَةُ اَنَا ،

قَالَ ، فَكَانُوْا عِنْدَ طَلْحَةَ ، فَبَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ بَعْثًا ، فَخَرَجَ فِیْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْهِ اٰخَرُ فَاسْتُشْهِدَ ، ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِهٖ ،

قَالَ طَلْحَةُ فَرَأَیْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِیْنَ كَانُوْا عِنْدِیْ فِی الْجَنَّةِ، فَرَأَیْتُ الْمَیِّتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ اَمَامَهُمْ ، وَرَأَیْتُ الَّذِیْ اسْتُشْهِدَ اٰخِیْرًا یَّلِیْهِ ، وَرَأَیْتُ اَوَّلَهُمْ اٰخِرَهُمْ۔

قَالَ ، فَدَخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِكَ ، فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ،

فَقَالَ ، وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ ؟ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُّؤْمِنٍ یُّعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامَ لِتَسْبِیْحِهٖ وَتَكْبِیْرِهٖ وَتَهْلِیْلِهٖ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ احمد وابویعلیٰ)

عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی عذرہ کے تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ ''ان تینوں کی میزبانی کون کرے گا؟''

طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''میں ان کی کفالت کروں گا۔''

چنانچہ یہ لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ بعد میں کسی موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

جہاد میں کچھ لوگوں کو بھیجا تو ان میں سے ایک مجاہدین کے ساتھ گیا اور شہادت پائی۔ پھر ایک دوسری فوج بھیجی گئی اس کے ساتھ ان میں کا دوسرا گیا۔ اس نے بھی شہادت پائی۔ رہا تیسرا تو وہ اپنے بستر پر طبعی موت مرا۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا' جو شخص بستر پر طبعی موت سے مرا تھا وہ ان دونوں سے آگے تھا۔ اس کے بعد دوسرا شہید جو پہلے شہید ہوا تھا وہ ان دونوں سے پیچھے تھا۔''

طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں'' مجھے یہ بات کھٹکی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپؐ سے اس خواب کا ذکر کیا۔''

آپؐ نے فرمایا ''تمہیں اس پر تعجب کیوں ہو رہا ہے؟ ظاہر ہے جو مومن اسلام کی حالت میں لمبی عمر پائے وہ اپنی تسبیح، تکبیر اور تہلیل کے ذریعہ اونچا ہو ہی جائے گا۔''

تشریح:- تیسرا شخص جہاد میں شریک ہونے کی تمنا رکھتا تھا لیکن موت نے اس کا موقعہ نہ دیا' ایسا شخص قیامت میں شہیدوں میں شمار کیا جائے گا۔ پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کے مقابلہ میں زیادہ عمر پائی اور یہ عمر تمام تر اللہ کی اطاعت میں گزری تو ان دونوں سے آخرت میں اس کو اونچا ہونا ہی چاہئے۔

(۲۹۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:

تَجْتَمِعُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،

فَقَالَ اَيْنَ فُقَرَآءُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَمَسَاكِيْنُهَا ؟

فَيَقُوْمُوْنَ ، فَيُقَالَ لَهُمْ ، مَاذَا عَمِلْتُمْ ؟

فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ابْتَلَيْتَنَا فَصَبَرْنَا ، وَوَلَّيْتَ الْاَمْوَالَ وَالسُّلْطَانَ غَيْرَنَا،

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ، صَدَقْتُمْ ـ

قَالَ : فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ النَّاسِ وَتَبْقٰى شِدَّةُ الْحِسَابِ عَلٰى ذَوِى الْاَمْوَالِ وَالسُّلْطَانِ۔

قَالُوْا فَاَيْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَئِذٍ ؟

قَالَ تُوْضَعُ لَهُمْ كَرَاسِيٌّ مِنْ نُّوْرٍ ، وَيُظَلِّلُ عَلَيْهِمُ الْغَمَامُ يَكُوْنُ ذٰلِكَ الْيَوْمُ اَقْصَرَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ سَاعَةٍ مِّنْ نَّهَارٍ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپؐ نے ارشاد فرمایا'' تم لوگ قیامت کے دن حشر کے میدان میں جمع ہو گے۔''

تو اللہ تعالیٰ کہے گا،'' اس امت کے فقرا اور مسکین لوگ کہاں ہیں۔''

یہ سن کر فقرا اور مساکین خدا کے حضور جائیں گے۔

وہ ان سے پوچھے گا کہ'' تم نے دنیا میں کیا عمل کیا ہے؟''

وہ کہیں گے'' اے ہمارے رب' آپ نے ہم کو معاشی تنگی کے امتحان میں ڈالا تو ہم نے صبر کیا' اور دوسروں کو مال اور اقتدار ملا (ہم ان دونوں سے محروم رہے لیکن ہم دین پر جمے رہے)

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ'' ہاں تم نے ٹھیک کہا۔''

یہ لوگ دوسرے لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور اہلِ اقتدار اور اہلِ دولت حساب دینے کے لئے خدا کی عدالت میں رہ جائیں گے۔ ان کا حساب لمبا ہو گا اور سخت ہو گا (کیونکہ انہوں نے مال اور اقتدار پا کر شکر گزاری کا راستہ اختیار نہیں کیا۔)

لوگوں نے پوچھا'' مومنین کا اس دن کیا حال ہو گا؟''

آپؐ نے بتایا کہ'' وہ لوگ نور کی کرسیوں پر بیٹھیں گے ان کے اوپر گھنی بدلی کا سایہ ہو گا اور وہ حساب کا دن (جو دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا) مومنین کے لئے مختصر ہو جائے گا۔ ان کو ایسا معلوم ہو گا جیسے دن کی ایک گھڑی۔''

تشریح:- ''راہِ عمل'' کی حدیث نمبر ۳۴ میں بتایا گیا ہے کہ جتنا وقت فرض نماز ادا کرنے میں لگتا ہے اتنا وہ دن مومنین کے لئے مختصر ہو جائے گا اور جس طرح نماز ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی تھی' اسی طرح قیامت کا دن ان کے لئے راحت کا دن بن جائے گا۔

(۲۹۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِنَّ فِى الْجَنَّةِ غُرَفًا يُّرٰى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ

ظَاهِرِهَا ،

فَقَالَ اَبُوْمَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیُّ ، لِمَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟

قَالَ لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَآئِمًا وَّالنَّاسُ نِیَامٌ

(ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔''

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بالا خانے کن لوگوں کے حصے میں آئیں گے؟'' آپؐ نے فرمایا'' پاکیزہ گفتگو کرنے والوں کے حصے میں، ان لوگوں کے حصے میں جو غریبوں کو کھانا کھلائیں، اور ان کے حصے میں جو تہجد کے لئے اٹھیں جب کہ لوگ سوتے ہوں۔''

(۲۹۸) وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَأْتُکُمْ مَّا اَوَّلُ مَایَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَا اَوَّلُ مَا یَقُوْلُوْنَ لَهٗ ؟

قُلْنَا ، نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

قَالَ ، اِنَّ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَآئِیْ ؟

فَیَقُوْلُوْنَ ، نَعَمْ یَارَبَّنَا،

فَیَقُوْلُ لِمَ ؟

فَیَقُوْلُوْنَ ، رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ ،

فَیَقُوْلُ ، قَدْ وَجَبَتْ لَکُمْ مَّغْفِرَتِیْ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد)

معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر تم لوگ چاہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنین سے سب سے

پہلے کیا کہے گا اور وہ کیا جواب دیں گے۔''

ہم لوگوں نے عرض کیا ''ہاں اے اللہ کے رسولؐ، بتائیے۔''

آپؐ نے فرمایا ''اللہ عزوجل مومنین سے کہے گا۔'' کیا تم لوگ میری ملاقات کے خواہش مند تھے؟''

مومنین کہیں گے ''ہاں اے ہمارے رب' آپ کی ملاقات کے آرزومند تھے۔''

اللہ پوچھے گا کیوں؟

وہ کہیں گے کہ ''ہم کو اس بات کی امید تھی کہ آپ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔''

تو اللہ فرمائے گا۔ ''تمہارے گناہوں کی بخشش میں نے اپنے اوپر لازم کر لی (چنانچہ ان کو گناہوں کی آلائش سے پاک کر کے جنت میں داخل کرے گا۔'')

(۲۹۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِیُ ﷺ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ،

هَلْ تَدْرُوْنَ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟

قَالُوْا، اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ،

قَالَ ، اَلْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ ، وَتُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ ، وَيَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُ لَهَا قَضَآءً ،

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ مَّلَآئِكَتِهٖ ، اِئْتُوْهُمْ فَحَيُّوْهُمْ ، فَتَقُوْلُ الْمَلَآئِكَةُ ، رَبَّنَا نَحْنُ سُكَّانُ سَمَآئِكَ وَخِيَرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ ، اَفَتَأْمُرُنَا اَنْ نَأْتِیَ هٰؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا عِبَادًا يَّعْبُدُوْنِیْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِیْ شَيْئًا ، وَّتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ ، وَتُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَيَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُ لَهَا قَضَآءً۔

قَالَ ، فَتَأْتِيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ ، فَيَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ

بَابِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ (سورۃ الرعد آیت ۲۴)

(ترغیب وترہیب بحوالہ احمد و بزار)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم لوگ جانتے ہو اللہ کی مخلوقات میں سے کون لوگ جنت میں پہلے داخل ہوں گے؟''

لوگوں نے کہا ''اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اس کا علم ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنت میں سب سے پہلے غریب مہاجرین جائیں گے جو اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے اور خطرات کا سامنا کرنے میں سب سے آگے ہوتے۔ وہ اپنے دل کا ارمان لئے ہوئے مر گئے' اسے پورا نہ کر سکے۔

اللہ عزوجل اپنے ملائکہ میں سے کچھ لوگوں سے فرمائے گا'' ''تم ان کے پاس جاؤ اور مبارک باد دو۔''

ملائکہ کہیں گے ''اے ہمارے رب' ہم آسمانی مخلوق ہیں اور تیری بہترین مخلوقات ہیں' کیا آپ ہمیں ان کے پاس جانے اور سلام کرنے کا حکم دیتے ہیں؟''

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''یہ میرے وہ بندے ہیں جو صرف میری بندگی کرتے' میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے' یہ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے' ہر طرح کے خطرات کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ یہ لوگ اس حال میں مرے ہیں کہ دنیا میں اپنی قربانیوں کا کوئی صلہ نہیں پا سکے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''ملائکہ یہ سن کر ان کے پاس جنت کے ہر دروازے سے جائیں گے' کہیں گے تمہارے اوپر اللہ کی رحمت ہوئی دین پر جمنے کے نتیجہ میں۔ آخرت کا یہ بہترین صلہ ہے جو تم کو ملا۔''

(۳۰۰) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ یُنَادِیْ مُنَادٍ ،

اِنَّ لَکُمْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا،

وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا ،
وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا ،
وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا ،
وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (السورۃ اعراف آیت ۴۳) (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم وترمذی)

حضرت ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا۔
''اے اہلِ جنت' اب تم کبھی بھی بیمار نہیں پڑو گے' ہمیشہ تندرست رہو گے۔
اب تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی ہمیشہ زندہ رہو گے۔
تم ہمیشہ جوان رہو گے' تم پر بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا۔
اور تم ہمیشہ خوش حال رہو گے' اب کبھی بھی تمہیں تنگی اور فقر وفاقہ لاحق نہیں ہوگا۔
جیسا کہ اللہ عز وجل نے اپنی کتاب میں کہا ہے۔''اور اہلِ جنت سے کہا جائے گا کہ وہ جنت جس کا تم سے قرآن میں وعدہ کیا گیا تھا وہ یہی ہے' تمہیں تمہارے عمل کے نتیجے میں اس کا وارث بنادیا گیا ہے۔''

(۳۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:
مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یُنَعَّمُ وَلَا یُبْأَسُ ، لَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ ، فِی الْجَنَّةِ مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ
(ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگ جنت میں جائیں گے' وہ ہمیشہ خوش حال رہیں گے' فقر وفاقہ سے دوچار نہیں ہوں گے' ان کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے' اور نہ ان کی جوانی ختم ہوگی۔

جنت میں وہ نعمتیں ہیں جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے تصور میں وہ آئیں۔"

(۳۰۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ:
كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا ، فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ:
يَأْتِيْ قَوْمٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ نُوْرُهُمْ كَنُوْرِ الشَّمْسِ ،
قَالَ اَبُوْبَكْرٍ ، نَّحْنُ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟
قَالَ : لَا، وَلَكُمْ خَيْرٌ كَثِيْرٌ ، وَلٰكِنَّهُمُ الْفُقَرَآءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد وطبرانی)

عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں سورج طلوع ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے نورانی ہوں گے سورج کی طرح۔"
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ "کیا وہ ہم لوگ ہوں گے؟"
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں تم لوگوں کو بھی بہت کچھ ملے گا لیکن میں جن لوگوں کا ذکر کر رہا ہوں وہ ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی ہوگی اور زمین کے مختلف گوشوں سے سمٹ کر آئے ہوں گے اور غریب ہوں گے۔"

(۳۰۳) وَعَنْ شَرَحِيْلِ بْنِ الشِّمْطِ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ :
هَلْ اَنْتَ مُحَدِّثِيْ حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ فِيْهِ نِسْيَانٌ وَّلَا كَذِبٌ ؟
قَالَ ، نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ :
قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَحَآبُّوْنَ مِنْ اَجْلِيْ ،
وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَزَاوَرُوْنَ مِنْ اَجْلِيْ ،
وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِيْ لِلَّذِيْنَ يَتَبَاذَلُوْنَ مِنْ اَجْلِيْ ،

وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلَّذِیْنَ یَتَصَادَقُوْنَ مِنْ اَجْلِیْ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہء مسند احمد)

شرجیل ابن شمط نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''کیا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث نہ سنائیں گے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جو سچی ہو اور بھول چوک سے بھی پاک ہو؟''

انہوں نے کہا ''ہاں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو میری خاطر آپس میں دوست بنے ہوں گے'

محض میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوں گے۔

محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں گے۔

اور محض میری خاطر وہ آپس میں دوست بنے ہوں گے۔''

تشریح:- یعنی یہ دوستی اور محبت صرف اللہ کے لئے اور اللہ کے دین کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے کوئی اور دوسرا محرک نہیں ہے' اس مضمون کی بہترین شرح حدیث نمبر ۲۱۸ ''راہِ عمل' ضرور پڑھئے۔

(۳۰۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:
اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ: یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ ،
فَیَقُوْلُوْنَ ، لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُفِیْ یَدَیْکَ ،
فَیَقُوْلُ : ھَلْ رَضِیْتُمْ؟
فَیَقُوْلُوْنَ ، وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ ،
فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟
فَیَقُوْلُوْنَ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟
فَیَقُوْلُ : اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہء بخاری ومسلم وترمذی)

''ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ عزوجل اہلِ جنت سے کہے گا ''اے جنتی لوگو''

وہ لوگ اس کے جواب میں کہیں گے ''اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں...... ہر طرح کی خیر وسعادت آپ کے قبضے میں ہے' فرمایئے کیا حکم ہے؟''

اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا، ''کیا تم لوگ اپنے عمل کا بدلہ پا کر خوش ہوئے؟''

تو وہ جواب دیں گے ''اے ہمارے رب! ہم کیوں نہیں خوش ہوں گے جب کہ آپ نے ہم لوگوں کو وہ نعمتیں دیں جو کسی کو نہیں دیں۔''

اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا ''کیا میں تم کو اس سے زیادہ افضل اور برتر چیز نہ دوں؟''

وہ کہیں گے ''اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔''

اللہ فرمائے گا ''میں تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا، اب تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔''

تشریح:۔ بعض دوسری حدیثوں میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ اہلِ جنت یہ اعلان سن کر اتنا خوش ہوں گے کہ جنت کی نعمتیں بھول جائیں گے' کیونکہ انہیں سب سے بڑی نعمت اس بشارت کی شکل میں ملی ہے۔

☆......☆......☆

اسوۂ رسُول صلی اللّٰہُ علیہ وسلم

نماز

(۳۰۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ:
حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وُجِعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''مجھے دنیا کی تین چیزیں بہت زیادہ محبوب ہیں اپنی بیویاں اور خوشبو اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔''

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مرغوبات میں سے مجھے یہ دو چیزیں پسند ہیں بیوی اور خوشبو، رہی نماز تو وہ ان دونوں سے زیادہ محبوب ہے، وہ میری روحانی غذا ہے اور دل کا سرور ہے۔ کیونکہ نماز نام ہے اللہ کی یاد کا اور اس سے مناجات وہم کلامی کا، یہی حقیقت ایک حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے،

اَرِحْنَا یَا بِلَالُ ،
یعنی ''اے بلال رضی اللہ عنہ ہماری راحت (نماز) کا اہتمام کرو۔''

خشوع

(۳۰۶) عَنْ مُّطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الشِّخِّیْرِ قَالَ:
اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ ، وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت مطرف ابن عبداللہ الشخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے اس طرح کی آواز نکل رہی ہے جیسے پکتی ہوئی ہانڈی سے آواز نکلتی ہے۔''

نماز باجماعت

(۳۰۷) . عَنْ اُمِّ سَلِمَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُقَطِّعُ قِرَآءَ تَہٗ ، یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ ، ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، ثُمَّ یَقِفُ۔

(ترمذی .... بہ روایت لیث)

''اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' کہتے اور ٹھہر جاتے پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتے اور ٹھہر جاتے۔''

تشریح:- مطلب یہ کہ جہری نمازوں (مغرب' عشاء اور فجر) میں سورۃ الحمد کی ہر آیت پر ٹھہرتے اور عام طور پر سورۃ الحمد کے علاوہ بھی ہر آیت پر ٹھہرتے تھے' بعض رمضانی حافظوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت تیز تیز نہیں فرماتے تھے' نہ نماز کے اندر اور نہ نماز کے باہر۔

(۳۰۸) عَنْ يَعْلٰى اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَآءَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُّفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ (ترمذی)

''حضرت یعلیٰ کہتے ہیں' میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح قرآن پڑھتے تھے تو انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات صاف اور واضح ہوتی' ہر ہر حرف الگ الگ سنائی دیتا۔''

فرض نماز کا اہتمام

(۳۰۹) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ، وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ۔ (ابوقتادہ۔ مسلم)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کہیں رات کو پڑاؤ ڈالتے اور رات زیادہ ہوتی تو دائیں کروٹ لیٹ جاتے اور اگر فجر سے ذرا پہلے کہیں ٹھہرتے تو ہاتھ کھڑا کر کے ہتھیلی پر سر رکھ لیتے۔''

تشریح:- یعنی لیٹتے نہیں تھے بلکہ ہاتھ کھڑا کرتے اور اس پر سر رکھ لیتے' ایسا اس لئے کرتے کہ رات بھر کے تھکے ہیں اور صبح ہونے میں کچھ دیر نہیں ہے' اگر کسی کروٹ لیٹ گئے تو فجر کی نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے' اس لئے اس ڈھنگ سے لیٹتے جس میں آنکھ لگنے کا کوئی ڈر ہی نہیں ہے۔

تہجد

(۳۱۰) قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ،

فَقَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا ؟ (بخاری)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دونوں پاؤں سوج جاتے۔ کسی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

تشریح:۔ مطلب یہ کہ خدا نے مجھے گناہوں سے بچا کر اور نبی بنا کر میرے اوپر احسان فرمایا ہے، تو اس کے احسان کا یہ عین تقاضا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ اس کا شکر بجالاؤں۔ مومن کو جتنی ہی نعمتیں ملتی ہیں اتنا ہی اس کے اندر شکر کا جذبہ ابھرتا اور خدا کی بندگی میں تیز تر ہوتا جاتا ہے۔

(۳۱۱) عَنْ عَبْدِ بْنِ اَبِیْ قَیْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَتْ عَآئِشَةُ رضی اللہ عنہا لَاتَدَعْ قِیَامَ اللَّیْلِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَایَدَعُهٗ ، وَكَانَ اِذَا مَرِضَ اَوْكَسِلَ صَلّٰی قَاعِدًا۔ (ابوداؤد۔ترغیب)

''حضرت عبد ابن قیس ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ''قیام لیل (تہجد) مت چھوڑنا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو جاتے یا جسم میں سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔''

حُسنِ اخلاق

(۳۱۲) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ خُلُقُ نَبِیِّ اللّٰهِ الْقُرْاٰنَ۔ (مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق، قرآن تھا، (یعنی قرآن مجید میں جن اعلیٰ اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پائے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہترین نمونہ تھے۔)

(۳۱۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَمْ یَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدمزاج تھے اور نہ ہی بری باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے نکالتے تھے۔''

(۳۱۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِیْنَ ، فَمَا قَالَ لِیْ قَطُّ اُفٍّ وَّلَا قَالَ لِشَیْءٍ فَعَلْتَهٗ لِمَ فَعَلْتَهٗ ؟ وَلَا لِشَیْءٍ لَّمْ اَفْعَلْهُ اَلَا فَعَلْتَ کَذَا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی لیکن اس عرصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے زاری اور نفرت کا کوئی کلمہ کبھی نہیں کہا۔

اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے یہ غلطی کیوں کی،

اور جو کام کرنا چاہئے تھا میں نے نہیں کیا تو کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔''

(۳۱۵) اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ الْبَادِیَةِ کَانَ اسْمُهٗ زَاھِرَبْنَ حَرَامٍ ، وَّکَانَ یُھْدِیْ لِلنَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْبَادِیَةِ ، فَیُجَھِّزُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَادَ اَنْ یَّخْرُجَ ،

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ زَاھِرًا اِنَّ زَاھِرًا بَادِیَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ ،وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُحِبُّهٗ وَکَانَ دَمِیْمًا ،

فَاَتَی النَّبِیُّ ﷺ یَوْمًا وَّھُوَ یَبِیْعُ مَتَاعَهٗ فَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَھُوَ لَا یُبْصِرُهٗ ، فَقَالَ اَرْسِلْنِیْ مَنْ ھٰذَا ؟

فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِیَّ ﷺ فَجَعَلَ لَا یَأْتُوْا مَا اَلْزَقَ ظَھْرَهٗ بِصَدْرِ النَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ عَرَفَهٗ ،

وَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ یَّشْتَرِی الْعَبْدَ ،

فَقَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِذًا وَّاللّٰهِ تَجِدُنِیْ کَاسِدًا ،

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لٰکِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِکَاسِدٍ۔

(مشکوٰۃ۔انس رضی اللہ عنہ)

''ایک بدو جن کا نام زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ ہے ان کا معمول یہ تھا کہ دیہات کی چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور ہدیہ لاتے اور جب وہ اپنے گاؤں کو واپس ہونے لگتے تو نبی

صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہر کی کچھ چیزیں بطور ہدیہ ان کے ساتھ کر دیتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاہر ہمارے دیہاتی دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت فرماتے تھے۔ اور وہ بدصورت آدمی تھے۔ ایک دن جب کہ وہ مدینہ میں اپنا دیہاتی سامان بیچ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے آئے اور انہیں اپنی گود میں لے لیا کہ زاہر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکے تھے۔ انہوں نے کہا "کون ہے؟ مجھے چھوڑ۔"

جب مڑ کے دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تب تو وہ پوری کوشش کرنے لگے کہ اپنی پیٹھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چمٹائے رکھیں۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ (وہ غلام نہ تھے۔ ان کا رنگ سیاہ تھے جیسے حبشی غلاموں کا ہوتا ہے) زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ بہت گھاٹے میں رہیں گے۔ (مجھے بیچ کر بہت تھوڑی قیمت پائیں گے۔)"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم دنیا کے لوگوں کی نظر میں اگر کم قیمت ہو تو کیا ہوا، اللہ کے یہاں تمہاری بڑی قیمت ہے۔"

(۳۱۶) وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ:

كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَّجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ، فَجَذَبَهُ بِرِدَآئِهٖ جَذْبَةً شَدِيْدَةً، فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ اَثَّرَبِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهٖ، ثُمَّ قَالَ، يَا مُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَهٗ بِعَطَآءٍ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری، مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم موٹے کنارہ کی نجران کی بنی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ راستے میں ایک بدو ملا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر نشان پڑ گیا۔

اس نے کہا ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بیت المال سے کچھ دلوایئے۔''
(اس کے زور سے کھینچنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برا نہیں مانا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اس کو بیت المال سے دیئے جانے کا حکم دیا۔

بچوں سے پیار

(۳۱۷) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ :
جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:
اِنَّكُمْ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ وَمَا نُقَبِّلُهُمْ ؟
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، أَوَاَمْلِكُ أَنْ نَّزَعَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ
(ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بدو (دیہاتی عرب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی بچے کو پیار کر رہے تھے)۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں کیا کروں اگر اللہ تعالیٰ نے رحم وکرم کا جذبہ تیرے دل سے کھینچ لیا ہے۔''

بچوں سے مذاق

(۳۱۸) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا ، حَتّٰی يَقُوْلَ لِاَخٍ لِّیْ صَغِيْرٍ يَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ، وَكَانَ لَهٗ نُغَيْرٌ يَّلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ۔
(متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے (اپنے آپ کو لئے دیئے نہیں رہتے تھے) یہاں تک کہ وہ میرے چھوٹے بھائی سے جس کا نام عمیر تھا' از راہ خوش دلی فرماتے۔
''اے عمیر تمہاری چڑیا کیا ہوئی؟''
عمیر کے پاس ایک چھوٹی چڑیا تھی جس سے وہ دل بہلاتا تھا، مر گئی تھی۔''

بچوں کا بوسہ لینا

(۳۱۹) اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِصَبِیٍّ فَقَبَّلَہٗ ، فَقَالَ ،
اَمَا اِنَّھُمْ مَبْخَلَۃٌ مَّجْبَنَۃٌ ، وَاِنَّھُمْ لَمِنْ رَّیْحَانِ اللّٰہِ ۔ (مشکوٰۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا' جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا اور فرمایا:

''یہ بچے آدمی کو بخیل اور بزدل بناتے ہیں اور یہ اللہ کے پھول ہیں۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ اولاد کی محبت فطری ہے اور مومن اگر تربیت یافتہ نہ ہو تو بچوں کی محبت خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے اور خدا کے لئے قربانی دینے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

اصل حدیث میں رَیْحَانٌ' کا لفظ آیا ہے جس کے معنی خوشبودار پھول کے بھی ہیں اور خدا کی بخشش اور عطیہ کے بھی' اور دونوں معنوں کے لحاظ سے یہاں بات ٹھیک بنتی ہے۔ بچے خدا کے خوشبودار پھول بھی ہیں اور خدا کی رحمت اور بخشش بھی ہیں۔

خوش طبعی

(۳۲۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ ،
قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّکَ تُدَاعِبُنَا ،
قَالَ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تعجب اور حیرت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ''ہاں' لیکن کوئی غلط اور خلافِ واقعہ بات نہیں کہتا۔''

تشریح:- عام طور پر مذہبی پیشوا اپنے معتقدین کی مجلسوں میں خاموش بیٹھتے ہیں' ہنسی اور دل لگی کی باتیں ان سے نہیں کرتے۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ خوش طبعی کی باتیں کرنا تقدس اور مشیخت کے منافی نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں

(۳۲۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ۔ (ابن ماجہ۔ابن عباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور میں تم میں سب سے زیادہ بہتر ہوں اپنی بیویوں کے لئے۔''

(۳۲۲) عَنِ الْاَسْوَدِبْنِ يَزِيْدَ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ عَآئِشَةَ ﷺ مَاكَانَ النَّبِىُّ ﷺ يَصْنَعُ فِىْ بَيْتِهٖ:

قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِىْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِىْ خِدْمَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔ (بخاری)

''حضرت اسود ابن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے انہوں نے کہا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کام میں ہاتھ بٹاتے اور جب نماز کا وقت آ جاتا تو مسجد چلے جاتے۔''

(۳۲۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِىْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِىْ بَيْتِهٖ،

وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبُشَرِ يَفْلِىْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا۔ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے ٹانک لیتے، اپنے کپڑے بھی سی لیتے اور اپنے گھر میں وہ سب کام کرتے جو آدمی اپنے گھر میں کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے، اپنے کپڑوں سے جوں نکالتے، اپنی بکری دوہتے اور اپنے سارے کام خود کرتے۔''

(۳۲۴) عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَسْتُرُنِىْ بِرِدَآئِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ

اِلَی الْحَبَشَةِ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی اَکُوْنَ أنَا الَّتِیْ اَسْأَمُهٗ ، فَاقْدُرُوْا قَدْ رَالْجَارِیَةِ الْحَدِیْثَةِ السِّنِّ الْحَرِیْصَةِ عَلَی اللَّهْوِ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں،

''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے آڑ کر لیا کرتے اور میں حبشی لوگوں کو مسجد میں جنگی مشق کرتے دیکھتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک اپنی چادر کی آڑ کئے رہتے جب تک میں خود اکتا نہ جاتی۔

تو اے لوگو! اگر تم کسی کمسن لڑکی سے شادی کرو تو اس کے جذبات وحسیات کا خیال رکھو۔ کمسن عورت کھیل اور تفریح کی شوقین ہوتی ہے۔''

تشریح:۔ حبشی نیزوں اور دوسرے اسلحہ کی مشق مسجد کے صحن میں کرتے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کی آڑ میں ان کا کھیل دیکھتیں۔ جب ان کا جی بھر جاتا تو چلی جاتیں۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نوجوان عورت تھیں اور اس عمر میں عورتوں کے کیا جذبات ہوتے ہیں اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقف تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے آڑ کر دیتے اور یہ جنگی مشق دیکھتیں۔ اس سے اُمت کے لوگوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ اگر ان کی بیویاں نئی عمر کی ہوں تو ان کے جذبات کی جائز حدود میں رہ کر رعایت کرنی چاہئے۔

یہ بات یاد رہے کہ عورت کے دیکھنے پر اس طرح کی پابندی نہیں ہے جس طرح کی پابندی مردوں کے عورتوں کی طرف دیکھنے پر ہے۔

(۳۲۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ رضی اللہ عنہا وَمَا رَأَیْتُهَا قَطُّ ، وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ یَقْطَعُهَا اَعْضَآءً ، ثُمَّ یَبْعَثُهَا فِیْ صَدَآئِقِ خَدِیْجَةَ ،

فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ کَانَ لَمْ یَکُنْ فِی الدُّنْیَا اِمْرَأَةٌ اِلَّا خَدِیْجَةُ ، فَیَقُوْلُ اِنَّهَا کَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ ۔ (متفق علیہ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے کسی پر اتنا رشک مجھ کو نہیں آتا تھا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا۔ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر بہت زیادہ کرتے تھے۔
اور ایسا بہت ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کرتے پھر اس کی بوٹیاں بناتے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے یہاں بھیجتے۔
میں بسا اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتی کہ گویا دنیا میں کوئی عورت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا تھی ہی نہیں......!
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، ''بلا شبہ وہ بہت اچھی عورت تھی۔ وہ ایسی اور ایسی تھی، ان کے یہ اور یہ کارنامے ہیں اور ان سے مجھے اولاد ہوئی۔''
تشریح:- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں اور دعوت و رسالت کے آغاز سے آپ نے ہر طرح کے حالات میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا ہے اور دعوت کی راہ میں ہر طرح کی تکلیفیں ہنسی خوشی برداشت کی ہیں۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ رسالت کے ابتدائی زمانوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ۲۵ ہزار درہم تھے۔ لیکن ۹،۸ سال میں سارا سرمایہ دعوت کی راہ میں لٹا دیا۔ وہ اہلِ ایمان جو ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکال دیئے جاتے ان سب کی کفالت فرماتیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کفایت شعار بیوی کو زندگی بھر نہ بھلا سکے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

بیویوں کے حقوق میں مساوات

(۳۲۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ :
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ ، وَيَقُوْلُ :
اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِىْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِىْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ، يَعْنِى الْقَلْبَ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ ابوداؤد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن حبان)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان باری اور دوسرے تمام حقوق میں پورا عدل وانصاف برتتے اور یہ دعا کرتے،
اے اللہ، یہ منصفانہ تقسیم تو میرے بس کی بات ہے مگر دل کی محبت میرے اختیار سے باہر کی چیز ہے اس لئے اگر کسی بیوی سے زیادہ تعلق خاطر رکھتا ہوں تو مجھ سے اس پر مواخذہ نہ ہو۔''

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو نان نفقہ، خوراک و پوشاک اور دوسرے معاملات میں پورے انصاف سے کام لینا چاہئے، البتہ اگر کسی بیوی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے اور اس میلان کا کوئی اثر عادلانہ تقسیم پر نہیں پڑتا تو قیامت کے دن اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔

بیوی کی تربیت

(۳۲۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتُ اِعْتَلَّ بَعِيْرُ صَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْنَبَ اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا،
فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ ؟
فَغَضِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهَجَرَهَا ذَالْحِجَّةَ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرَ۔ (ابوداؤد)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جو پہلے یہودی مذہب رکھتی تھیں) کا اونٹ بیمار ہو گیا تھا، اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد اونٹ تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ''صفیہ رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ دے دو۔''
زینب رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلا ''بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟''
اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور زینب رضی اللہ عنہا سے ذی الحجہ، محرم اور صفر کے کچھ ایام تک قطع تعلق کئے رکھا۔''

تشریح:۔ معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ مدت تک قطع تعلق کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ کوئی دینی مصلحت ہو، جیسا کہ اس حدیث میں ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ اپنی ذات کے لئے نہیں تھا، بلکہ اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو یہودیت کا طعنہ کیوں دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تربیت یافتہ بیوی کی زبان سے دوسری بیوی سے متعلق اتنا غلط لفظ نکلا کیسے!۔

بے پایاں سخاوت

(۳۲۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَاسُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ شَیْئًاقَطُّ فَقَالَ لَا ۔

(بخاری ومسلم)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سائل کے سوال پر ''نہیں''، کبھی نہیں فرمایا۔

شفاعت کی ترغیب

(۳۲۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا أَتَاهُ السَّآئِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْ جَرُوْا ، ویَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَاشَآءَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل ضرورت مند آتا تو لوگوں سے فرماتے کہ:
''اس کے حق میں سفارش کرو تو تمہیں اجر وثواب حاصل ہوگا اور اللہ جو چاہتا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فیصلہ فرماتا۔''

تشریح:- اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ہدایت کرتے کہ اس کے بارے میں کلمہ خیر کہو، ایک دوسرے کو مدد کرنے پر ابھارو۔ یہ اجر وثواب کا کام ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دینے کا فیصلہ فرماتے دیتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم

(۲۳۰) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ:

مَارَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًاقَطُّ ضَاحِکًا حَتّٰی تُرٰی مِنْهُ لَهَوَاتُهٗ ، اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ۔ (متفق علیہ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ،

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تالو نظر آ جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکراتے تھے۔ (یعنی ٹھٹھا مار کر نہیں ہنستے تھے)۔"

تربیت کا انداز

(۳۳۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ قَلَّ مَايُوَاجِهُ الرَّجُلَ بِشَیْءٍ يَّكْرَهُهٗ فَدَخَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا رَّجُلٌ وَّعَلَيْهِ اَثَرُ صُفْرَةٍ ، فَلَمَّا قَامَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ لَوْغَيَّرَ اَوْنَزَعَ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ۔ (الادب المفرد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے کسی کو براہِ راست کم ہی کسی ناپسندہ بات پر ٹوکتے تھے۔
ایک دن ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس کے اوپر زردی کے اثرات تھے، تو جب وہ جانے کے لئے اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مجلس کو مخاطب بنا کر فرمایا "اگر یہ صاحب پیلے لباس کو بدل دیں یا کپڑے کے پیلے پن کو دور کر دیں تو کتنا اچھا ہو۔"

(۳۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰی فَاطِمَةَ فَوَجَدَ عَلٰی بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ اِلَّا بَدَأَبِهَا،
قَالَ فَجَآءَ عَلِیٌّ فَرَاٰهَا مُهْتَمَّةً فَقَالَ مَالَكِ؟
فَقَالَتْ جَآءَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَیَّ ،
فَاَتَاهُ عَلِیٌّ فَقَالَ ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فَاطِمَةَ اِشْتَدَّ عَلَيْهَآ أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا ،
فَقَالَ وَمَآ اَنَا وَالدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالرَّقْمَةُ ،
قَالَ : فَذَهَبَ إِلٰی فَاطِمَةَ فَاَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
فَقَالَتْ فَقُلْ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ فَمَاتَأْمُرُنِیْ بِهٖ ؟
فَقَالَ ، قُلْ لَّهَا تُرْسِلُ بِهٖٓ إِلٰی بَنِیْ فُلَانٍ۔
(مسند احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات نہیں کی' دروازے سے لوٹ گئے' چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر منقش رنگین پردہ لٹکا ہوا دیکھا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔

اس حدیث کے راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غمگین اور پریشان دیکھا تو پریشانی کا سبب پوچھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں آئے اور دروازے ہی سے لوٹ گئے میرے پاس نہیں آئے۔''

یہ سن کر علی رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بڑا غم ہے اس بات کا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں ملے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا دلچسپی؟ مجھے رنگین منقش پردوں سے کیا مطلب؟''

راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، ''جایئے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھئے کہ وہ مجھے اس پردے کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔''

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''جاؤ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہو کہ اس پردے کو فلاں کے گھر بھیج دے'' (تاکہ کرتا وغیرہ بنا کر عورتیں پہن ڈالیں' غالباً وہ ضرورت مند تھے)۔

تشریح:- دروازے پر رنگین پردے کا لٹکانا شرعاً گناہ نہیں ہے لیکن دنیا کی طرف بڑھنے کی علامت ضرور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں کو قیامت تک آنے والے مومنین اور مومنات کے لئے اسوۂ اور نمونہ بنانا چاہتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

آدابِ طعام

(۳۳۳) مَاعَابَ النَّبِیُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ ، وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ ۔ (متفق علیہ..........ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر اعتراض نہیں کیا اور اس میں کیڑے نہیں نکالے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جی کھانے کو چاہتا تو کھاتے نہیں جی چاہتا تو نہ کھاتے۔''

تشریح:۔ کھانا سے مراد وہ کھانا بھی ہے جو گھر میں پکا ہو اور وہ کھانا بھی جو کسی دعوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا ہو۔

(۳۳۴) اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَارَفَعَ مَائِدَتَهٗ قَالَ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًافِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا۔ (بخاری.....ابوامامہ)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے اور دستر خوان اٹھایا جاتا تو فرماتے شکر ہے اللہ کا، بہت زیادہ بہترین بابرکت شکر ایسا شکر جو ہم خود کریں دوسروں سے نہ کرائیں، ایسا شکر جو کبھی ہم سے ترک نہ ہو اور جس سے ہم کبھی بے نیاز اور بے پروا نہ ہوں، اے ہمارے رب!''

تواضع وخاکساری

(۳۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، مَارُءِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاکُلُ مُتَّکِئًا قَطُّ وَلَا یَطَاُ عَقِبَهٗ رَجُلَانِ۔ (ابوداؤد)

''عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے نہیں دیکھا کہ ٹیک لگا کر کھانا کھایا ہو (جیسا کہ بادشاہوں اور امیروں کا دستور ہے) اور کبھی کسی شخص نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ دو آدمی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے ہوں (جیسا کہ بادشاہوں کا دستور ہے وہ اپنے ساتھ باڈی گارڈ رکھتے ہیں جو ہٹو بچو کی صدائیں لگاتے ہیں)۔''

(۳۳۶) عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَرْمِی

الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰی نَاقَةٍ صَھْبَآءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَیْکَ اِلَیْکَ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابن خزیمہ)

''قدامہ بن عبداللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو، قربانی کے دن، بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار، کنکری مارتے دیکھا، نہ وہاں سپاہیوں کی مار پیٹ تھی اور نہ ہٹو بچو کی صدائیں بلند ہورہی تھیں۔''

تشریح:- یہ آخری حج کا واقعہ بیان ہورہا ہے جب پورا ملکِ عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماتحت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں شاہانہ کروفر نام کو نہ تھا۔

مریض کی عیادت

(۳۳۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ ، ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِیُّ ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا اَخَا الْاَنْصَارِ ، کَیْفَ اَخِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ؟

فَقَالَ صَالِحٌ ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ یَّعُوْدُہٗ مِنْکُمْ ؟

فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَہٗ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ ، مَا عَلَیْنَا نِعَالٌ وَّلَا خِفَافٌ وَّلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَّمْشِیْ فِیْ تِلْکَ السِّبَاخِ حَتّٰی جِئْنَاہُ ، فَاسْتَاْخَرَ قَوْمُہٗ مِنْ حَوْلِہٖ حَتّٰی دَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَصْحَابُہُ الَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ (مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے، اسی اثناء میں انصار کا ایک آدمی آیا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، جب وہ واپس جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ

''سعد بن عبادہ کا حال بتاؤ۔'' (وہ بیمار تھے)۔

اس انصاری نے جواب دیا کہ ''وہ ٹھیک ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مجلس سے کہا کہ ''تم میں سے کون لوگ سعد کی عیادت کو

چلیں گے۔"

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم دس سے زیادہ آدمی تھے، نہ تو ہمارے پیروں میں جوتے تھے، نہ چمڑے کے موزے تھے، نہ ہمارے سروں پر ٹوپیاں تھیں اور نہ جسم پر کرتے تھے۔ اسی حالت میں شورزمین میں ہم چلتے رہے یہاں تک کہ سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے' ان کے گھر کے لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان کے قریب گئے اور بیمار پرسی کی۔"

تعزیت کا انداز

(۲۳۸) عَنْ مُّعَاذٍ ﷺ اَنَّهٗ مَاتَ لَهٗ ابْنٌ فَكَتَبَ اِلَيْهِ النَّبِیُّ ﷺ التَّعْزِيَةَ ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ،

مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ،

فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ،

اَمَّا بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ ، وَاَلْهَمَكَ الصَّبْرَ ، وَرَزَقَنَا وَاِيَّاكَ الشُّكْرَ ، فَاِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيْئَةِ وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ ، مَتَّعَكَ اللّٰهُ بِهٖ فِیْ غِبْطَةٍ وَّسُرُوْرٍ وَّقَبَضَهٗ مِنْكَ بِاَجْرٍ كَبِيْرٍ ، اَلصَّلٰوةُ والرَّحْمَةُ وَالْهُدٰى اِنِ احْتَسَبْتَهٗ ، فَاصْبِرْ وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا وَلَا يَدْفَعُ حَزَنًا وَّمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَانَ قَدْ، وَالسَّلَامُ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا وفات پا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ تعزیتی خط لکھا (غالباً وہ اس زمانے میں یمن میں تھے) خط کا مضمون یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

یہ خط اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام ہے، تم پر سلامتی ہو،

میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے۔ تم بھی اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرو۔

اما بعد، اللہ تعالیٰ تمہیں اجرِ عظیم دے اور تمہیں صبر دے اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق بخشے۔ ہماری اپنی جانیں اور مال اور بال بچے یہ سب اللہ کی خوشگوار نعمتیں ہیں اور یہ ہمارے پاس اللہ کی رکھی ہوئی امانتیں ہیں۔ جب تک یہ تمہارے پاس رہیں مسرت اور خوشی تمہیں ملے اور ان کے چلے جانے کے بعد اللہ اجرِ عظیم سے نوازے۔ تمہارے لئے خدا کی رحمت اور انعام اور ہدایت ہوا گر اجرِ آخرت کی نیت سے صبر کیا۔ پس تم صبر کرو اور دیکھو تمہاری بے قراری اور بے صبری تمہیں اجرِ سے محروم نہ کرے ورنہ پچھتاؤ گے، اور اس بات کا یقین کرو کہ بے صبری سے کوئی مرنے والا لوٹ کر نہیں آ سکتا اور نہ غم دُور ہو سکتا ہے اور جو حادثہ واقع ہوا ہے اسے تو ہونا ہی تھا۔

والسلام

(۲۳۹) وَعَنْ قُرَّةَ ابْنِ إِيَاسٍ ﷺ قَالَ:

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ جَلَسَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ ، فِيْهِمْ رَجُلٌ لَّهٗ ابْنٌ صَغِيْرٌ يَّأْتِيْهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهٖ فَيُقْعِدُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ فَأَمْتَنَعَ الرَّجُلُ اَنْ يَّحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهٖ ،

فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ، مَالِيْ لَا أَرَىٰ فُلَانًا ؟

قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، بُنَيَّهُ الَّذِيْ رَأَيْتَهٗ هَلَكَ ،

فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهٗ عَنْ بُنَيِّهٖ فَأَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ هَلَكَ فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ:

يَافُلَانَ ! اَيُّمَا كَانَ اَحَبَّ اِلَيْكَ ؟

اَنْ تَتَمَتَّعَ بِهٖ عُمُرَكَ ، اَوْلَا تَأْتِيْ اِلٰى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَهٗ قَدْ سَبَقَكَ اِلَيْهِ يَفْتَحُهٗ لَكَ۔

قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ، بَلْ يَسْبِقُنِيْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا ، لَهُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ قَالَ: فَذَاكَ لَكَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ نسائی شریف)

''حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نشست فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ عنہما اجمعین میں سے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ جاتے، ان بیٹھنے والوں میں ایک صاحب تھے جن کا ایک چھوٹا بچہ تھا، یہ بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی جانب سے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے سامنے بٹھا لیتے، پھر ایسا ہوا کہ وہ بچہ مرگیا تو بچے کے باپ اس کے غم میں کچھ دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نہیں آئے،

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ''وہ فلاں شخص کیوں نہیں آتا؟ کیا بات ہے؟''

لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ''ان کا چھوٹا بچہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا اس کا انتقال ہوگیا (شاید اسی وجہ سے وہ نہیں آرہے ہیں)۔''

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات کی اور بچے کے بارے میں دریافت فرمایا، جب انہوں نے بتایا کہ اس بچے کا انتقال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی پھر فرمایا:

''بتاؤ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ کیا یہ بات پسند ہے کہ وہ بچہ زندہ رہے یا یہ پسند ہے کہ وہ بچہ پہلے جائے اور جنت کا دروازہ تمہارے لئے کھولے اور جب تم پہنچو تو وہ تمہارا استقبال کرے۔''

اس شخص نے کہا ''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہی بات پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت میں جائے اور میرے لئے جنت کا دروازہ کھولے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''یہ بچہ اس لئے تمہاری زندگی میں مرا ہے تاکہ وہ تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں

(۳۴۰) عَنْ جَابِرٍ قَالَ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ، فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْلَهُمْ۔ (ابوداؤد)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں قافلے کے پیچھے رہتے، کمزوروں کو چلاتے اور انہیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لئے دُعا فرماتے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے درمیان

(۳۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ، كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ كُلَّ ثَلَاثَةٍ عَلٰى

بَعِیرٍ ، فَکَانَ اَبُولَبَابَةَ وَعَلِیُّ بُنُ اَبِیُ طَالِبٍ زَمِیلَیُ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَکَانَتُ اِذَا جَاءَ تُ عُقُبَةُ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ،

قَالَا نَمُشِیُ عَنُکَ،

قَالَ مَا اَنُتُمَا بِاَقُوٰی مِنِّی ، وَمَا اَنَا اَغُنٰی عَنِ الُاَجُرِ مِنُکُمَا۔

(مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر ایک اونٹ پر تین آدمی ہوتے تھے (سواریوں کی قلت تھی) تو ابولبابہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری پیدل چلنے کی آتی تو دونوں کہتے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر چلیں ہم پیدل چلیں گے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ''تم دونوں مجھ سے طاقتور نہیں ہو اور تم دونوں سے زیادہ پیدل چلنے کے اجر کا طالب میں ہوں۔''

(۳۴۲) عَنِ بُنِ مَسُعُوُدٍ ؓ قَالَ:

تَکَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الُاَنُصَارِ کَلِمَةً فِیُهَا مَوُجِدَةٌ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَلَمُ تُقِرَّنِیُ نَفُسِیُ اَنُ اَخُبَرُتُ بِهَا النَّبِیَّ ﷺ فَلَوَدَدُتُّ اَنِّیُ افُتَدَیُتُ مِنُهَا بِکُلِّ اَهُلٍ وَّمَالٍ ،

فَقَالَ : قَدُ اُذُوُمُوُسٰی عَلَیُهِ السَّلَامُ اَکُثَرَ مِنُ ذٰلِكَ فَصَبَرَ ،

ثُمَّ اَخُبَرَ اَنُ نَبِیًّا کَذَّبَهُ قَوُمُهُ وَشَجُّوُهُ حِیُنَ جَآءَ هُمُ بِاَمُرِ اللّٰهِ فَقَالَ وَهُوَ یَمُسَحُ الدَّمَ عَنُ وَّجُهِهٖ ، اَللّٰهُمَّ اغُفِرُ لِقَوُمِیُ فَاَنَّهُمُ لَا یَعُلَمُوُنَ۔

(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، انصار میں سے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک ایسی بات کہی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ ہے تو میں برداشت نہیں کر سکا اور جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو مجھے یہ بات پہنچانے پر بہت افسوس ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ایذاء دی گئی اور انہوں نے صبر کیا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک نبی تھے جن کو ان کی قوم نے جھٹلایا، اور ان کو پتھر مار کر زخمی کر دیا تو اس نبی نے اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے یہ کہا کہ ''اے اللہ' میری قوم کو معاف فرما دیجئے اس لئے کہ وہ نہیں جانتے ہیں۔''

خطرات میں پیش پیش

(۳۴۳) قَالَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ ﷺ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِيْ بِهٖ، وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِيْ يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ (بخاری)

''حضرت براء عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، بخدا جب لڑائی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے آگے ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنا بچاؤ کرتے' اور ہم میں سب سے بہادر وہ سمجھا جاتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا۔''

تربیت کے لئے اظہارِ عیب

(۳۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَّفُلَانًا يَّعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا۔ (بخاری...... عائشہ ؓ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا،

''میرا خیال یہ ہے کہ فلاں اور فلاں شخص ہمارے دین کو کچھ نہیں سمجھتے۔''

تشریح:- یعنی یہ دونوں آدمی نہ تو دین سیکھتے ہیں اور نہ یہ جانتے ہیں کہ اس دین کے کیا مطالبات اور کیا تقاضے ہیں، یہ دونوں شخص کون ہیں ان کے نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لئے ہیں غالب گمان یہ ہے کہ یہ دونوں منافقین میں سے ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوام ہوا کہ نصح و خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ اجتماعی معاملات کے ذمہ دار لوگ اپنے وابستگانِ جماعت میں سے کسی کے خلاف اظہارِ رائے کریں تو یہ غیبت میں شمار نہ ہو گا لیکن یہ راہ بہت پر خطر ہے اس میں بہت سنبھل کر قدم رکھنا ہوگا۔

رفقاء کار کے ساتھ صحیح تعلق

(۳۴۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِيْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا ، فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ۔ (ابوداؤد............ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے کسی ساتھی کے بارے میں مجھے کچھ نہ پہنچائے کیونکہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تم لوگوں کے پاس سے اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ پاک و صاف ہو۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ بلاتحقیق کوئی کسی کے بارے میں آ کر مجھ سے کچھ نہ کہے' اس لئے کہ سب میرے ساتھی ہیں اور کسی کے بارے میں اگر کچھ مجھے بتایا جائے گا تو میرے دل پر اس کا اثر پڑے گا اور اس کے خلاف کسی نہ کسی درجے میں بدگمانی قائم ہوگی۔

یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ بلاتحقیق بات پہنچانے سے آپ ﷺ نے روکا ہے' اور یہ چیز قرآن میں بصراحت بیان ہوئی ہے۔

(۳۴۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَّ لَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔ (مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں'

رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا' نہ کسی بیوی کو مارا نہ کسی خادم کو اور نہ کسی اور کو۔ ہاں البتہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے دین کے دشمنوں کو ضرور مارا ہے۔ اور آپ ﷺ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی کہ آپؐ نے تکلیف پہنچانے والے سے بدلہ لیا ہو۔ البتہ جب کوئی شخص اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تو خدا کی خاطر اس سے بدلہ لیتے (سزا دیتے)۔''

معاملات کی صفائی

(۳۴۷) عَنِ الْعَدَّآءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ قَالَ كَتَبَ لِیُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِتَابًا،

"هٰذَا مَا اشْتَرىٰ الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِشْتَرىٰ مِنْهُ عَبْدًا اَوْ اَمَةً لَّا دَآءَ وَلَا غَآئِلَةَ وَلَا خُبْثَةَ، بَيْعُ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ۔"

(ترمذی)

''عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے ایک دستاویز لکھی، اس کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے،

''عداء بن خالد بن ہوذہ نے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام خریدا جس کے اندر نہ تو کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی اخلاقی خرابی و خباثت ہے، ایک بیع ہے مسلمان کی مسلمان کے ہاتھ (جس میں کسی طرح کی دھوکے بازی نہیں کی گئی ہے)۔

(۳۴۸) عَنِ السَّآئِبِ بْنِ اَبِی السَّآئِبِ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ كُنْتَ شَرِيْكِیْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ، فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيْكٍ لَّا تُدَارِيْنِیْ وَلَا تُمَارِيْنِیْ۔ (ابوداؤد)

سائب بن ابی السائب نے کسی موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا،

''ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاہلیت کے زمانہ میں شرکت میں کاروبار کرتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کبھی دھوکہ بازی کی اور نہ جھگڑا کیا (جیسا کہ کاروبار میں شریک لوگ کرتے ہیں)۔''

(۳۴۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ فِیْ بَيْتِهَا، فَدَعَا وَصِيْفَةً لَّهٗ اَوْلَهَا، فَاَبْطَاتْ فَاسْتَبَانَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْهِهٖ،

فَقَامَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِلَى الْحِجَابِ فَوَجَدَتِ الْوَصِيْفَةَ تَلْعَبُ، وَمَعَهٗ سِوَاكٌ،

فَقَالَ لَوْ لَا خَشْيَةُ الْقَوَدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَاَوْجَعْتُكِ بِهٰذَا السِّوَاكِ۔
(الادب المفرد)

''حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خادمہ کو بلایا، یہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے میں دیر لگائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے محسوس کرلیا تو وہ پردے کے قریب اٹھ کر گئیں اور خادمہ کو کھیلتے ہوئے پایا، غرض وہ خادمہ آئی،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر قیامت کے دن تیرے بدلہ لینے کا اندیشہ مجھ کو نہ ہوتا تو اس مسواک سے میں تجھے مارتا' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں مسواک تھی''

تشریح:- یہ غصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات کے لئے تھا کہ خادمہ آخر آواز دینے پر آئی کیوں نہیں، اس حالت میں اگر اسے سزا دیتے تو قیامت کے دن بازپرس کا اندیشہ تھا' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا نہیں دی۔ اس سے پہلے وہ حدیث آچکی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو ظلماً ایک کوڑا مارے گا تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا، اور اسی باب میں وہ حدیث آچکی ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔

حقوق العباد کی اہمیت

(۳۵۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيْهِ ، فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ، فَاَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ اٰذَيْتُهٗ شَتَمْتُهٗ ، لَعَنْتُهٗ ، جَلَدْتُّهٗ ، فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلٰوةً وَّزَكٰوةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (متفق علیہ......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

''اے اللہ، میں نے تجھ سے ایک وعدہ لے لیا ہے (قبولیت دعا کا وعدہ) جس کی تو ہرگز خلاف ورزی نہ کرے گا۔ میں انسان ہوں تو جس کسی مسلمان کو میں نے تکلیف دہ بات کہی ہو' بُرا بھلا کہا ہو' اس پر لعنت کی ہو' اسے کوڑے مار دیئے ہوں تو میرے فعل کو اس مظلوم کے لئے قیامت

کے دن سببِ رحمت ومغفرت اور ذریعہ قربت بنادے۔''

تشریح:- یہ ہے حقوق العباد کی اہمیت کہ اگر کسی کو بالفرض ناحق ایذا دی ہو، مار دیا ہو اور متعین طور پر معلوم نہیں کہ اس سے جا کر معافی مانگی جائے تو اس کے حق میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مظلومیت کو مغفرت کا ذریعہ بنادے۔

یہاں پر مرض الموت کا واقعہ سننے کے لائق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید بخار تھا' سر میں شدید درد تھا۔ درد کی شدت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر رومال باندھ رکھا تھا۔ اسی حالت میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں۔ '' مجھے مسجد لے چلو اور لوگوں کو جمع کرو۔''

جب لوگ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا:

''میں تمہارے درمیان سے جلد چلا جانے والا ہوں' بس جس شخص کی پیٹھ پر میں نے کوڑا مارا ہو تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے اس کو یہیں مجھ سے بدلہ لے لینا چاہئے۔

اور جس شخص کو میں نے ناحق برا بھلا کہا ہو تو میں یہاں موجود ہوں اپنا بدلہ لے لے۔

اور جس شخص کا میرے ذمہ کوئی مال ہو تو مجھ سے وصول کر لے۔

اور میری طرف سے دشمنی کا اندیشہ نہ کرے (کہ میں بعد میں اس کی کسر نکالوں گا) اس لئے کہ یہ میری شان کے منافی ہے۔ تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جو مجھ سے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کر لے یا پھر خوشی خوشی معاف کر دے تا کہ میں اپنے رب کے پاس خوش خوش جاؤں۔

اے لوگو، جس نے کسی کا حق دبا لیا ہو وہ صاحب حق کو لوٹا دے اور دنیا میں رسوائی کا اندیشہ نہ کرے ورنہ پھر آخرت کی رسوائی کے لئے تیار رہے جہاں کی رسوائی' دنیا کی رسوائی سے سخت اور شدید ہوگی۔''

داعیانہ معاشی زندگی

(۳۵۱) مَـا رَأیٰ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِیَّ مِنْ حِیْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ ،

وَقَـالَ مَارَأیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنَخَّلًا مِنْ حِیْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰی

قَبَضَهُ اللّٰهُ ،

قِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ ؟

قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ۔

(بخاری......سہل بن سعد رضی اللہ عنہ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''نبوت کے بعد سے زندگی بھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کا آٹا نہیں دیکھا۔''

نیز سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ ''جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے نبی بنایا اُس وقت سے لے کر وصال تک چھنا ہوا آٹا نہیں دیکھا۔''

پوچھا گیا کہ بغیر چھنے ہوئے آٹے کو آپ لوگ کیسے کھاتے تھے؟

انہوں نے جواب دیا ''ہم جو کو پیستے تھے اور آٹے کو منہ سے پھونک مارتے تھے کچھ بھوسی اڑ جاتی اور بقیہ کی روٹی پکاتے اور کھا لیتے۔''

تشریح:- سوال یہ ہے کہ میدہ کا آٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہیں دیکھا؟ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کیوں نہیں کھائی؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گیہوں نہیں ملتا تھا؟ بات دراصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ حاصل کر سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند نہیں فرمایا، اس لئے کہ امت کو سادگی کی تعلیم دینی مقصود تھی اور عیش کوشی سے بچانا مدنظر تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا۔

نیز یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے کہ جو لوگ دین کا کام کرنے اٹھتے ہیں تو ان پر یہ مرحلہ بھی آتا ہے کہ انہیں اپنی زندگی کے معیار کو گرانا پڑتا ہے اور بھوک پیاس اور دوسرے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

(۳۵۲) ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ مَا اَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا ، فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِيْ مَا يَجِدُ دَقَلًا يَّمْلَأُ بِهٖ بَطْنَهٗ۔

(مسلم..........نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بات یاد آئی کہ آج لوگوں کے پاس کتنی دولت اور جائیداد ہے، اس ضمن میں فرمایا کہ،

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ پورا دن گزر جاتا بھوک سے تڑپتے ہوئے، ردی کھجور بھی اس مقدار میں نہیں پاتے کہ اس سے اپنی بھوک مٹا لیتے۔''

تشریح:- یہ حالت ہر زمانے میں حق کی دعوت دینے والوں کو پیش آ سکتی ہے۔''

(۳۵۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ:

اِنْ کَانَ لَیَمُرُّ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَ هِلَّةُ مَا یُسْرَجُ فِیْ بَیْتِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ سِرَاجٌ ، وَلَا یُوْقَدُ فِیْهِ نَارٌ اِنْ وَجَدُوْا زَیْتًا ادَّهَنُوْا بِهٖ۔

(ترغیب وترہیب جلد ۴)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر کئی مہینے اس حال میں گزر جاتے کہ ان میں سے کسی کے یہاں چراغ نہ جلتا اور نہ آگ جلانے کی نوبت آتی۔ اگر زیتون کا تیل مل جاتا تو سر پر لگا لیتے۔''

تشریح:- یہ اس زمانے کا حال بیان ہو رہا ہے جب کہ کفر و اسلام کی کشمکش برپا تھی۔ ساری توجہ دین کو بچانے میں لگی ہوئی تھی...... صرف پانی اور کھجور پر گزارا کرنا پڑتا تھا، کھانا پکانے کی نوبت نہیں آتی تھی۔

(۳۵۴) عَنِ الشِّفَآءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ:

أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْأَلُهٗ ، فَجَعَلَ یَعْتَذِرُ اِلَیَّ ، وَاَنَا اَلُوْمُهٗ ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَخَرَجْتُ ، فَدَخَلْتُ عَلَی ابْنَتِیْ ، وَهِیَ تَحْتَ شُرَحْبِیْلَ بْنِ حَسَنَةَ فَوَجَدْتُّ شُرَحْبِیْلَ فِی الْبَیْتِ ، فَقُلْتُ : قَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ ، وَاَنْتَ فِی الْبَیْتِ ؟ وَجَعَلْتُ اَلُوْمُهٗ ،

فَقَالَ یَا خَالَةُ ، لَا تَلُوْمِیْنِیْ فَاِنَّهٗ کَانَ لِیْ ثَوْبٌ فَاسْتَعَارَهُ النَّبِیُّ ﷺ

فَقُلْتُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ کُنْتُ اَلُوْمُهٗ مُنْذُ الْیَوْمَ وَهٰذِهٖ حَالُهٗ ، وَلَا اَشْعُرُ فَقَالَ شُرَحْبِیْلُ ، مَا کَانَ اِلَّا دِرْعٌ رَقَّعْنَاهُ۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ طبرانی وبیہقی)

''حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ کچھ مال حاصل کروں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معذرت کردی (اس پر میرا دل مطمئن نہیں ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خفگی کا اظہار کیا) اور جب نماز باجماعت کا وقت قریب آیا تو میں نکلی اور اپنی بیٹی کے یہاں گئی تو اس کے شوہر شرجیل ابن حسنہ کو گھر میں پایا۔ میں نے کہا:

''نماز کا وقت آ گیا اور تم ابھی گھر میں ہو'' اور ان پر خفا ہوتی رہی،

تو انہوں نے کہا کہ ''اے خالہ! آپ مجھے ملامت نہ کریں میرے پاس ایک ہی کپڑا تھا وہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے استعمال کے لئے بطورِ عاریت لے لیا ہے (میرے پاس دوسرا کپڑا نہیں ہے اس لئے میں مسجد نہیں گیا)۔

تو میں نے کہا ''میرے ماں باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، میں آج ان پر خفا ہو رہی تھی اور ان کی اس حالت کا مجھ کو علم نہیں تھا۔'' شرجیل کہتے ہیں کہ ''ہمارے پاس ایک ہی پھٹا کرتا تھا جس میں ہم نے پیوند لگا رکھا تھا۔''

(۳۵۵) نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَصِيْرٍ ، فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَفِیْ جَنْبِهٖ ، فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَواتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً ،

فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْيَا؟ مَا اَنَا فِی الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ نِ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا۔ (ترمذی......ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو چٹائی کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ہم نے دیکھے تو ہم نے کہا،

''اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی گدا بنا دیں تو کیسا رہے گا؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ میں تو دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جس نے کسی درخت کے سائے میں تھوڑی دیر تک آرام کیا پھر درخت اور درخت کے

سائے کو چھوڑ کر سفر پر روانہ ہو گیا۔''

تشریح:- غالباً یہ اس دور کا واقعہ ہے جب عرب میں کفر و اسلام کی کشمکش کا خاتمہ ہو چکا تھا، جاہلیت اور جاہلی نظام کا چراغ بجھ چکا تھا، اور اسلام اور مسلمانوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار آ چکا تھا۔ ایسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کا نمونہ بعد میں آنے والے امتیوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ان کے سوچنے کا انداز کیا ہو۔

(۳۵۶) رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ:

حَجَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی رَحْلٍ رَّثٍّ وَّقَطِیْفَةٍ خَلِقَةٍ تُسَاوِیْ اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ اَوْلَا تُسَاوِیْ۔ (ترمذی)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پھٹے پرانے کجاوے اور پرانی چادر میں حج کیا۔ اس چادر کی قیمت چار درہم رہی ہوگی یا چار درہم کے برابر بھی نہیں رہی ہوگی......!''

تشریح:- یہ آخری حج (حجۃ الوداع) کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کا حال بیان ہو رہا ہے جب پورا ملک اسلام کے قبضے میں آ چکا تھا۔

(۳۵۷) مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَیْضَاءَ الَّتِیْ كَانَ یَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَةً۔ (بخاری......عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ)

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ کوئی دینار، نہ کوئی غلام نہ باندی اور نہ کوئی دوسری چیز، سوائے اس مادہ خچر کے جس کا رنگ سفید تھا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کرتے تھے اور بجز اپنے ہتھیار اور کچھ زمین کے اور اسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا۔''

(۳۵۸) عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ ، وَّلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا یُؤْذیٰ اَحَدٌ ،

وَّلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَةٍ وَّیَوْمٍ ، وَمَالِیَ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاکُلُهٗ ذُوْکَبِدٍ ، اِلَّا شَیْءٌ یُّوَارِیْهِ اِبِطُ بِلَالٍ۔ (ترمذی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مجھے دین کی دعوت دینے کے سلسلے میں جتنا خوف زدہ کیا گیا اتنا کسی اور کو کیا نہیں جا سکتا، اور خدا کے دین کی دعوت کی راہ میں مجھے اتنی اذیتیں دی گئیں جو کسی دوسرے کو نہیں دی گئیں' تیس دن اور تیس راتیں ایسی گزری ہیں کہ میرے پاس اور میرے رفیقِ سفر بلال رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی بھی کھانے کی چیز نہ تھی سوائے اس تھوری سی چیز کے جس کو بلال رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔''

تشریح:- غالباً یہ طائف کا دعوتی سفر ہے۔اس سفر میں بہت سی مشکلات پیش آئی ہیں، اس سفر میں سوائے تھوڑی سی کھجوروں کے اور کوئی غذائی سامان نہ تھا۔

(۳۵۹) وَعَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَاَیْتُهٗ مُتَغَیِّرًا ،

فَقُلْتُ : بِاَبِیْ اَنْتَ ، مَالِیْ اَرَاكَ مُتَغَیِّرًا ؟

قَالَ : مَادَخَلَ جَوْفِیْ مَایَدْخُلُ جَوْفَ ذَاتِ کَبِدٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ۔

قَالَ فَذَهَبْتُ فَاِذَا یَهُوْدِیٌّ یَّسْقِیْ اِبِلًا لَّهٗ ، فَسَقَیْتُ لَهٗ عَلٰی کُلِّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ ، فَجَمَعْتُ تَمْرًا ، فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ: مِنْ اَیْنَ لَكَ یَاکَعْبُ ؟

فَاَخْبَرْتُهٗ ،

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَتُحِبُّنِیْ یَاکَعْبُ ؟

قُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتُ نَعَمْ:

قَالَ: اِنَّ الْفَقْرَا اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مَعَادِنِهٖ ، وَ

اِنَّهٗ سَیُصِیْبُكَ بَلَآءٌ فَاَعِدَّلَهٗ تَجْفَافًا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اترا ہوا ہے۔

میں نے عرض کیا ''میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ''تین دن ہو گئے پیٹ میں ایک دانہ نہیں گیا ہے۔''

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''میں گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ انتظام کروں۔ دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹوں کو ڈول سے پانی بھر بھر کر پلا رہا ہے۔ میں اس سے ہر ڈول پر ایک کھجور کا معاملہ کر کے ڈول بھرنے لگا۔ اس طرح میں نے بہت سی کھجوریں اکٹھی کیں۔ انہیں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''یہ تمہیں کہاں سے ملیں۔''

تو میں نے واقعہ بتایا۔

تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''اے کعب کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟''

میں نے کہا ''ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا باپ قربان ہو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ''جو لوگ مجھے محبوب بناتے ہیں ان کی طرف فقر و فاقہ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے' جتنا تیز سیلابی پانی ڈھلوان کی طرف بڑھتا ہے۔ اے کعب' تمہیں بھی امتحان سے دوچار ہونا پڑے گا تو فقر و فاقہ اور معاشی تنگی کا مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار فراہم کر لو۔

تشریح:۔ اقتصادی مار اور معاشی تنگی کا مقابلہ جس ہتھیار سے کیا جا سکتا ہے وہ ہے خدا کی محبت' آخرت کی فکر' حساب کے دن کی یاد' جہنم کا ڈر' جنت کا شوق اور رب رحیم سے ملاقات کی بھڑکتی ہوئی تمنا اور ہمہ وقت بے چین رکھنے والی آرزو۔

☆......☆......☆

صحابہؓ کو نمونہ بناؤ

(۳۶۰) عَنِ ابنِ مَسعُودٍ قَالَ ،

مَنْ كَانَ مُستَنًّا ، فَلْيَستَنَّ بِمَنْ قَدمَاتَ ، فَاِنَّ الْحَیَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيهِ الفِتنَةُ۔

اُولٰئِكَ اَصحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا اَفضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبَرَّهَا قُلُوبًا ، وَاَعمَقَهَا عِلمًا ، وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا ، اِختَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاقَامَةِ دِيْنِهٖ ،

فَاعرِفُوا لَهُم فَضلَهُم ، وَاتَّبِعُوهُم عَلٰى اَثَرِهِم ، وَتَمَسَّكُوا بِمَا استَطَعتُم مِنْ اَخلَاقِهِم وَسِيَرِهِم ، فَاِنَّهُم كَانُوا عَلَى الْهُدٰى الْمُستَقِيمِ۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''جو شخص پیروی کرنا چاہے تو ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے اس وقت تک اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔

وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحابِ محمدؐ ہیں یہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے ان لوگوں کو اللہ نے اپنے نبیؐ کا ساتھ دینے کے لئے اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا، پس اے مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور کے اخلاق وسیرت کو اپنے امکان بھر مضبوطی سے پکڑو اس لئے کہ یہ لوگ صراطِ مستقیم پر تھے، خدا کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر تھے۔''

تشریح:- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لمبی عمر پائی اور زیادہ تر اصحابِ نبیؐ وفات پا چکے تھے انہوں نے دیکھا کہ نبوت کا زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہے اتنا ہی لوگوں کے اندر خرابیاں آتی جا رہی

ہیں اور مختلف گروہ مختلف لوگوں کو اپنا پیشوا بنا رہے ہیں اس لئے انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ اصحاب نبیؐ کی پیروی کرو، ان کو اپنا مقتدیٰ اور پیشوا بناؤ اور ان کی سیرت و اخلاق کو اپناؤ۔

ہر کام خدا کی خوشنودی کے لئے کرو

(۳۶۱) وَعَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَایَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهٗ فَاِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَسْنَدُوْهُ اِلَیْهِ، وَصَدَرُوْعَنْ رَّأْیِهٖ،

فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِیْلَ: هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ،

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِیْ بِالتَّهْجِیْرِ، وَوَجَدْتُّهٗ یُصَلِّیْ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهٗ، ثُمَّ جِئْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ،

ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ: وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ،

فَقَالَ: آللّٰهِ۔

فَقُلْتُ: آللّٰهِ۔

فَقَالَ: آللّٰهِ۔

فَقُلْتُ: آللّٰهِ۔

فَاَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِیْ، فَجَذَ بَنِیْ اِلَیْهِ، فَقَالَ:

اَبْشِرْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ، وَلِلْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ، وَلِلْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ موطا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ)

''ابو ادریس خولانی کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں گیا، وہاں میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کے دانت بہت زیادہ چمکدار اور سفید تھے اور بہت سے لوگ ان کے گرد بیٹھے

تھے یہ لوگ آپس میں بحث و مذاکرہ کرتے اور جب رایوں کا اختلاف ہوتا تو شخص مذکورہ کی طرف رجوع کرتے اور جو کچھ وہ فرماتے اسے قبول کر لیتے۔

میں نے پوچھا کہ "یہ کون شخص ہیں۔" مجھے بتایا گیا کہ یہ معاذ بن جبلؓ ہیں۔

جب دوسرا دن آیا تو میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے اول وقت مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ معاذ بن جبلؓ مجھ سے پہلے پہنچ چکے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے انتظار کیا اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کے سامنے آیا، انہیں سلام کیا۔

پھر میں نے کہا، "بخدا میں اللہ کے لئے آپ سے محبت رکھتا ہوں۔"

انہوں نے کہا، "ہاں کیا اللہ کے لئے؟"

میں نے کہا "ہاں اللہ کے لئے۔"

یہ بات انہوں نے دوبارہ کہی اور میں نے دوبارہ جواب دیا۔

تو انہوں نے میری چادر پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور کہا "تمہیں بشارت ہو، میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، میں ان لوگوں سے لازماً محبت رکھتا ہوں جو محض میرے لئے محبت رکھتے ہوں گے اور محض میرے لئے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے، اور محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں۔"

ایمان پر شیطانی حملہ

(۳۲۶) اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَآءَهٗ رَجُلٌ ،

فَقَالَ اِنِّیْ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ بِالشَّیْءِ لَاَنْ اَکُوْنَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَکَلَّمَ بِهٖ ،

قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَی الْوَسْوَسَةِ۔

(ابوداؤد، ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔

اس نے کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، میرے جی میں اتنے بُرے بُرے خیالات آتے ہیں کہ ان کو زبان پر لانے سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شکر ہے اللہ کا جس نے مومن کے اس طرح کے خیالات کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔''

تشریح:۔ اس شخص کے دل میں ایمان و اسلام کے خلاف باتیں آ رہی تھیں، اس لئے وہ پریشان ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، مومن کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے شیطان اس طرح کی وسوسہ اندازیاں کرتا ہے تو شیطان تو اپنا کام ضرور کرے گا اور مومن کا کام یہ ہے کہ اس طرح کے خیالات جب آئیں تو ان کو ہٹانے کی کوشش کرے۔ اس طرح کے خیالات کا آنا بری بات نہیں ہے وہ تو آئیں گے ہی، البتہ برے خیالات کے لئے دل اور ذہن و دماغ کے دروازے کھولے رکھنا اور ان کی پرورش کرنا یہ بری بات ہے۔

بُرے خیالات کا دل میں گزر

(۳۶۳) جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ،
فَسَأَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ،
فَقَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْهُ؟
قَالُوْا نَعَمْ،
قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ۔ (مسلم......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہؓ حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ''ہمارے دلوں میں بعض اوقات اتنے برے خیالات آتے ہیں جنہیں ہم بیان نہیں کر سکتے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا واقعی اس طرح کے خیالات آتے ہیں؟''

انہوں نے کہا ''کہ ہاں!''

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ تمہارے ایمانِ خالص کی دلیل ہے۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں برے خیالات کا آنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمہارے پاس ایمان کا خزانہ ہے' شیطان اس طرح وسوسہ اندازی کر کے اس خزانے کو لوٹ لینا چاہتا ہے، تو یہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، تمہیں اپنا کام کرنا ہے اور شیطان کو اپنا کام کرنا ہے، تم شیطانی وساوس سے پیہم کشاکش کرتے رہو بس یہ کافی ہے۔

خدائی احکام آسان ہیں

(۳۶۴) عَنْ اُمَیْمَۃَ بِنْتِ رُقَیْقَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ

بَایَعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ نِسْوَۃٍ ،

فَقَالَ "فِیْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ ،

قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا۔ (مشکوٰۃ)

''امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کچھ عورتوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دین اور دینی احکام پر عمل کرنے کا عہد کیا،

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیتے وقت فرمایا: ''جتنا تمہارے بس میں ہو اور جہاں تک تم سے ہو سکے۔''

میں نے کہا: ''اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ہم اپنے اوپر مہربان ہو سکتے ہیں۔''

تشریح:- حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ومہربان ہیں۔ ان کی طرف سے آئی ہوئی ہدایات کبھی بھی ہماری استطاعت اور طاقت سے باہر ہو نہیں سکتی ہیں' لہٰذا اس شرط اور قید کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔

یہ ہے اصحاب اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوچنے کا انداز۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کتنی سچی بات فرمائی تھی ''یہ گہرا علم رکھنے والے لوگ تھے!''

نفاق کیا ہے؟

(۳۶۵) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ :

اِنَّنَا نَدْخُلُ عَلٰی سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ بِخِلَافِ مَا نَتَکَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِہٖ ،
فَقَالَ ، کُنَّا نَعُدُّ ھٰذَا نِفَاقًا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

(ترغیب وترہیب بحوالۂ بخاری شریف)

''محمد بن زید کہتے ہیں کہ کچھ لوگ میرے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ''بادشاہ کی مجلس میں ہم کچھ اور کہتے ہیں' اور وہاں سے ہٹنے کے بعد کچھ اور کہتے ہیں (تو کیسا ہے؟)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ ''ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اس کو منافقت کہتے تھے۔''

تشریح:- ''سلطان'' سے بنوامیہ کی حکومت کے سربراہ مراد ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' یزید وغیرہ اموی بادشاہوں کے زمانے تک زندہ رہے' اموی دورِ حکومت پورے طور پر خلافتِ راشدہ کے ڈھنگ پر نہ تھا بہت کچھ بگاڑ آ چکا تھا۔

(۳۶۶) سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ھَلْ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَضْحَکُوْنَ؟

قَالَ نَعَمْ ، وَالْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ ،
وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَکْتُھُمْ یَشْتَدُّوْنَ بَیْنَ الْاَغْرَاضِ وَیَضْحَکُ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ ، فَاِذَا کَانَ اللَّیْلُ کَانُوْا رُھْبَانًا۔

(مشکوٰۃ ...... قتادہ رحمۃ اللہ علیہ)

''حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) کہتے ہیں' کسی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین ہنستے تھے؟''

انہوں نے جواب دیا کہ ''ہاں وہ ہنستے تھے اور ایمان ان کے دلوں میں اتنی مضبوطی سے جما ہوا تھا جتنا پہاڑ مضبوط ہوتا ہے۔''

اور بلال بن سعد کہتے ہیں کہ ''میں نے صحابہ کرام کو دن میں دوڑ میں مقابلہ کرتے دیکھا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے ہنستے ہوئے بھی پایا ہے' لیکن جب رات ہوتی تو وہ راہب بن جاتے تھے۔''

تشریح:- عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کو نہ ہنسنا چاہئے اور نہ دوڑ میں مقابلہ یا اسی طرح کا کوئی اور کام کرنا چاہئے کیونکہ اسے دُنیا کا کام سمجھا جاتا ہے، اسی لئے پوچھنے والوں نے یہ بات پوچھی۔ انہوں نے بتایا کہ ہنسنا اور دوڑ میں مقابلہ کرنا اور تیر اور نیزوں کی مشقیں یہ سب دنیاداری نہیں ہے بلکہ یہ دین کے کام ہیں۔ چنانچہ صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین یہ سب کام دن میں کرتے تھے البتہ رات کی تاریکی میں وہ صرف اپنے خدا سے دعا و مناجات کرتے اور نوافل اور تلاوت میں مشغول ہوتے۔ دن کے یہ شہسوار اور غازی رات کے راہب بن جاتے تھے۔

غیرتِ حق

(٣٦٧) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَحَزِّقِيْنَ وَلَا مُتَمَاوِتِيْنَ ، وَكَانُوْا يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَيَذْكُرُوْنَ اَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ، فَاِذَا اُرِيْدَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ اللّٰهِ ، دَارَتْ حَمَالِيْقُ عَيْنَيْهِ كَاَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ ۔ (الادب المفرد)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرات تنگ دل اور تنگ ذہنیت نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو بتکلف مردہ بنائے رکھتے، وہ لوگ تو اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور پڑھتے اور جاہلی زندگی اور اس کی تاریخ بیان کرتے۔ البتہ جب ان سے خدا کے دین کے سلسلے میں کوئی نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں غصہ کی وجہ سے اس طرح ناچنے لگتیں جیسے کہ وہ پاگل ہوگئے ہوں۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی طرح اپنے آپ کو لئے دیئے نہیں رہتے تھے کہ نہ کسی سے بولیں، نہ کسی کے پاس بیٹھیں اور ہر وقت مراقبے میں سر جھکائے پڑے رہیں۔ بلکہ وہ نہایت کشادہ ذہن کے لوگ تھے، ملتے جلتے تھے اور کسی گوشے میں سر جھکائے بیٹھے نہیں رہتے تھے۔ وہ موقع ہوتا تو اپنی مجلسوں میں شعر سنتے اور شعر پڑھتے اور جاہلیت کے دین اور اس کے طور و طریق اور خرابیوں کا ذکر کرتے۔ البتہ ان کی سب سے زیادہ ابھری ہوئی صفت یہ تھی کہ وہ اپنے اندر دین کے لئے شدید غیرت اور محبت رکھتے تھے۔ وہ دین میں رواداری اور مداہنت سے ناآشنا لوگ تھے، اگر کوئی خلافِ حق بات

کرانے کی خواہش کرتا یا مطالبہ کرتا تو اس وقت ان کا پارہ چڑھ جاتا، پتلیاں ناچنے لگتیں، گویا کہ وہ دیوانے ہو گئے ہیں۔

صحابہ کی معاشرت

(۲۳۸) عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّيْخِ ، فَاِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ كَانُوْا هُمُ الرِّجَالَ۔ (الادب المفرد)

"بکر بن عبداللہ رحمتہ اللہ کہتے ہیں،" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین خربوزے کے چھلکے ایک دوسرے پر پھینکتے تھے۔ لیکن جب اسلام کی مدافعت کا موقع آتا تو یہ نہایت سنجیدہ ہو جاتے تھے۔

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انسان تھے اور انسانوں کی طرح آپس میں کبھی خوش طبعی بھی کرتے تھے، البتہ جب دین وملت کے دفاع اور حفاظت کا سوال سامنے آجاتا تو یہ لوگ نہایت درجہ سنجیدہ اور حد درجہ بہادر ہوتے۔

اِتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۶۹) شَكَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا ، يَعْنِیْ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷛ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷛ فَعَزَلَهٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا ،

فَشَكَوْا حَتّٰی ذَكَرُوا اَنَّهٗ لَایُحْسِنُ يُصَلِّیْ ،

فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّیْ ،

فَقَالَ اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا ، اُصَلِّیْ صَلٰوتَیِ الْعِشَآءِ فَاَرْكُدُ فِی الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِی الْاُخْرَيَيْنِ ،

قَالَ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحَاقَ ، وَاَرْسَلَ مَعَهٗ رَجُلًا اَوْرِجَالًا اِلَی الْكُوْفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ ، فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَأَلَ عَنْهُ يُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا (ترغیب)

''اہلِ کوفہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی تو انہوں نے ان کو ہٹا کر ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔

اہلِ کوفہ نے ان کی بھی شکایت کی اور یہ کہا کہ وہ ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ''اے ابواسحاق، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم ٹھیک سے نماز نہیں پڑھتے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''بخدا میں انہیں اس طرح نماز پڑھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھایا کرتے تھے۔ میں عشاء اور مغرب کی نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھتا ہوں اور تیسری اور چوتھی رکعت عشاء میں ہلکی پڑھتا ہوں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''اے ابواسحاق، تمہارے بارے میں میرا گمان پہلے ہی سے یہ ہے کہ تم سنت کے مطابق نماز پڑھتے ہو'' اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ آدمیوں کو کوفہ بھیجا تاکہ وہ جا کر عمار رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں اہلِ کوفہ سے پوچھیں۔ ان لوگوں نے ہر مسجد میں جا کر دریافت کیا تو تمام لوگوں کو ان کی تعریف کرتے ہوئے پایا۔''

(۳۷۰) قَالَ ابنُ الحَنظَلِيَّةِ ﷛

قَالَ رَسُولُ اللّٰهُ ﷺ نِعمَ الرَّجُلُ خُرَيمُ نِ الأُسَيدِيُّ لَولَا طُولُ جُمَّتِهِ وَاِسبَالُ اِزَارِهِ ،

فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيمًا ، فَاَخَذَ شَفرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰی اُذُنَيهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰی اَنصَافِ سَاقَيهِ۔ (ریاض الصالحین)

''ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خریم اسیدی بہت اچھے آدمی ہیں اگر ان کے سر پر بڑے بڑے بال نہ ہوتے اور ان کا تہبند ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا۔''

جب خریم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد معلوم ہوا تو انہوں نے استرا اٹھایا اور اپنے بڑھے ہوئے بالوں کو کانوں تک کاٹ دیا اور اس کے بعد اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک کر لیا۔

(۳۷۱) وَعَن جَابِرٍ ﷛ قَالَ:

اَتـی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ یَّوْمَ الْاَرْبَعَاءِ ، فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ:

یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ،

قَالُوْا : لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

فَقَالَ : کُنْتُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِذْ لَا تَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ تَحْمِلُوْنَ الْکَلَّ وَتَفْعَلُوْنَ فِیْ اَمْوَالِکُمُ الْمَعْرُوْفَ، وَتَفْعَلُوْنَ اِلَی ابْنِ السَّبِیْلِ حَتّٰی اِذَا مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِنَبِیِّہٖ اِذَا اَنْتُمْ تُحْصِنُوْنَ اَمْوَالَکُمْ ، فِیْمَا یَأْکُلُ ابْنُ اٰدَمَ اَجْرٌ وَفِیْمَا یَأْکُلُ السَّبُعُ وَالطَّیْرُ اَجْرٌ ۔

قَالَ: فَرَجَعَ الْقَوْمُ فَمَا مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا هَدَمَ مِنْ حَدِیْقَتِہٖ ثَلَاثِیْنَ بَابًا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو ابن عوف کے محلّہ میں پہنچے، بدھ کا دن تھا، وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

''اے گروہِ انصار''

لوگوں نے جواب دیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم حاضر ہیں ارشاد فرمائیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا ''جاہلیت کے زمانے میں جب کہ تم لوگ اللہ کی پرستش نہیں کرتے تھے' کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے تھے، تم اپنا مال غریبوں کو دیتے تھے، تم مسافروں کی مدد کرتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق دی اور احسان فرمایا، تو اب تم لوگ باغوں کی حفاظت کی خاطر ان کے گرد دیواریں اٹھاتے ہو۔ دیکھو، آدمی تمہارے باغ کا پھل کھالے تو اس پر تمہیں اجر ملے گا اور درندے اور پرندے کھالیں تو اس پر بھی تم اجر کے مستحق ہو گے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر لوگوں نے اپنے کھجور کے باغوں کے دروازے ڈھا دیئے، یہ تیس دروازے تھے جو ڈھائے گئے تھے۔''

(۳۷۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِى الْعَطَآءَ ، فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اِلَيْهِ اَفْقَرُ مِنِّىْ ،

قَالَ فَقَالَ خُذْهُ اِذَ جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَىْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ ، فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ ، فَاِنْ شِئْتَ فَكُلْهُ ، وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهٖ ، وَمَا لَا ، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ،

قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَلِاَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَسْأَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَّ لَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهٗ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں،

کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال دیتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا کہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہوں انہیں دے دیجئے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ''اس مال کو لے لو، جب تمہارے پاس کوئی مقدار مال کی آئے اور اس طرح آئے کہ تم نے مانگا بھی نہیں اور پانے کے متوقع بھی نہیں تھے تو اس طرح کے مال کو لے لیا کرو اور اس کو ذخیرہ کرو اور اگر تمہیں ضرور ہو تو استعمال کرو اور جی چاہے تو اس کو صدقہ کرو۔ اور جو مال تمہیں نہ ملے اس کی حرص بھی مت کرو۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''اسی وجہ سے والد صاحب کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور کوئی بے طلب دیتا تھا تو اسے واپس نہیں کرتے تھے۔''

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بغیر طلب اور بغیر لالچ کے کوئی مال ملے تو انکار نہ کرنا چاہئے اور اگر اس بات کی توقع اور دل میں خواہش ہو کہ فلاں مجھے مال دے تو ایسی صورت میں اگر اس کی طرف سے مال آئے تو نہیں لینا چاہئے۔

سلام بچوں کو

(۳۷۳) عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ "كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يَفْعَلُهٗ" (متفق علیہ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے اور فرماتے۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام کرتے تھے۔''

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

(۳۷۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْ شَجَرَةً بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَيَقِيْلُ تَحْتَهَا ، وَيُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

(ترغیب للمنذری بحوالہ مسند بزار)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں راوی کا بیان ہے کہ وہ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک درخت کے پاس جب پہنچتے تو اس کے نیچے قیولہ فرماتے اور لوگوں کو بتاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے۔''

تشریح:- ایسا نہیں تھا کہ دن کو وہاں پہنچتے تو درخت کے نیچے آرام فرماتے بلکہ رات میں، دن میں کسی بھی وقت درخت کے پاس پہنچتے تو تھوڑی دیر کے لئے درخت کے نیچے آرام فرماتے، ایسا نہیں تھا کہ وہ بات کو نہ سمجھتے رہے ہوں' اتباع کے معنی نہ جانتے ہوں گے، بلکہ وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایسا کرتے، اور محبت...... جیسا کہ سب کو معلوم ہے...... عقل سے اونچی شے ہے۔

(۳۷۵) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ سَفَرٍ۔ فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَ عَنْهُ ،

فَسُئِلَ عَنْهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ ؟

قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ هٰذَا فَفَعَلْتُ۔

(مسند احمد، ترغیب)

''مشہور تابعی حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں، ہم ایک سفر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ جب ایک مقام پر ہم لوگ پہنچے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک طرف کو مڑ کر چلے گئے۔

ان سے پوچھا گیا کہ'' آپ نے ایسا کیوں کیا؟''

تو انہوں نے کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لئے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔"

(۳۷۶) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا كَانَ حِيْنَ رَاحَ رُحْتُ مَعَهُ حَتّٰى اَتَى الْاِمَامُ فَصَلّٰى مَعَهُ الْاُوْلٰى وَالْعَصْرَ ،

ثُمَّ وَقَفَ وَاَنَا وَاَصْحَابٌ لِّيْ حَتّٰى اَفَاضَ الْاِمَامُ فَاَفَضْنَا مَعَهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى الْمَضِيْقِ دُوْنَ الْمَاْزِمَيْنَ ، فَاَنَاخَ وَاَنَخْنَا، وَنَحْنُ نَحْسَبُ اَنَّهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّصَلِّيَ ،

فَقَالَ غُلَامُهُ الَّذِيْ يُمْسِكُ رَاحِلَتَهُ اَنَّهُ لَيْسَ يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ وَلٰكِنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا انْتَهٰى اِلٰى هٰذَا الْمَكَانِ قَضٰى حَاجَتَهُ فَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّقْضِيَ حَاجَتَهُ ۔ (مسند احمد...... ترغیب)

"مشہور تابعی ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں، میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ جب وہ سہ پہر کو مسجد نمرہ چلے تو میں بھی ساتھ ہولیا یہاں تک کہ امام آیا اور انہوں نے امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھی۔

پھر عرفات میں ہم سب لوگ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر الحج مزدلفہ کے لئے روانہ ہوا تو اس کے ساتھ ہم لوگ بھی روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک تنگ درہ پر جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پہنچے وہاں انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور ہم لوگوں نے بھی بٹھا دی۔ ہمیں خیال ہوا کہ وہ یہاں نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔

ان کے خادم نے جو ان کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھا، کہا کہ "ان کا ارادہ یہاں پر نماز پڑھنے کا نہیں ہے بلکہ انہیں یہ بات یاد آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر حج میں جب اس جگہ پہنچے تھے تو اونٹنی کو روک کر قضائے حاجت کو تشریف لے گئے تھے، اس لئے ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسا کرنا چاہتے ہیں۔"

(۳۷۷) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُشَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ

عَنْ اَبِیْهِ قَالَ:

أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَهْطٍ مِّنْ مُزَیْنَةَ فَبَایَعْنَاهُ وَاِنَّهٗ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ، فَاَدْخَلْتُ یَدِیْ فِیْ جَنْبِ قَمِیْصِهٖ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ۔

قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَأَیْتُ مُعَاوِیَةَ وَلَا ابْنَهٗ قَطُّ فِیْ شِتَآءٍ وَلَا صَیْفٍ اِلَّا مُطْلَقِی الْاِزْرَارِ۔ (ابن ماجہ، ابن حبان، ترغیب)

حضرت عروہ بن عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرۃ نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا کہ

''میں (قرۃ معاویہ کے باپ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا اور ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیراہن کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ (قرہ کہتے ہیں) کہ میں اپنا ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کے اندر لے گیا اور مہرِ نبوت کو چھوا۔

عروہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ ''اسی وجہ سے ہمیشہ معاویہ اور ان کے لڑکے کو میں نے اس حال میں پایا کہ ان کے بٹن کھلے رہتے تھے، جاڑے کے موسم میں بھی اور گرمی کے موسم میں بھی۔''

تشریح:۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی کتنی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے۔ وہ منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تھے، انہیں صرف اس سے غرض ہے کہ ان کا محبوب کیا کرتا ہے ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ آدمی کے بٹن کسی وقت کھلے رہتے ہیں اور کسی وقت بند رہتے ہیں۔ ہمارے ملک کے مشہور شاعر جگر مرادآبادی نے اس مفہوم کو نہایت خوبی سے ادا کیا ہے۔

''دیکھنا پڑتا ہے اندازِ نگاہِ یار کو''

(۳۷۸) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ: رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یُصَلِّیْ مَحْلُوْلًا اِزْرَارُهٗ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ،

فَقَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَفْعَلُهٗ (صحیح ابن خزیمہ، ترغیب)

'زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس

حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کے کرتے کے بٹن کھلے ہوئے تھے میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔''

رفقائے سفر کی خدمت

(۳۷۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

خَرَجْتُ مَعَ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ فَقُلْتُ لَهٗ لَا تَفْعَلْ ،

فَقَالَ اِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا فَاٰلَيْتُ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهٗ (بخاری و مسلم)

''حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ''میں جریر ابن عبداللہ بجلی کے ساتھ ایک سفر میں نکلا، سفر کے دوران وہ میری خدمت کرتے، میں نے ان سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں، انہوں نے جواب دیا کہ ''میں نے انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے دیکھا ہے اس لئے میں نے قسم کھا لی ہے کہ انصار میں سے جس کے ساتھ سفر کروں گا اس کی خدمت کروں گا۔''

قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک

(۳۸۰) عَنْ اَبِيْ عَزِيْزِ بْنِ عُمَيْرٍ اَخِيْ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْأُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَوْصُوْا بِالْأُسَارٰى خَيْرًا ،

وَكُنْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ ، فَكَانُوْا اِذَا قَدَّمُوْا غَدَآءَ هُمْ اَوْ عَشَآءَ هُمْ اَكَلُوا التَّمْرَ وَاَطْعَمُوْنِيَ الْخُبْزَ بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(معجم طبرانی)

''حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوعزیز بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں مَیں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا،

قیدیوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر سلوک کرنے کی ہدایت دی،
میں انصار کے کچھ لوگوں کے یہاں تھا تو ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ دوپہر اور شام کا کھانا جب لاتے تو خود کھجور کھا لیتے اور مجھے روٹی کھلاتے، کیونکہ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں سے اچھے برتاؤ کی وصیت کی تھی۔"

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۸۱) عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِىْ رَمَضَانَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغُمَيْمِ فَصَامَ وَصَامَ النَّاسُ ، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ فَرَفَعَهٗ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ ، فَقِيْلَ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ ، فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ۔ (مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے میں مکہ کو روانہ ہوئے، یہاں تک کہ "کُرَعُ الْنُعَمِیم" (ایک مقام کا نام ہے) پہنچ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مجاہدین روزے سے تھے۔ جب اس مذکورہ مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگایا پھر اس کو اونچا اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی لیا روزہ توڑ دیا کیونکہ مسافر تھے اور جہاد کی مہم درپیش تھی۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ بعض لوگ روزے سے ہیں، انہوں نے اپنا روزہ نہیں توڑا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ لوگ نافرمان ہیں۔"

تشریح:- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ جو لوگ رمضان میں سفر کی حالت میں ہوں وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضا کر لیں اور یہ سفر رمضان میں ہوا ہے اور چونکہ یہ کوئی عام تجارتی سفر نہیں تھا بلکہ مکہ کو فتح کرنے اور کفارہ سے لڑنے نکلے تھے، اگر روزہ نہ توڑتے تو جہاد و قتال پر ناخوشگوار اثر پڑ سکتا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً روزہ توڑا اور لوگوں نے دیکھا، پھر روزہ رکھنے کے کیا معنی......؟ یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہوئی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ نافرمان ہیں۔ ظاہر ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اصل چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے، سنت سے ہٹ کر کوئی شخص چاہے کتنی ہی زیادہ عبادت کرے اس کا خدا کے یہاں کوئی وزن نہیں ہے۔

(۳۸۲) اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْاَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَا هَا ، وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَهَا اِلٰی بَرْكِ الْغُمَادِ لَفَعَلْنَا۔ (مسلم......انس رضی اللہ عنہ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ جدید اسلحہ اور غذائی رسد کے ساتھ شام سے مکہ کے لئے چل پڑا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو سعد بن عبادہ اٹھے اور انہوں نے کہا،

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سمندر میں گھسنے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں گھس جائیں گے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیں گے کہ دشمن سے لڑنے کے لئے بَرْكَ الْغُمَاد تک جاؤ تو ہم بخوشی جائیں گے۔''

تشریح:- برک الغماد ایک مقام ہے مدینہ سے بہت دور۔

(۳۸۳) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ بْنَ مَسْعُوْدٍ یَّقُوْلُ لَقَدْ شَهِدْتُّ مِنَ الْمَقْدَادِبْنِ الْاَسْوَدِ مَشْهَدًا لَاَنْ اَکُوْنَ اَنَا صَاحِبَهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ ،

اَتَی النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ یَدْعُوْا عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ ،

لَا نَقُوْلُ لَكَ کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی اِذْهَبْ اَنْتَ وَلٰکِنْ نُّقَاتِلُ عَنْ یَّمِیْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَمِنْ بَیْنِ یَدَیْكَ وَمِنْ خَلْفِكَ،

فَرَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ ذَاكَ۔ (مسند احمد)

''حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کوسنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا ہے کہ کاش وہ کارنامہ مجھ سے انجام پاتا جو اس جیسے ہر دوسرے کام سے مجھے عزیز تر تھا۔ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکینِ مکہ سے لڑنے کی لوگوں کو دعوت دے رہے تھے، تو اس وقت مقداد نے کہا،

کہ ''ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح نہیں کہیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ''اے موسیٰ علیہ السلام، تم اور تمہارا رب جا کے لڑو۔ نہیں، بلکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہو کر جنگ کریں گے، بائیں سے لڑیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ کر ان سے لڑیں گے۔

جب مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔''

تشریح:۔ مشرکین سے لڑنے کی دعوت کا جو واقعہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے وہ بدر کے موقع کا ہے، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا چالیس نفری قافلہ جدید فوجی سامان اور رسد کے ساتھ شام سے آ رہا ہے۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو روکنے کے سلسلے میں مشورہ کر ہی رہے تھے کہ اچانک یہ اطلاع ملی کہ مکہ کے مشرکین کی ایک ہزار فوج اسلام اور مسلمانوں کو فنا کرنے کے لئے چل پڑی ہے۔ یہ بات جو مقداد بن اسود نے کہی، اسی موقع کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم بھگوڑی ذہنیت نہیں رکھتے، ہم آپ کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے اور ہر طرح کی جان نثاری کے لئے تیار رہیں گے، ہر طرح فداکاری کا ثبوت پیش کریں گے۔

تجدید ایمان کی دعوت

(۳۸۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ،

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ،

تَعَالَ نُؤْمِنْ بِرَبِّنَا سَاعَةً،

فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِرَجُلٍ فَغَضِبَ الرَّجُلُ، فَجَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، اَلَا تَرىٰ اِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ يَرْغَبُ عَنْ اِيْمَانِكَ اِلٰى اِيْمَانِ سَاعَةٍ ؟

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ رَوَاحَةَ اِنَّهٗ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِيْ تَتَبَاهٰى بِهَا الْمَلَآئِكَةُ۔ (مسند احمد)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

''عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی سے ملتے تو فرماتے کہ آ ؤ تھوڑی دیر ہم اپنے رب پر ایمان لائیں۔'

ایک دن انہوں نے کسی آدمی سے یہی جملہ کہا تو وہ بہت غضبناک ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بطورِ شکایت کہا کہ

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ذرا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھئے یہ لوگوں کو زندگی بھر ایمان رکھنے کے بجائے تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں۔''

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے وہ دینی اجتماع کی تم کو دعوت دے رہے تھے انہیں ان مجالس سے محبت ہے جن پر ملائکہ فخر کرتے ہیں۔''

تشریح:- عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آ ؤ تھوڑی دیر بیٹھ کر ہم اپنے رب پر ایمان کو تازہ کریں جس کی شکل یہ ہے کہ خدا کا ذکر کیا جائے، اس کے احسانات یاد کئے جائیں، دینی معلومات بڑھائیں، دوسرے لفظوں میں دینی اجتماع کریں جس میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں پڑھی پڑھائی جائیں، مگر وہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مطلب نہ سمجھ سکا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا کہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا کیا مطلب ہے۔

یہاں ایک اور بات ہے جس پر غور کرنا ضروری ہے، سوال یہ ہے کہ اُس آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر کیا شکایت کی؟ کیا یہ کہا کہ دیکھئے یہ صاف سیدھی زبان استعمال کرنے کے بجائے اشارتی زبان میں بات کرتے ہیں؟ نہیں، بلکہ یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ایمانی دعوت تو ہمہ وقتی ہے، زندگی بھر مومن بنے رہنے کی دعوت ہے، اور یہ تھوڑی دیر کے ایمان کی دعوت دیتے ہیں، یہ ایک نئی انوکھی دعوت دے رہے ہیں......'، دیکھئے اس دَور کا معمولی مسلمان بھی اس حقیقت سے باخبر اور اس کے لئے غیرت مند تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہمہ وقتی تھی،

زندگی بھر کی تھی......! معمولی مسلمان اس دور کے مسلمانوں کے لحاظ سے میں نے کہا ورنہ ہمارے لحاظ سے تو ان میں کا ہر ایک صحابی شہری ہو یا دیہاتی ہمارا امام اور پیشوا ہے، اللہ ان سے راضی ہو۔

دینی اجتماع کی عظمت

(۳۸۵) عَنْ مُّعَاوِيَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ ،

فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ؟

قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَاهَدَ انَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا ،

قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ؟

قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ؟

قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفُكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ ، وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرَآئِيْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کے پاس آئے۔ یہ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے،

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ ''تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟''

لوگوں نے جواب دیا کہ ''ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور اس طرح ہم پر احسان کیا۔''

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''کیا بخدا تم اسی کام سے یہاں بیٹھے؟''

لوگوں نے کہا، ''ہاں، بخدا ہم یہاں اسی لئے بیٹھے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے تم کو قسم اس وجہ سے نہیں دلائی کہ میں تمہیں جھوٹا سمجھتا ہوں بلکہ جبرئیل علیہ السلام ابھی میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ملائکہ کی مجلس میں تم پر فخر کرتا ہے۔''

تشریح:۔ اس حدیث میں ذکر اللہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اللہ کو یاد کرنے کے ہیں اور یہ

لفظ قرآن اور حدیث دونوں میں جامع لفظ کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے۔اس میں ذکر ودعا اور اورادووظائف بھی شامل ہیں اور دین سیکھنے سکھانے اور دینی دعوت کو بڑھانے اور اس سے متعلق سارے کام ذکراللہ کی فہرست میں داخل ہیں۔اس حدیث میں ذکر کی تشریح آگے والا جملہ کررہا ہے۔یعنی یہ بیٹھے ہوئے خدا کے احسانات اور اس کے فضل وعنایات کا چرچا کررہے تھے کہ ہم لوگ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے نہیں جانتے تھے کہ خدا کی بندگی کا صحیح راستہ کیا ہے، اس نے ہم پر یہ فضل فرمایا کہ ہمیں میں سے ایک آدمی کے ذریعہ اپنا دین دے کر بھیجا اور پھر ہم پر مزید کرم یہ ہوا کہ ہم کو ایمان لانے کی توفیق بخشی۔

ملائکہ پر فخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے کہ دیکھو ہمارے یہ بندے ہم کو یاد کرتے ہیں، دینی کام میں لگے ہوئے ہیں ان کو دیکھو اور ان کی دینی فکر کو دیکھو، یہ اپنے دُنیا کے کاروبار اور مشغولیات چھوڑ کر یہ کچھ کررہے ہیں۔

تبلیغ اور شوقِ علم

(۳۸۶) اَخْرَجَ الْبُیْھَقِیُّ عَنِ الْبَرَآءِ ،

قَالَ لَیْسَ کُلُّنَا کَانَ یَسْمَعُ حَدِیْثَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَدْ کَانَتْ لَنَا ضَیْعَۃٌ وَّاَشْغَالٌ ، وَّلٰکِنْ کَانَ النَّاسُ لَا یَکْذِبُوْنَ ، فَیُحَدِّثُ الشَّاھِدُ الْغَآئِبَ۔

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

کہ ''ہم میں سے ہر شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہیں سنتا تھا، اس لئے کہ ہمارے پاس زمین وجائیداد تھی جس میں مشغول رہتے تھے۔''

البتہ جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنتے وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے والے، ان لوگوں کو بتادیا کرتے جو موجود نہ ہوتے،'' (ان میں دین سیکھنے کی پیاس تھی اور ان میں دین سکھانے کی تڑپ تھی۔''

جھوٹے کی بات پر اعتماد نہ کرنا

(۳۸۷) اَخْرَجَ الْبُیْھَقِیُّ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَ بِحَدِیْثٍ ،

فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ ، اَسَمِعْتَ ھٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟

قَالَ نَعَمْ ، اَوْحَدَّثَنِی مَنْ لَّمْ یَکْذِبْ ، وَاللّٰہِ مَا کُنَّا نَکْذِبُ وَلَا نَدْرِیْ مَا لْکَذِبُ۔

''حضرت قتادہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان فرمائی۔''

ان سے ایک آدمی نے پوچھا ''کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟''

انہوں نے کہا کہ ''ہاں، یا یہ فرمایا کہ مجھ سے یہ حدیث بیان کی اس شخص نے جو جھوٹ نہیں بولتا۔ بخدا ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے۔''

تشریح:۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لوگ حدیثوں کے بیان کرنے میں کس درجہ احتیاط کرتے تھے، وہ کبھی جھوٹی روایت نہیں کرتے تھے، اور سننے والے بھی پوری تحقیق کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو لوگ جھوٹ بولتے ہوں ان سے سنی ہوئی بات پر یقین نہ کرنا چاہئے اور نہ ان کی بات کو سچ سمجھ کر دوسرے لوگوں سے بیان کرنا چاہئے۔

(۳۸۸) جَاءَتِ امْرَأَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِكَ ، فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ یَوْمًا نَّاتِیْكَ فِیْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰہُ ،

قَالَ اجْتَمِعْنَ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا ، فَاجْتَمَعْنَ فَعَلَّمَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰہُ ،

ثُمَّ قَالَ مَا مِنْکُنَّ مِنِ امْرَأَۃٍ تُقَدِّمُ ثَلٰثَۃً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا کَانُوْا لَھَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ ،

فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ وَاثْنَیْنِ ؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاثْنَیْنِ۔ (متفق علیہ)

''ایک خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری تعلیم وتربیت ان مردوں کے حصے میں آ گئی، ہمارے لئے بھی

تو ایک دن مقرر فرمائیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اللہ کی ہدایات سے واقف کرائیں،
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "فلاں دن تم سب اکٹھی ہو جانا۔" چنانچہ وہ جمع ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ کی باتیں بتائیں اور اس میں یہ بھی بتایا،
کہ "جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو یہ بچے اس کو جہنم سے بچانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔" تو ایک عورت نے پوچھا "اگر کسی کے دو بچے مرے ہوں تو؟"
آپؐ نے فرمایا دو بچوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

تشریح:- یہ نمونہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی عورتوں کا، انہیں دین سیکھنے کی فکر تھی اس لئے انہوں نے ایک خاتون کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ دین جس طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح ہمارے لئے بھی آیا ہے اور مردوں کی نیکی اور دین داری عورتوں کو بچا نہیں سکتی اور یہ کہ ہر ایک سے الگ الگ پوچھ ہوگی...... نہ مرد عورتوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور نہ عورتیں مردوں کا۔

زبان کی حفاظت

(۳۸۹) اِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ ،
فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ،
فَقَالَ لَهٗ اَبُوْا بَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَادَنِىَ الْمَوَارِدَ۔ (مشکوٰۃ۔اسلم۔مولیٰ عمر)

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچے، دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو ہاتھ سے کھینچ رہے ہیں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا "آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اللہ آپ کی مغفرت کرے۔"
تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا "اس زبان نے مجھے ہلاکتوں میں ڈال دیا۔"

تشریح:- زبان سے بہت زیادہ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں، کسی کی غیبت ہو جاتی ہے، کبھی ناشائستہ الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں، غرض کہ زبان اس معاملے میں بہت زیادہ بے باک واقع ہوئی ہے، بہت زیادہ غلطیوں کا صدور اسی زبان کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر آدمی کے دل میں

ایمان ہوتو اس پر بہت زیادہ پچھتاتا ہے، کچھ ایسی قلبی کیفیات میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو وہ سزا دے رہے تھے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

(۳۹۰) عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَرَّالنَّبِیُّ ﷺ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّھُوَ یَلْعَنُ بَعْضَ رَقِیْقِہٖ ، فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ ،

فَقَالَ لَعَّانِیْنَ وَصِدِّیْقِیْنَ؟ کَلَّا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ ، فَاَعْتَقَ اَبُوْبَکْرٍ یَّوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِیْقِہٖ ، ثُمَّ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ،

فَقَالَ لَآ اَعُوْدُ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن اس حال میں پہنچے کہ وہ اپنے کچھ غلاموں پر لعن طعن کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''صدیق'' ہوکر لعن طعن؟ (یعنی یہ حرکت تمہاری صدیقیت سے میل نہیں کھاتی) قسم ہے رب کعبہ کی! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ صدیق کا لقب پانے والا مومن لعنت کرے۔''

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان تمام غلاموں کو آزاد کردیا جن پر لعن طعن کر رہے تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔

''توبہ کرتا ہوں اب مجھ سے یہ غلطی پھر نہ ہوگی۔''

سلام

(۳۹۱) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ:

کُنَّا اِذَا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَتُفَرِّقُ بَیْنَنَا شَجَرَۃٌ فَاِذَا الْتَقَیْنَا یُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ'' جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہوتے تو ہم میں سے کوئی شخص تھوڑی دیر کے لئے غائب ہوتا اور آتا تو سلام کرتا۔ یہی حال ہم سب کا تھا۔ دو آدمیوں کے درمیان ایک درخت بھی حائل ہو جاتا پھر وہ ملتے تو سلام کا تبادلہ کرتے۔''

عفوودرگزر

(۳۹۲) قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّبْنِ قَيْسٍ ، وَّكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ ﷺ ، وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ ﷺ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْشُبَّانًا ،

فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِاَبْنِ اَخِيْهِ يَابْنَ اَخِيْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ ،

فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ ، فَلَمَّا دَخَلَ ،

قَالَ ، هِيْ يَا بْنَ الْخَطَّابِ فَوَ اللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ فِيْنَا بِالْعَدْلِ ،

فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُّوْقِعَ بِهٖ ،

فَقَالَ لَهُ الْحُرُّيَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ ﷺ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ، وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَاجَاوَزَ هَا عُمَرَ حِيْنَ تَلَا هَا ، وَكَانَ وَقَّا فًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

(بخاری......ابن عباس رضی اللہ عنہ)

''عیینہ ابن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے مہمان ہوئے اور حر بن قیس ان لوگوں میں سے ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ قرب حاصل تھا، اور قرآن کے علماء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اور ان کے مشیر تھے خواہ وہ ادھیڑ عمر کے لوگ ہوں خواہ جوان ہوں، (حر بن قیس قرآن کے علما میں سے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے)۔

تو عیینہ نے اپنے بھتیجے (حر بن قیس) سے کہا کہ ''اے بھتیجے، تمہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل ہے تو میرے لئے ان سے باریابی کی اجازت طلب کرو۔''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ جب عیینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دورانِ گفتگو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا،

''اے ابنِ خطاب، تم بخدا ہم کو زیادہ مال نہیں دیتے، اور نہ ہمارے درمیان عدل د

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔''

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سن کر غصہ آ گیا اور عیینہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا،

تو حر بن قیس نے کہا کہ ''اے امیر المومنین، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے کہا ہے

"خُذِالْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔"

عفو ودرگزر کی روش اختیار کرو، نیکی اور احسان کا حکم دو اور جہالت برتنے والوں کی جہالت کو نظر انداز کر دو۔ (سورۂ اعراف آیت ۱۹۹)

اور یہ صاحب جاہل ہیں۔لہٰذا ان کی غلطی معاف کر دیجئے۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، جب انہوں نے یہ آیت پڑھی تو اس پر عمل کرتے ہوئے معاف کر دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی کتاب کے پاس رک جانے والے آدمی تھے، (یعنی خدا کی ہدایات سے نہیں ہٹتے تھے)۔''

(۳۹۳) عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ ﷺ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ﷺ كَلَامٌ فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ ، فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَّشْكُوْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءِ خَالِدٌ وَّهُوَ يَشْكُوْنِيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً ، وَّالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ لَّا يَتَكَلَّمُ ، فَبَكٰى عَمَّارٌ وَّقَالَ،

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَرَاهُ ؟

فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهٗ وَقَالَ ،

مَنْ عَادىٰ عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔

قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِّضٰى عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهٗ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی تو میں نے انہیں سخت سست کہہ دیا تو عمار رضی اللہ عنہ میری شکایت کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے، پیچھے سے خالد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شکایت کرتے ہوئے سن لیا تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انہوں نے سخت سست کہنا شروع کیا اور برابران کی سخت کلامی بڑھتی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، کچھ نہیں کہہ رہے تھے تو عمار رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خالد کو نہیں دیکھتے؟''

تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا ''جو عمار سے دشمنی کرے گا اللہ اس کا دشمن ہوگا اور جو عمار سے بغض رکھے گا تو خدا اس سے بغض رکھے گا۔''

خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر میں مجلس سے باہر نکلا تو سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک یہ تھی کہ کسی طرح عمار مجھ سے خوش ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے ان سے مل کر اپنی سخت کلامی کی معافی مانگی تو انہوں نے معاف کر دیا اور خوش ہو گئے۔''

عفوودرگزر کی تعلیم

(۳۹۴) اِنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَکْرٍ وَالنَّبِیُّ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ۔ فَلَمَّا اَکْثَرَرَدَّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ ، فَغَضِبَ النَّبِیُّ ﷺ ، وَقَامَ۔ فَلَحِقَهٗ اَبُوْبَکْرٍ وَّقَالَ ، یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ ، فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ ،

قَالَ کَانَ مَعَكَ مَلَكٌ یَّرُدُّ عَلَیْهِ ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَیْهِ وَقَعَ الشَّیْطَانُ۔ (مشکوٰۃ......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے، تعجب کے ساتھ مسکرا رہے تھے۔ جب اس شخص نے بہت کچھ کہہ لیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک آدھ بات کا جواب دیا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور مجلس سے اٹھ گئے۔

تو ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے لیکن جب میں نے جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب وہ گالی دے رہا تھا تو تم خاموش تھے تو خدا کا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے اس کو الٹ کر جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور

شیطان آ گیا۔“

صبر

(۳۹۵) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ ، کَانَ ابْنٌ لِّاَبِیْ طَلْحَةَ ﷺ یَشْتَکِیْ ، فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ۔

فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِیْ ؟

قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ ...... وَھِیَ اُمُّ الصَّبِیِّ ...... ھُوَ اَسْکَنُ مَا کَانَ، فَقَرَّبَتْ لَهُ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰی ، ثُمَّ اَصَابَ مِنْھَا ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوْا الصَّبِیَّ،

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ،

”مَّاتَ ابْنٌ لِّاَبِیْ طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَیْمٍ، فَقَالَتْ لِاَھْلِھَا،

لَا تُحَدِّثُوْا اَبَاطَلْحَةَ بِابْنِهٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُهٗ ،

فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَیْهِ عَشَآءً فَاَکَلَ وَشَرِبَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهٗ اَحْسَنَ مَاکَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِھَا،

فَلَمَّا اَنْ رَّاَتْ اَنَّهٗ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْھَا قَالَتْ ،

یَا اَبَاطَلْحَةَ اَرَاَیْتَ لَوْاَنَّ قَوْمًا اَعَارُوْعَارِیَتَھُمْ اَھْلَ بَیْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِیَتَھُمْ اَلَھُمْ اَنْ یَّمْنَعُوْھُمْ؟

قَالَ لَا،

قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ۔ (ریاض الصالحین)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ بیمار تھا، اس دوران میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سفر پر گئے اور ادھر بچہ وفات پا گیا۔

جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ ”میرے بچے کا کیا حال ہے؟“

تو بچے کی ماں اُم سلیم نے کہا کہ ”وہ پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے۔“

پھر انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا چنا، انہوں نے کھایا اور پھر اُم سلیم کے

پاس رہے۔ تب انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "لے جایئے بچے کو دفن کیجئے" (امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی روایت میں اتنا ہی ہے)۔

اور امام مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے،

کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ جو اُم سلیم سے پیدا ہوا تھا، مر گیا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سفر پر تھے۔ اُمِ سلیم نے گھر کے لوگوں سے کہا کہ "تم لوگ بچے کی وفات کی خبر ابوطلحہ کو مت دینا میں خود دوں گی۔"

اور جب وہ آئے تو سب سے پہلے ان کے سامنے رات کو کھانا چنا' انہوں نے کھایا پھر اپنا بناؤ سنگار کیا پہلے سے زیادہ' اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس رہے۔ جب وہ پرسکون حالت میں ہوئے تب ان کی اہلیہ نے کہا "ذرا بتایئے اگر کچھ لوگوں نے کسی کو کوئی چیز بطور منگنی دی ہو اور وہ اپنی منگنی دی ہوئی چیز کا مطالبہ کریں تو کیا ان لوگوں کو حق ہے کہ انکار کر دیں۔"

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "نہیں، ان کو منگنی کی چیز کو روک رکھنے کا اختیار نہیں ہے۔"

تب اُم سلیم نے کہا کہ "آپ کا بچہ جو آپ کے پاس امانت تھا اللہ نے لے لیا۔ آپ کو چاہئے کہ صبر کریں تا کہ آخرت میں اجر کے مستحق ہوں۔"

آدابِ مجلس

(۳۹۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي۔ (ابوداؤد)

"حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم میں ہر شخص کا معمول تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچتا تو سب کے پیچھے بیٹھ جاتا۔" (ہم میں کوئی یہ حرکت نہ کرتا کہ آتا تو دیر سے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا۔)

عہد کی پابندی

(۳۹۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ، خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثَلَاثًا

اَوْاَرْبَعًا، ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ یَّسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ یَمِیْنَهٗ وَیَمِیْنُهٗ شَهَادَتَهٗ ،

قَالَ وَکَانَ اَصْحَابُنَا یَضْرِبُوْنَا وَنَحْنُ صِبْیَانٌ عَلَی الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ۔ (مسند احمد)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ) پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین چار بار دہرائی۔ پھر کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے سبقت لے جائے گی اور انکی قسم گواہی پر سبقت لے جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ'' ہمارے سرپرست حضرات ہم بچوں کو جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹی گواہی دینے اور عہد کر کے پورا نہ کرنے پر مارتے تھے۔''

تشریح:۔ مطلب یہ کہ بعد کے لوگوں کی نظر میں گواہی اور عہد کی کوئی قدر و قیمت نہ رہ جائے گی، جھوٹی گواہی دیں گے، عہد کو پورا نہ کریں گے۔

سادگی

(۳۹۸) عَنْ عَبْدِ الرُّوْمِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ طَلْقٍ ، فَقُلْتُ، مَا اَقْصَرَ سَقْفَ بَیْتِكِ هٰذَا۔

قَالَتْ یَا بُنَیَّ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَتَبَ اِلٰی عُمَّالِهٖ اَنْ لَّا تُطِیْلُوْا بِنَآءَ کُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ شَرِّ اَیَّامِکُمْ۔ (الادب المفرد)

''عبدالرومی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ام طلق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے گھر کی چھتیں بہت نیچی تھیں۔ میں نے کہا'' آپ کے اس گھر کی چھت کتنی نیچی ہے۔''

انہوں نے کہا کہ'' اے بیٹے، امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو یہ ہدایت لکھ کر بھیجی تھی کہ تم لوگ اونچی عمارتیں نہ بنانا اس لئے کہ اگر ایسا کرو گے تو وہ برا دور ہوگا۔

(یعنی دولت کی نمائش، شاندار اونچی عمارتوں کی صورت میں کی جائے گی، ظاہر ہے یہ

امت کی دُنیا پرستی کا دور ہوگا، آخرت پسندی کا رجحان مر چکا ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ امت کی اسی دینی پستی کو روکنے کے لئے بند باندھ رہے تھے)۔

جانوروں پر رحم

(۳۹۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ۔

(ابوداؤد)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں" جب ہم سفر میں کسی منزل میں قیام کرتے تھے تو ذکر وتسبیح اور نماز میں مشغول نہ ہوتے جب تک کہ اپنی سواریوں کے اوپر سے بوجھ نہ اتار لیتے۔"

تشریح:- اسلام جانوروں پر رحم کرنے کی جو تعلیم دیتا ہے یہ اس کا ثمرہ ہے۔

مہمان نوازی

(۴۰۰) وَعَنْ شِهَابِ بْنِ عِبَادٍ اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ وَفْدِ عَبْدِالْقَيْسِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ:

قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَدَّ فَرَحُهُمْ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ اَوْسَعُوْا لَنَا، فَقَعَدْنَا،

فَرَحَّبَ بِنَا النَّبِيُّ ﷺ، وَدَعَا لَنَا، ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْنَا، فَقَالَ مَنْ سَيِّدُكُمْ وَزَعِيْمُكُمْ؟

فَاَشَرْنَا جَمِيْعًا اِلَى الْمُنْذِرِ بْنِ عَائِذٍ،

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَهٰذَا الْاَشَجُّ؟ فَكَانَ اَوَّلَ يَوْمٍ وُّضِعَ عَلَيْهِ الْاِسْمُ لِضَرْبَةٍ كَانَتْ بِوَجْهِهٖ بِحَافِرِ حِمَارٍ،

قُلْنَا، نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

فَتَخَلَّفَ بَعْدَ الْقَوْمِ فَعَقَلَ رَوَاحِلَهُمْ وَضَمَّ مَتَاعَهُمْ، ثُمَّ اَخْرَجَ عَيْبَتَهٗ، فَاَلْقٰى عَنْهُ ثِيَابَ السَّفَرِ، وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهٖ، ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ بَسَطَ النَّبِيُّ ﷺ رِجْلَهٗ، وَاتَّكَأَ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ الْاَشَجُّ اَوْسَعَ

الْقَوْمُ لَه ، وَقَالُوْ هٰهُنَا يَا اَشَجُّ ، فَقَعَدَ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
فَرَحَّبَ بِهٖ وَاَلْطَفَهٗ وَسَأَلَهٗ عَنْ بِلَادِهِمْ ، وَسَمّٰى لَهُمْ قَرْيَةً قَرْيَةَ
الصَّفَا وَالْمُشَقَّرِ ، وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ قُرىٰ هَجَرٍ ،
فَقَالَ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، لَاَنْتَ اَعْلَمُ بِاَسْمَآءِ قُرَانَا مِنَّا،
فَقَالَ : اِنِّیْ وَطِئْتُ بِلَادَكُمْ ، وَفُسِحَ لِیْ فِيْهَا ـ
قَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَكْرِمُوْا اِخْوَانَكُمْ، فَاِنَّهُمْ اَشْبَاهُكُمْ فِی
الْاِسْلَامِ اَشْبَهُ شَیْءٍ بِكُمْ اَشْعَارًا وَّاَبْشَارًا ، اَسْلَمُوْا طَآئِعِيْنَ غَيْرَ مُكْرَهِيْنَ
وَلَا مَوْتُوْرِيْنَ اِذْ اَبٰى قَوْمٌ اَنْ يُّسْلِمُوْا حَتّٰى قُتِلُوْا :
قَالَ : فَلَمَّا اَصْبَحُوْا ،
قَالَ: كَيْفَ رَأَيْتُمْ كَرَامَةَ اِخْوَانِكُمْ لَكُمْ وَضِيَافَتَهُمْ اِيَّاكُمْ ـ
قَالُوْا: خَيْرُ اِخْوَانٍ اَلَانُوْا فُرُشَنَا وَاَطَابُوْا مَطْعَمَنَا ، وَبَاتُوْا
وَاَصْبَحُوْا يُعَلِّمُوْنَا كِتَابَ رَبِّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ،
فَاُعْجِبَ النَّبِیُّ ﷺ وَفَرِحَ ـ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسند احمد)

''شہاب بن عباد کہتے ہیں، قبیلہ عبدالقیس کا جو وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ اسلام لانے کے مقصد سے ۹ ھ میں گیا تھا، اس کے بعض ارکان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو مسلمان بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے ہمیں اچھی جگہ دی۔ خوب خاطر کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا، ہمارے لئے دعا فرمائی، ہم کو دیکھا تو پوچھا ''تمہارا سردار اور لیڈر کون ہے۔''

تو جملہ ارکانِ وفد نے منذر بن عائذ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہمارے لیڈر ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ''یہی صاحب جن کے چہرے میں زخموں کا نشان ہے؟''

ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ''ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہمارے لیڈر ہیں۔''

منذر بن عائذ کے چہرے پر کبھی کسی گدھے نے لات ماری تھی جس کی وجہ سے ان کے

چہرے پر نشان پڑ گئے تھے۔ اشج کا لقب اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیا ہم لوگ اس سے پہلے ان کو اشج کے لقب سے یاد نہیں کرتے تھے، وفد کے دوسرے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے شوق میں پہلے ہی پہنچ گئے (نہ اپنا سامان قرینے سے رکھا اور نہ کپڑے بدلے) لیکن وفد کے لیڈر منذر نے پہلے سواریوں کو باندھا اور لوگوں کے سامان کو ایک جگہ قرینے سے لگایا، پھر اپنا بیگ نکالا، نئے کپڑے پہنے اور میلے کپڑے بیگ میں ڈالے۔ اس کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیر پھیلائے ہوئے اور ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچے تو لوگ ان کو جگہ دینے کے لئے سمٹ گئے اور کہا کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں پہلو میں بیٹھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا، اور شفقت بھرے لہجے میں گفتگو کی، ان کے ملک کے ایک ایک گاؤں کا نام لے کر پوچھا۔ مثلاً صفا، مشقر اور دوسری بستیاں۔

منذر ابن عائذ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے علاقے سے ہم سے زیادہ واقف معلوم ہوتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''ہاں، میں تمہارے ملک میں بسلسلہ تجارت گیا ہوں، وہاں کے لوگوں نے میری بڑی خاطر کی۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ''اپنے ان بھائیوں کی خاطر تواضع کرو۔ یہ اسلام لانے میں بھی تمہارے مشابہ ہیں اور چہرے بشرے کے لحاظ سے بھی تم سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ لوگ بغیر کسی جبر اور دباؤ کے خوشی خوشی ایمان لائے ہیں جب کہ دوسرے لوگوں نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں مارے گئے۔''

دوسرے دن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے پوچھا کہ ''تمہارے انصاری بھائیوں نے تمہاری ضیافت اور خاطر تواضع کیسی کی؟''

انہوں نے کہا ''یہ بہترین بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمارے لئے آرام دہ بستر فراہم کیا، بہترین کھانا کھلایا، اور رات میں اور صبح کو یہ لوگ ہمیں رب کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی تعلیم دیتے رہے۔''

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

اجتماعی معاملات میں

(۴۰۱) وَعَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ نَاسًا اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ قَدِمُوْا یُثْنُوْنَ عَلٰی صَاحِبٍ لَّهُمْ خَیْرًا۔

قَالُوْا : مَارَاَیْنَا مِثْلَ فُلَانٍ هٰذَا قَطُّ مَاکَانَ فِیْ مَسِیْرٍ اِلَّا کَانَ فِیْ قِرَآءَةٍ ، وَّ لَا نَزَلْنَا فِیْ مَنْزِلٍ اِلَّا کَانَ فِیْ صَلَاةٍ۔

قَالَ : فَمَنْ کَانَ یَکْفِیْهِ ضَیْعَتَهٗ حَتّٰی ذَکَرَ وَمَنْ کَانَ یَعْلِفُ جَمَلَهٗ اَوْدَابَّتَهٗ ؟

قَالُوْا نَحْنُ۔

قَالَ فَکُلُّکُمْ خَیْرٌ مِّنْهُ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابوداؤد)

حضرت ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ صحابہ کرام میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور اپنے ایک ساتھی کی تعریف کرنے لگے انہوں نے کہا،

کہ ''ہم نے اس فلاں ساتھی کی طرح کسی آدمی کو نہیں دیکھا سفر کے دوران یہ شخص برابر قرآن پڑھتا رہتا ہے اور جب کسی جگہ ہم پڑاوڈالتے تو یہ شخص نفل پڑھنے میں مشغول ہو جاتا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تو پھر اس کے سامانوں کی حفاظت کون کرتا اور اس کے اونٹ کو کون کھلاتا تھا؟''

لوگوں نے کہا کہ ''ہم اس کے سامانوں کی حفاظت کرتے اور اس کے اونٹ کو چارہ دیتے

آپؐ نے فرمایا ''تب تو تم لوگ اس سے بہتر ہو۔''

تشریح:- اجتماعی معاملات میں تمام متعلقہ افراد کو حصہ لینا چاہیے۔

اجتماعی طعام میں

(۴۰۲) عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَیْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَّعَ ابْنِ الزُّبَیْرِ ، فَرُزِقْنَا تَمْرًا فَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یَمُرُّبِنَا وَنَحْنُ نَاْکُلُ ،

فَيَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوا ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ،
ثُمَّ يَقُوْلُ اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ۔ (بخاری، مسلم)

جَبَلَهْ ابنِ سُحَيْمؒ کہتے ہیں، قحط کے سال میں ہم ابن زبیرؓ کے ساتھ تھے، تو ہم کو کھجوریں ملیں اور اسے بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ ہمارے پاس سے گزرے،

تو فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص ایک لقمے میں دو کھجوریں اٹھا کر نہ کھائے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرح کھانے سے منع فرمایا ہے،''

ہاں اس صورت میں دو کھجوریں کھائی جا سکتی ہیں جبکہ ساتھ کھانے والے لوگوں کی طرف سے اس کی اجازت ہو۔''

تشریح:- مطلب یہ کہ جب قحط کا زمانہ ہو اور کھانا تھوڑا ہو تو ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے والوں کی یہ ذہنیت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے پیٹ میں اتارنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ خودغرضی کی بات ہوگی جو اسلامی اخوت اور ایثار سے میل نہیں کھاتی ہاں! اگر ساتھیوں کو برا نہ معلوم ہو تو اس طرح کھایا جا سکتا ہے، اپنے ساتھیوں کی اجازت لینی ضروری ہے۔

(۴۰۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْقَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ ، جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ ، فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَامِنْهُمْ۔ (متفق علیہ......ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

قبیلہء اشعر کے لوگ جب جہاد میں جاتے ہیں اور کھانا کم ہوتا ہے یا مدینہ میں ان کے یہاں غذائی قلت ہو جاتی ہے تو جو کچھ جس کے پاس ہوتا ہے لاکر ایک جگہ جمع کرتے ہیں،''

آپؐ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں!''

جماعتی نظم وضبط

(۴۰۴) قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ،

''نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ

تَخَلَّفَ عَنْهُ ، قَالَ ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ ، اَوْقَالَ تَغَيَّرُوْا لَنَا ، حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِیْ فِیْ نَفْسِیَ الْاَرْضُ ، فَمَا هِیَ بِالْاَرْضِ الَّتِیْ اَعْرِفُ ، فَلَبِثْنَا عَلٰی ذٰلِكَ خَمْسِیْنَ لَیْلَةً ۔

فَاَمَّا صَاحِبَایَ ، فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَافِیْ بُیُوْتِهِمَا یَبْكِیَانِ ، وَاَمَّا اَنَا ، فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَ هُمْ ، فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَطُوْفُ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یُكَلِّمُنِیْ اَحَدٌ ،

وَاٰتِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاُسَلِّمُ عَلَیْهِ وَهُوَ فِیْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ، فَاَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَیْهِ اَمْ لَا؟ ثُمَّ اُصَلِّیْ قَرِیْبًا مِّنْهُ وَ اُسَارِقُهُ النَّظَرَ ، فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰی صَلٰوتِیْ نَظَرَ اِلَیَّ ، وَاِذَ الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّیْ ، حَتّٰی اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَیَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِیْنَ ، مَشَیْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِیْ قَتَادَةَ ، وَهُوَا بْنُ عَمِّیْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ ، فَوَ اللّٰهِ مَارَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ،

فَقُلْتُ لَهٗ یَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؟ فَسَكَتَ۔

فَعُدْتُّ فَنَا شَدْتُّهٗ ، فَسَكَتَ ،

فَعُدْتُّ فَنَا شَدْتُّهٗ ،

فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ،

فَفَاضَتْ عَیْنَایَ وَتَوَلَّیْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ۔

(متفق علیہ۔عبداللہ بن کعب)

حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم تینوں یعنی (مجھ سے اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) سے گفتگو اور بات چیت کرنے سے روک دیا کیونکہ ہم تبوک کی مہم پر اپنی سستی کی وجہ سے نہیں جا سکے تھے، لوگوں نے ہم سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور ایسے بدل گئے گویا ہم کو پہچانتے نہیں،

یہاں تک کہ مدینے کی سرزمین ہمارے لئے بالکل اجنبی بن گئی اب مدینہ وہ مدینہ نہیں تھا جس کو ہم جانتے تھے' تو اسی حالت پر ہم پر پچاس راتیں گزریں۔

میرے دونوں ساتھیوں (ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) پر اس بائیکاٹ کا بڑا اثر ہوا، یہ دونوں اپنے گھر میں بیٹھے روتے رہتے، اور میں چونکہ جوان تھا اور دل کا مضبوط، اس لئے میں گھر سے نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا، اور بازاروں میں گھومتا، لیکن کوئی بھی ہم سے بولتا نہیں تھا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر جب مسجد نبوی میں بیٹھتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا اور سلام کرتا، پھر میں اپنے جی میں سوچتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دیا یا نہیں؟ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوکر نماز پڑھتا اور چپکے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا، تو جب میں اپنی نماز میں لگ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نظر فرماتے اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مڑکر دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک پھیر لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی بے رخی مجھ پر بہت زیادہ شاق گزری تو ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاندکر ابوقتادہ کے پاس پہنچا، یہ میرے چچازاد بھائی اور میرے محبوب ترین دوستوں میں ہیں تو میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے بھی جواب نہ دیا۔

میں نے ان سے کہا ''اے ابوقتادہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں علم نہیں کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔'' وہ بدستور خاموش رہے۔

پھر میں نے دوبارہ انہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا تب بھی وہ خاموش رہے،

پھر تیسری بار اللہ کا واسطہ دے کر اپنی بات دہرائی۔

تب انہوں نے کہا۔ ''اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی واقف ہیں۔'' (کہ تمہیں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے کہ نہیں' انہیں سے اس کی سند لو)۔

اس پر میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ میں الٹے پاؤں دیوار پھاندکر واپس آ گیا۔

تشریح:- یہ جماعتی نظم و ڈسپلن کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے' جب اللہ کے حکم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں مندرجہ بالا ساتھیوں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا اور لوگوں کو ان سے بات چیت کرنے سے روک دیا تو پورا مدینہ ان کے لئے اجنبی شہر بن گیا' یہاں تک کہ ان کے عزیز ترین دوست اور چچازاد بھائی ابوقتادہ تنہائی میں بھی اللہ کا واسطہ دینے کے

باوجود ان سے نہیں بولے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا۔ اس جماعتی نظم و ڈسپلن سے متعلق مزید تفصیل تفہیم القرآن جلد دوم سورۂ توبہ حاشیہ نمبر ۱۱۹ ملاحظہ کیجئے۔

انفاق

(۴۰۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ قَالَ مَارَأَيْتُ امْرَأَتَيْنِ اَجْوَدَيْنِ مِنْ عَائِشَةَ وَاَسْمَآءَ ، وَجُوْدُ هُمَا مُخْتَلِفٌ ،

اَمَّا عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَجْمَعُ الشَّيْءَ اِلَى الشَّيْءِ ، حَتّٰى اِذَا كَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَهَا قَسَّمَتْ ، وَاَمَّا اَسْمَآءُ فَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا لِّغَدٍ۔

(الادب المفرد)

''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔'' میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خالہ اور ماں) سے زیادہ سخاوت کرنے والی عورتیں نہیں دیکھیں۔ ان دونوں کی سخاوت اور فیاضی کی نوعیت مختلف تھی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ جمع کرتی جاتیں اور جب قابلِ لحاظ مقدار میں مال جمع ہو جاتا تو غریبوں میں تقسیم کر دیتیں۔

اور اسماء رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ وہ روزانہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں آتا ضرورت مندوں تک پہنچا دیتیں اور کل کے لئے کچھ نہ رکھتیں۔''

(۴۰۶) اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطٍ لَّهٗ بِالْقُفِّ وَادٍ مِّنْ اَوْدِيَةِ الْمَدِيْنَةِ ، وَالنَّخْلُ قَدْ ظُلِّلَتْ وَهِيَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا ، فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَاَعْجَبَتْهُ ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلَاتِهٖ ، فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى ،

فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِيْ فِيْ مَالِيْ هٰذَا فِتْنَةٌ ، فَجَآءَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةٌ ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ فَاجْعَلْهُ فِيْ سَبِيْلِ الْخَيْرِ ،

فَبَاعَهٗ بِخَمْسِيْنَ اَلْفًا فَسَمّٰى ذٰلِكَ الْمَالَ الْخَمْسِيْنَ

(مؤطا، مالک، ترغیب)

''ایک انصاری آدمی اپنے کسی باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ باغ مدینہ کی مشہور وادی

''قف'' میں تھا، اور کھجوروں کے درخت پھل سے لدے ہوئے تھے۔ نماز پڑھتے میں ان کی نظر ان پھلوں کی طرف گئی اور اس سے خوش ہوئے۔ پھر اپنی نماز میں متوجہ ہوئے اور انہیں یاد نہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

اب انہوں نے سوچا کہ میری جائیداد تو میرے لئے فتنہ بن گئی تو وہ خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے پورا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں نے یہ باغ وقف کر دیا آپ اسے نیکی کے کاموں میں صرف کیجئے۔

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ۵۰ ہزار درہم میں بیچا اور اس باغ کا نام ''خمسین'' رکھا۔

تشریح: درہم کم وبیش ساڑھے چار آنے کے برابر ہوتا ہے، اور درہم آج کا نہیں بلکہ اس تمدنی دور کا جب ایک درہم میں چھ آدمیوں کا کنبہ دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھاتا تھا۔

(۴۰۷) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ:

كَانَ اَبُوطَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ ، وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ ،

وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ ،

قَالَ اَنَسٌ ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ،

قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِىْ اِلَىَّ بَيْرُحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ ،

قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَخٍ ، ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ ، ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں''

''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ کے سب سے زیادہ مالدار آدمی تھے، جتنے کھجوروں کے باغات ان کے پاس تھے، کسی کے پاس نہیں تھے۔ اور سب سے اچھا اور محبوب باغ ان کے نزدیک ''بیرحاء'' کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجدِ نبوی کے سامنے تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جاتے اور پانی پیتے، اس باغ کے کنوئیں کا پانی نہایت عمدہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

لَنْ [1] تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

ترجمہ: تم لوگ خدا کے وفادار ہرگز نہیں بن سکتے جب تک کہ اپنے محبوب مال کو خدا کی راہ میں نہ دو۔ (آل عمران)

تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ''کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ......الخ''

اور ''بیرحا'' میرا سب سے زیادہ محبوب مال ہے میں نے اس کو راہِ خدا میں وقف کیا تا کہ یہ اللہ کے یہاں میرے کام آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بتائے وہاں صرف کیجئے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شاباش! تم نے اچھا کیا' یہ نفع بخش تجارت ہے' نفع بخش تجارت ہے!''

(۴۰۸) عَنْ قَیْسِ بْنِ سِلَحٍ نِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ،

اَنَّ اِخْوَتَہٗ شَکَوْہُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا اِنَّہٗ یُبَذِّرُ مَالَہٗ وَیَنْبَسِطُ فِیْہِ۔

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اٰخُذُ نَصِیْبِیْ مِنَ الثَّمَرَۃِ فَأُنْفِقُہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مَنْ صَحِبَنِیْ۔

فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم صَدْرَہٗ وَقَالَ اَنْفِقْ یُنْفِقِ اللّٰہُ عَلَیْکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ خَرَجْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَعِیَ رَاحِلَۃٌ وَّاَنَا

---

[1] تم لوگ خدا کے وفادار ہرگز نہیں بن سکتے جب تک کہ اپنے محبوب مال کی خدا کی راہ میں نہ دو۔ (آلِ عمران: ۹۲)

اَکْثَرُ اَھْلِ بَیْتِی الْیَوْمَ وَاَیْسَرُہٗ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

''حضرت قیس بن سلع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
ان کے بھائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی شکایت کی کہ قیس اپنے مال کو لٹاتا ہے اور خوب خرچ کرتا ہے۔
میں نے کہا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے حصے کے کھجور لے لیتا ہوں اور اسے اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں میں خرچ کرتا ہوں۔''
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شاباشی کے ساتھ اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ
''خرچ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ کہی۔''
چنانچہ اس کے بعد اب میں اللہ کی راہ میں اپنی ذاتی اونٹنی پر جہاد کرنے کے لئے نکلتا ہوں اور آج میں اپنے کنبے والوں میں سب سے زیادہ مالدار اور خوش حال ہوں۔''

(۴۰۹) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ :

قَالَ الْمُھَاجِرُوْنَ ذَھَبَ الْاَنْصَارُ بِالْاَجْرِ کُلِّہٖ ، مَارَ أَیْنَا قَوْمًا اَحْسَنَ بَذْلًا لِّکَثِیْرٍ ، وَّلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاۃً فِیْ قَلِیْلٍ مِّنْھُمْ ، وَلَقَدْ کَفَوْنَا الْمُؤْنَۃَ۔
قَالَ اَلَیْسَ تُثْنُوْنَ عَلَیْھِمْ بِہٖ وَتَدْعُوْنَ لَھُمْ قَالُوْا بَلٰی ،
قَالَ فَذَاکَ بِذَاکَ۔ (ابوداوٗد، نسائی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
کہ مہاجرین نے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ''انصار سارا اجر سمیٹ لے گئے۔ یہ لوگ اپنی بہت سی دولت خرچ کر رہے ہیں اور جن کے پاس تھوڑا ہوتا ہے وہ بھی اپنے تھوڑے میں غریبوں کو شریک کر کے اپنے برابر کر لیتے ہیں اور ہمارا تو سارا خرچہ انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کیا تم لوگ ان کے لئے شکر کے جذبات نہیں رکھتے ہو؟ کیا تم ان کے لئے دعا نہیں کرتے ہو؟'' مہاجرین نے کہا ''ہاں'' ہم ان کا شکر ادا کرتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تو یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔'' (وہ تمہارے ساتھ احسان کرتے ہیں تم ان کے ساتھ احسان کرتے ہو۔ تم بھی اجر کے مستحق وہ بھی اجر کے مستحق)۔

معاشرت ومعاملات

والدین کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک

(۴۱۰) وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ:

قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَاَتَانِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ : أَتَدْرِیْ لِمَ اَتَیْتُكَ؟

قَالَ: قُلْتُ لَا۔

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاهُ فِیْ قَبْرِهٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْهِ بَعْدَهٗ ، وَاِنَّهٗ كَانَ بَیْنَ اَبِیْ عُمَرَ وَبَیْنَ اَبِیْكَ اِخَاءٌ وَّوُدٌّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذَاكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

''حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:''

کہ جب میں مدینہ پہنچا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔

کہا ''تمہیں معلوم ہے میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟''

میں نے کہا ''نہیں''

انہوں نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے،

کہ ''جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد، باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اسے چاہئے کہ اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔''

اور میرے والد (عمر رضی اللہ عنہ) اور تمہارے والد (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے درمیان گہری دوستی اور محبت تھی، میں نے چاہا کہ اپنے باپ کے ساتھ اچھا سلوک کروں، اس لئے میں تمہاری ملاقات کو آیا۔''

(۴۱۱) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما

اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَهٗ بِطَرِیْقِ مَكَّةَ ، فَسَلَّمَ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، وَحَمَلَهٗ عَلٰی حِمَارٍ كَانَ یَرْكَبُهٗ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰی رَاْسِهٖ

قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ : فَقُلْنَا لَهٗ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيْرِ،

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : اِنَّ أَبَاهٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،

وَاِنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّاَبِيْهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

''حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی (جب کہ وہ حج کو جارہے تھے) ایک بدو سے ملاقات ہوئی، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سلام کیا اور جس خچر پر وہ سوار تھے اس پر اسے بھی بٹھالیا اور اپنے سر کا عمامہ اسے دے دیا۔

ابن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،''ہم نے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ تو بدو لوگ ہیں تھوری چیز پر بھی راضی اور مطمئن ہو جاتے پھر آپ نے یہ سب کیوں کیا؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ''اس کا باپ میرے باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔

''یہ بہت بڑی نیکی ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔''

غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک

(۴۱۲) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ:

كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِیْ:

"اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ،" فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ ،

فَلَمَا دَنَامِنِّیْ اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ:

اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ ،

فَقُلْتُ : لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا ،

وَفِی رِوَایَۃٍ : فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ حُرٌّ لِّوَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔
فَقَالَ : أَمَا لَوْلَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ ، اَوْلَمَسَّتْکَ النَّارُ۔
(ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم وابوداؤد وترمذی)

''حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،
کہ ''میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا تو پیچھے سے کسی نے آواز دی کہ ''اے ابو مسعود! جان لو!''
تو غصے کی وجہ سے میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ یہ کون کہہ رہا ہے، جب وہ شخص قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ فرما رہے ہیں،
کہ ''جان لو اے ابومسعود، کہ تم کو جتنی قدرت اس غلام پر حاصل ہے اس سے زیادہ قدرت اللہ کو تم پر ہے۔''
میں نے عرض کیا اب کبھی بھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔''
(اور ایک روایت کے مطابق اسے آزاد کر دیا تا کہ غلطی کا کفارہ ہو جائے، غصے میں بے دردی سے اور وہ بھی کوڑے سے مار رہے تھے، اتنی سخت سزا کا وہ مستحق نہ تھا، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سختی سے ٹوکا) اور فرمایا ''اگر تم نے اسے آزاد نہ کیا ہوتا تو جہنم کی لپٹ تم کو پہنچتی۔''

یتیموں کا خیال

(۴۱۳) قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ لَقَدْ عَھِدْتُّ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْھُمْ یُصْبِحُ فَیَقُوْلُ یَآ اَھْلِیَہٗ یَا اَھْلِیَہٗ یَتِیْمَکُمْ یَتِیْمَکُمْ۔ (الحق)

''حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں، ''میں نے مسلمانوں کو (یعنی صحابہ کرامؓ کو) اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ صبح کو اپنے گھر والوں سے کہتے کہ سب سے پہلے یتیم کو کھلاؤ' سب سے پہلے اس کو دو۔''

ایثار

(۴۱۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ،

اُهْـدِیَ لِـرَجُـلٍ مِّـنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَأْسُ شَاةٍ فَقَالَ فُلَانٌ اَحْـوَجُ مِـنِّـیْ اِلَیْـهِ فَبَعَثَ بِهٖ اِلَیْهِ فَبَعَثَ ذٰلِكَ الْاِنْسَانُ اِلٰی اٰخَرَفَلَمْ یَزَلْ مَبْعَثُ بِهٖ وَاحِدٌ اِلٰی اٰخَرَحَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْاَوَّلِ بَعْدَ اَنْ تَدَاوَلَتْهُ سَبْعَةٌ۔

(صحیفۃ الحق)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک آدمی کو بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے کہا میرا فلاں ساتھی مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے، چنانچہ اس کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں کہا کہ اسے دے آؤ وہ زیادہ ضرورت مند ہے، اسی طرح سات آدمیوں کے پاس بھیجا گیا بالآخر وہ لوٹ کے پہلے آدمی کے پاس آیا۔''

حلال روزی

(۴۱۵) عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہما قَالَتْ ،

کَانَ لِاَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ غُلَامٌ یُّخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ ، وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یَّاْکُلُ مِنْهُ ، فَجَآءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَکَلَ مِنْهُ اَبُوْبَکْرٍ ،

فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِیْ مَا هٰذَا؟

فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَّمَا هُوَ؟

فَقَالَ کُنْتُ تَکَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْکَهَانَةَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُهٗ ، فَلَقِیَنِیْ فَاَعْطَانِیْ لِذٰلِكَ هٰذَا الَّذِیْ اَکَلْتَ مِنْهُ ،

فَاَدْخَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَّدَهٗ فَقَآءَ کُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِهٖ۔ (بخاری)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کما کر ایک مقررہ رقم انہیں دیتا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اپنے کام میں لاتے۔ ایک دن اس نے کوئی چیز لا کر دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا،

تو غلام نے کہا ''آپ کو علم ہے کہ یہ کیا ہے اور کہاں سے ملی ہے؟''

انہوں نے پوچھا ''بتاؤ یہ کیا ہے اور کہاں سے لائے؟''

اس نے کہا ''اسلام کے آنے سے پہلے میں نے ایک آدمی کو اس کی تقدیر بتائی تھی (آئندہ ہونے والی باتیں بتائی تھیں) میں اس علم سے واقف نہیں تھا، میں نے اسے دھوکا دیا تھا، تو اب اس سے ملاقات ہوئی اور اس نے اس کی اجرت دی جس کو آپ نے کھایا۔''
یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حلق میں انگلیاں ڈال کر پیٹ میں جو کچھ تھا باہر نکال دیا۔''

حُسنِ معاملہ

(۴۱۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِیْ، فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ،
فَقَالَ يَا بُنَیَّ اِنَّهٗ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْمَظْلُوْمٌ وَّاِنِّیْ لَا اُرَانِیْ اِلَّا سَاُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوْمًا، وَاِنَّ مِنْ اَكْبَرِ هَمِّیْ لَدَيْنِیْ، اَفَتَرٰی دَيْنَنَا يُبْقِیْ مِنْ مَّالِنَا شَيْئًا ثُمَّ قَالَ يَا بُنَیَّ بِعْ مَالَنَا وَاقْضِ دَيْنِیْ ....
قَالَ وَاِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِیْ كَانَ عَلَيْهِ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَاْتِيْهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهٗ اِيَّاهُ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ لَا، وَلٰكِنْ هُوَ سَلَفٌ اَخْشٰی عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ۔ (بخاری)

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میرے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل'' کے موقع پر مجھے بلایا۔ میں جا کر ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو انہوں نے کہا،
''اے عزیز بیٹے' آج یا تو آدمی ظالم کی حیثیت میں قتل کیا جائے گا یا مظلوم کی حیثیت میں قتل کیا جائے گا۔ اور میں اپنے بارے میں سمجھتا ہوں کہ مظلوم کی حیثیت میں مارا جاؤں گا، اور آج مجھے فکر ہے تو لوگوں کے قرض کی فکر ہے کہ وہ کسی طرح ادا ہو جائے۔ تمہارا کیا خیال ہے، قرض چکانے کے بعد کچھ بچ رہے گا......؟ پھر فرمایا ''اے بیٹے! ہماری جائیداد بیچ کر قرض ادا کر دینا......''
عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے ذمہ جو بھی قرض تھا اس کی نوعیت یہ نہیں کہ اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرنے کے سلسلے میں لیا ہو، بلکہ شکل یہ تھی کہ لوگ ان پر اعتماد کر کے اپنی رقم بطورِ

امانت رکھنے آتے تو اُن سے کہتے کہ امانت کے طور پر نہ رکھو بلکہ یہ رقم میرے پاس بطورِ قرض رہے گی تا کہ تمہاری نہ ماری جائے۔ امانت کے طور پر رکھو گے اور ضائع ہو گئی تو قانوناً تم لے نہیں سکتے، اس لئے اس کو قرض جانو کہ اگر میرے یہاں تلف ہو جائے تو تمہارا نقصان نہ ہو۔''

تنگ دست قرض دار کے ساتھ نرمی

(۴۱۷) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ

اَنَّهٗ طَلَبَ غَرِيْمًا لَّهٗ فَتَوَارٰی عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهٗ ،

فَقَالَ اِنِّیْ مُعْسِرٌ ،

قَالَ آللّٰهُ ؟

قَالَ آللّٰهُ ! قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ،

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْيَضَعْ عَنْهُ۔ (مسلم)

''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے قرض دار کو بلایا تو وہ چھپ گیا پھر اس سے ملاقات ہوگئی اور قرض کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا ''میرے ہاتھ بہت تنگ ہیں۔''

تو انہوں نے کہا ''کیا بخدا تم نہیں دے سکتے؟''

تو اس نے خدا کی قسم کھا کے کہا کہ ''وہ اس وقت قرض ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔''

تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ،

''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کے غموں سے اسے نجات ملے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا معاف کر دے۔''

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اسے مزید مہلت دی یا قرض معاف کر دیا، لیکن حدیث جس ڈھنگ سے بیان ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا قرض معاف کر دیا۔

اقامتِ دین کی راہ میں

(۴۱۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ :

اَقَمْتُ مَعَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ بِالْمَدِيْنَةِ سَنَةً فَقَالَ لِىْ ذَاتَ يَوْمٍ وَّنَحْنُ عِنْدَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ : لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا لَنَا ثِيَابٌ اِلَّا الْاَبْرَادُ الْخَشِنَةُ وَّاِنَّهٗ لَيَأْتِىْ عَلٰى اَحَدِنَا الْاَيَّامُ مَا يَجِدُ طَعَامًا يُّقِيْمُ بِهٖ صُلْبَهٗ حَتّٰى اِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَاْخُذَ الْحَجَرَ فَيَشُدُّ بِهٖ عَلٰى اَخْمَصِ بَطْنِهٖ ثُمَّ يَشُدُّهٗ بِثَوْبِهٖ لِيُقِيْمَ صُلْبَهٗ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ احمد رحمۃ اللہ علیہ)

''عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں سال بھر رہا۔ ایک دن جب کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے قریب بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا،

''ہم نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ہمارے جسم پر کھردری موٹی چادروں کے سوا نرم کپڑے نہیں تھے۔ اور ایسا بھی ہوتا رہا کہ کئی کئی دن گزر جاتے اتنا کھانا میسر نہ ہوتا کہ جس سے آدمی اپنی پیٹھ کو سیدھا کر سکے۔ ہم لوگوں کا حال یہ تھا کہ پتھر اٹھاتے، اپنے پیٹ پر رکھتے اور کپڑے سے اسے باندھ دیتے تا کہ جسم سیدھا رہا۔''

(۴۱۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷛ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَّرَ عَلَيْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً ،

فَقِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا ؟

قَالَ نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِىُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَآءِ فَتَكْفِيْنَا يَوْمَنَا اِلَى اللَّيْلِ ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهٗ بِالْمَاءِ فَنَاْكُلُهٗ۔ (مسلم)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں، مشرکین مکہ کے ایک قافلے کا راستہ روکنے کے لئے بھیجا اور کھجوروں کا ایک تھیلہ ہمارے ساتھ کر دیا، اس کے سوا کوئی اور چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم فراہم نہ کر سکے، تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہم کو روز ایک ایک کھجور دیتے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ لوگ کھجور لے کر کیا کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ ''ہم وہ کھجور منہ میں ڈال کر دیر تک بچوں کی طرح چوستے پھر اس پر پانی پی لیتے تھے، تو یہ ایک کھجور شام تک کے لئے کافی ہو جاتا تھا اور اپنی لاٹھی سے پتے جھاڑتے پھر پانی میں ان کو بھگوتے اور کھا لیتے۔''

(۴۲۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ :

اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ وَمٰی بِسَھْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَقَدْ کُنَّ نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَالَنَا طَعَامٌ ، اِلَّا وَرَقَ الْحُبْلَةِ وَھٰذَا السَّمُرَ حَتّٰی اِنْ کَانَ اَحَدُنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاۃُ مَالَہٗ خِلْطٌ۔ (بخاری و مسلم)

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:''

میں سب سے پہلا عرب آدمی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں مشرکین پر تیروں سے حملہ کیا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا کر کافروں سے جہاد کرتے اور حال یہ ہوتا تھا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا، بس یہی کانٹے دار جھاڑیوں کے پتے اور ببول کے پتے ہوتے، یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک کا حال یہ تھا کہ اجابت بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتی جس میں ذرا بھی تری نہیں ہوتی تھی۔''

(۴۲۱) عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ :

نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ مُّقْبِلًا عَلَیْہِ اِھَابُ کَبْشٍ قَدْ تَنَطَّقَ بِہٖ ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ،

اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الَّذِیْ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ۔ "لَقَدْ رَأَیْتُہٗ بَیْنَ اَبَوَیْنِ یَغْذُوَانِہٖ بِأَطْیَبِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ ، وَلَقَدْ رَأَیْتُ عَلَیْہِ حُلَّةً شَرَاھَا اَوْشُرِیَتْ بِمِائَتَیْ دِرْھَمٍ ، فَدَعَاہُ حُبُّ اللّٰہِ ، وَحُبُّ رَسُوْلِہٖ اِلٰی مَاتَرَوْنَ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آ رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ مینڈھے کا چمڑا تہبند کی جگہ لپیٹے ہوئے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

''اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو اللہ نے اسلام کی روشنی سے منور کر دیا۔ آج اس کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں اور کل اسلام لانے سے پہلے اس حال میں دیکھا کہ اس کے والدین اس کو بہترین غذا دیتے تھے اور ان کے جسم پر دوسو درہم کی پوشاک ہوتی (خیال رہے اس زمانے کے دو سو درہم) لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آج اس کا یہ حال ہوا۔''

(وہ اسلام کی دولت پا کر خوش ہیں کبھی گذشتہ دور کی عیش و آرام کی زندگی بھولے سے بھی ان کو یاد نہیں آتی۔ اگر چہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی انہیں اس حال میں دیکھ کر رو پڑتے ہیں)۔

(۴۲۲) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

خَرَجْتُ فِیْ غَدَاةٍ شَاتِيَةٍ جَآئِعًا وَقَدْ اَوْبَقَنِی الْبَرْدُ ، فَاَخَذْتُ ثَوْبًا مِّنْ صُوْفٍ قَدْ كَانَ عِنْدَنَا ، ثُمَّ اَدْخَلْتُهٗ فِیْ عُنُقِیْ ، وَحَزَمْتُهٗ عَلٰی صَدْرِیْ اَسْتَدْفِیْ بِهٖ ، وَاللّٰهِ مَا كَانَ فِیْ بَيْتِیْ شَیْءٌ اٰكُلُ مِنْهُ ، وَلَوْ كَانَ فِیْ بَيْتِ النَّبِیِّ ﷺ شَیْءٌ لَبَلَغَنِیْ ،

فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ اِلٰی اَنْ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فِی الْمَسْجِدِ ، وَهُوَ مَعَ عِصَابَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ ، فَطَلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِیْ بُرْدَةٍ مَّرْقُوْعَةٍ بِفَرْوَةٍ ، وَكَانَ اَنْعَمَ غُلَامٍ بِمَكَّةَ وَاَرْفَهَهٗ عَيْشًا ، فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِیُّ ﷺ ذَكَرَ مَا كَانَ فِيْهِ مِنَ النَّعِيْمِ ، وَرَاٰی حَالَهُ الَّتِیْ هُوَ عَلَيْهَا ، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ ، فَبَكٰی ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ،

''اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ اَمْ اِذَا غُدِیَ عَلٰی اَحَدِكُمْ ، بِجَفْنَةٍ مِّنْ خُبْزٍ ، وَّلَحْمٍ ، وَّرِيْحَ عَلَيْهِ بِاُخْرٰی وَغَدَا فِیْ حُلَّةٍ ، وَّرَاحَ فِیْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ ،

قُلْنَا : بَلْ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ۔

قَالَ ، بَلْ اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابویعلیٰ)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔''

کہ ''جاڑے کی ایک صبح کو میں بھوکا اپنے گھر سے نکلا، ٹھنڈک مجھ کو ہلاک کئے دے رہی تھی، تو میں نے ایک اونی کپڑا جو ہمارے گھر پر تھا، لیا اور اس کو اپنی گردن میں ڈالا اور گرمی حاصل کرنے کے لئے اپنے سینے پر اسے باندھ لیا، بخدا ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی تو مجھے آپ صلی اللہ عیہ وسلم ضرور بھیجتے۔

حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اس حالت میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں پہنچا، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی ایک جماعت پہلے سے بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں چمڑے کا پیوند تھا۔ وہ اسلام لانے سے پہلے مکہ کے بہت زیادہ خوش حال نوجوان تھے۔ عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اسلام لانے سے پہلے کی خوش حال زندگی یاد آئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے۔ پھر لوگوں سے پوچھا کہ

''تم لوگ آج بہتر حالت میں ہو یا اس وقت بہتر حالت میں ہو گے جب صبح کو تمہارے پاس روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا طباق پیش ہوگا اور شام کو ایک دوسرا طباق اور صبح کو تم ایک لباس میں ہو گے اور شام کو ایک دوسرے لباس میں ہو گے اور اپنے گھروں پر پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ پر پردہ پڑا ہوتا ہے۔''

تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب یہ دیا کہ ''ہم لوگ اس خوش حالی کے دور میں بہتر ہوں گے کیونکہ یکسوئی کے ساتھ خوب عبادت کریں گے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں، بلکہ تم لوگ اس فقر و فاقہ کے زمانے میں اچھے ہو۔''

(کیونکہ اقتدار اور خوش حالی میں آدمی اللہ اور اس کے دین سے غافل ہو جاتا ہے، دنیا پرستی کی بیمار آ گھیرتی ہے آخرت سے زندگی کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔)

اقامتِ دین کی راہ میں قربانیوں کا پہلا انعام

(۴۲۳) اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ یَوْمَ بَدْرٍ فِیْ ثَلٰثِمائَۃٍ وَّخَمْسَۃَ عَشَرَ وَقَالَ ،
اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ حُفَاۃٌ فَاحْمِلْھُمْ ،
اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ عُرَاۃٌ فَاکْسُھُمْ ،
اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْھُمْ ،
فَفَتَحَ اللّٰہُ لَھُمْ ، فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْھُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَیْنِ وَاکْتَسَوْا وَشَبِعُوْا۔ (ابوداؤد۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

’’حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ بدر کے موقع پر ۳۱۵ آدمی لے کر مدینہ سے نکلے اور یہ دعا کی،

’’اے اللہ، یہ لوگ پیدل چل رہے ہیں ان کو سواری دے، اے اللہ، ان کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں انہیں پوشاک عطا فرما، اے اللہ، یہ لوگ بھوکے ہیں انہیں آسودہ کر۔‘‘

تو اللہ نے بدر میں مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور وہ اس حال میں مدینہ لوٹے کہ ہر آدمی کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے اور ہر ایک کو کھانا اور کپڑا میسر ہوا۔‘‘

تشریح:- یعنی اللہ سے جو عہدِ بندگی انہوں نے باندھا اور کمال درجہ صبر و رضا کے ساتھ تیرہ چودہ سال تک ہر طرح کی قربانیاں دیتے رہے، اور جب خدا نے دیکھ لیا کہ انہوں نے جان و مال جو خدا کے ہاتھ بیچا تھا اس میں یہ پورے اترے، تب ان کے لئے فتح و نصرت کا دروازہ کھلا۔ بدر میں انہیں دنیاوی انعام کی پہلی قسط ملی اور پھر ملتی رہی اور آخرت میں انہیں جو انعام ملنے والا ہے اس کا اندازہ دنیا میں رہتے ہوئے کیونکر کیا جا سکتا ہے، ان کے رب نے تبوک کے آخری سخت امتحان میں پاس ہونے کے بعد فرمایا:-

یقیناً اللہ نے مومنین سے ان کی جان اور ان کے مال (اب) جنت کے بدلے خرید لئے (کیونکہ یہ اپنی بیع میں سچے ثابت ہوئے، ہر امتحان میں کامیاب ہوئے) دیکھو جان سے پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی اور یہ لوگ برسوں سے اپنی جان ہتھیلیوں پر لیے دین کے دشمنوں سے لڑتے رہتے

ہیں، مارتے بھی رہے اور مرتے بھی رہے لیکن پیچھے نہیں ہٹے، تورات میں بھی، انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی اس وعدے کا ذکر ہے اور اللہ سے بڑھکر اپنے عہد کا پورا کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟ تو اے اہل ایمان، خوش ہو جاؤ اپنی جان و مال کی بیع پر کہ خریدار نے جنت کے عوض خریدلیا، اب بیع مکمل ہوگئی۔

(سورۂ توبہ آیت ۱۱۱ کا توضیحی ترجمہ)

اوپر جس وعدے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ سورۂ صف پارہ ۲۸ کے دوسرے رکوع میں پڑھئے)۔

داعیانہ زندگی اور تنگ دستی

(۴۲۴) عَنِ بْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰی فَتَحْنَا خَيْبَرَ۔

(بخاری)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، ہم پیٹ بھر کھجور بھی نہیں پاتے تھے جب تک خیبر فتح نہیں ہوا۔''

اس لئے کہ ابھی امتحان ہو رہا تھا اور مسلمانوں نے اپنا سب کچھ اسلام کو بچانے اور غالب کرنے میں لگا رکھا تھا، اس وقت معاش کی فکر کہاں تھی، کیسے پیٹ بھر کھجور کھاتے، کہاں کھجور ملتی کہ پیٹ بھرتے، کھجوروں کے باغات کو پانی دینے کی، کھاد ڈالنے کی فرصت کہاں تھی، ابھی تو وہ اسلام کے باغ کی سینچائی میں لگے ہوئے تھے، البتہ خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں کا زور بھی ٹوٹ گیا اور مکی مشرکین بھی تھک کر چور ہو گئے تھے خیبر کے بعد ان کی جنگی پوزیشن ایسی نہیں رہ گئی تھی کہ حملہ کر سکتے اب تو مسلمانوں کے حملے کا وقت آ پہنچا تھا۔

(۴۲۵) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ:

كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَمَخَطَ فِي اَحَدِهِمَا، ثُمَّ قَالَ،

"بَخٍ بَخٍ يَمْتَخِطُ اَبُوْهُرَيْرَةَ فِي الْكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاُجَرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مِنَ الْجُوْعِ مَغْشِيًّا

عَـلَيَّ ، فَيَجِيْءُ الْجَآئِيْ ، فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى عُنُقِيْ يَرىٰ اَنَّ بِيَ الْجُنُوْنَ ، وَمَا هُوَ اِلَّا الْجُوْعُ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری وترمذی)

''محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

''ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کتان کے دو باریک کپڑے پہن رکھے تھے، تو ان میں سے ایک کپڑے سے ناک پونچھی پھر فرمایا۔

''واہ واہ، ابو ہریرہ کتان سے ناک پونچھتا ہے، پھر پہلے کی معاشی تنگی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا حالانکہ اس سے پہلے میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بھوک سے بے ہوش جاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہ کے بیچ میں گھسیٹا جاتا، آنے والے آتے اور اپنا پیر میری گردن پر رکھ دیتے، وہ سمجھتے کہ میری عقل میں فتور آ گیا ہے، حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ بھوک کی وجہ سے میرا یہ حال ہو جاتا۔

(۴۲۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ :

اَرْسَـلَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنِ اجْمَعْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ وَثِيَابَكَ ثُمَّ ائْتِنِيْ

قَالَ فَأَتَيْتُهٗ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ ،

فَقَالَ يَا عَمْرُو اِنِّيْ اَرْسَلْتُ اِلَيْكَ لِاَبْعَثَكَ فِيْ وَجْهٍ يُّسَلِّمُكَ اللّٰهُ وَ يُغَنِّمُكَ وَاَزْعَبُ لَكَ زَعْبَةً مِّنَ الْمَالِ ،

فَـقُـلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَتْ هِجْرَتِيْ لِلْمَالِ وَمَا كَانَتْ اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ،

قَالَ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

''میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھیجا کہ تم اپنے ہتھیار لے کر اور زرہ پہن کر میرے پاس آؤ، جب میں مسلح ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، ''میں نے تمہیں اس غرض سے بلایا ہے کہ میں تمہیں ایک جنگی مہم پر بھیجنا چاہتا ہوں، اس مہم سے تمہیں اللہ بخیریت واپس لائے گا اور مالِ غنیمت دے گا اور میں تمہیں مال کی ایک مقدار بطورِ انعام دوں گا۔

میں نے کہا، ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے مال حاصل کرنے کے لئے ہجرت نہیں کی تھی، میری ہجرت تو صرف خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''اچھا مال نیک آدمی کے لئے بہت اچھی چیز ہے۔''

تشریح:- صرف حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہی یہ حال نہ تھا، اس پاکیزہ گروہ کے ہر فرد کا یہی حال وقال تھا۔ انہوں ﻧﮯ جو بھی کام کیا خدا کی خوشنودی کے لئے کیا، انہوں نے جو بھی قربانی دی اللہ کے لئے دی، کوئی اور مقصد ان کے سامنے سرے سے رہا ہی نہیں اور ہر عمل کا محرک اخروی انعام رہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی مدد...... شاندار نتائج کی حامل مدد...... حاصل نہ ہوتی اور یہی چیز ہے جس نے سیاسی اقتدار حاصل ہونے کے بعد بہکنے نہیں دیا۔ امیری کے دور میں بھی فقیری زندگی پر قائم رہے۔

(۴۲۷) عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرِ نِ الْعَدَوِيِّ قَالَ:

خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ ﷺ وَكَانَ اَمِيْرًا بِالْبَصْرَةِ ،

وَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى قَرِحَتْ اَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَشَقَقْتُهَا بَيْنِيْ وَ بَيْنَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ، فَاتَّزَرْتُ بِنِصْفِهَا ، وَاتَّزَرَ سَعْدٌ بِنِصْفِهَا ، فَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَصْبَحَ اَمِيْرًا عَلٰى مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ ،

وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ نَفْسِيْ عَظِيْمًا وَعِنْدَ اللّٰهِ صَغِيْرًا۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم)

''خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں''

کہ ''عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے جو بصرہ کے گورنر تھے تقریر فرمائی (اس تقریر میں انہوں نے اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی فرمایا)

کہ ''میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں دیکھا ہے کہ میں ساتواں شخص تھا اور چھ اور آدمی تھے۔ معاشی تنگی کا یہ حال تھا کہ ببول کے درخت کی پتیوں کے سوا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا، یہاں تک کہ پتیاں کھانے کی وجہ سے ہمارے منہ میں چھالے پڑ گئے تھے۔ اور کپڑے کی قلت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک چادر مجھے ملی تو اس کے میں نے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آدھی سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے پہنی اور آدھی میں نے۔ لیکن آج ہم ساتوں میں سے ہر شخص کسی نہ کسی علاقے کا گورنر ہے۔ اور اس بات سے خداہ کی پناہ کہ میں اپنے آپ کو اس عہدے پر ہونے کی وجہ سے بڑا جانوں اور اللہ کے نزدیک حقیر بنوں۔''

(۲۴۸) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ:

رَأَيْتُ عُمَرَ ﷺ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمُوْمِنِيْنَ ، وَقَدْ رَقَّعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لُبِّدَ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مؤطا امام مالک)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمانہ خلافت میں بھی اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے کرتے میں دونوں شانوں کے اوپر تین پیوند لگے ہوئے ہیں، ایک پر ایک سلے ہوئے۔''

تشریح:- یعنی ایک پیوند پھٹا تو اس پر دوسرا پیوند لگا اور دوسرا پھٹا تو تیسرا پیوند لگا۔

(۲۴۹) وَعَنْ طَارِقٍ قَالَ:

خَرَجَ عُمَرُ ﷺ اِلَى الشَّامِ ، وَمَعَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ۔ فَاَتَّوْا عَلٰى مَخَاضَةٍ ، وَّعُمَرُ عَلٰى نَاقَةٍ لَّهٗ ، فَنَزَلَ وَخَلَعَ خُفَّيْهِ ، فَوَضَعَهُمَا عَلٰى عَاتِقِهٖ وَاَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَتِهٖ فَخَاضَ ،

فَقَالَ : اَبُوْ عُبَيْدَةَ : يَااَمِيْرُ الْمُوْمِنِيْنَ اَنْتَ تَفْعَلُ هٰذَا ، مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ اَهْلَ الْبَلَدِ اسْتَشْرَفُوْكَ ،

فَقَالَ : اَوَّهْ ، وَلَوْ يَقُلْ ذَاغَيْرُكَ اَبَا عُبَيْدَةَ جَعَلْتَهٗ نَكَالًا لِّاُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔ اِنَّا كُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَاَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ ، فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّ بِغَيْرِ مَا اَعَزَّنَا اللّٰهُ بِهٖ اَذَلَّنَا اللّٰهُ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم)

طارق کہتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت کی حیثیت میں، اونٹنی پر سوار، ملک شام کے سرکاری دورے پر نکلے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے، راستے میں کسی مقام پر ندی پار کرنی تھی، پانی کم تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی سے اترے، اپنا چمڑے کا موزہ اتار کر کندھے پر رکھا اور اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں لی اور پانی میں گھسے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''آپ امیر المومنین اور خلیفہ ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ شہر کے عیسائی باشندے اس حال میں آپ کو دیکھیں۔'' (مطلب یہ کہ اونٹنی چھوڑ کر کسی زرق برق گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ فلسطین کے عیسائی باشندے آپ کو حقیر نہ جانیں)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آہ اے ابو عبیدہ! تم یہ کہتے ہو، تم اس طرح سوچتے ہو، کوئی دوسرا یہ بات کہتا تو میں اسے دنیا پرستانہ کلام پر عبرت ناک سزا دیتا، لیکن میں تم کو جانتا ہوں تم خدا پرست ہو اس لئے ایسی بات شاید بے سوچے سمجھے نکل گئی۔

دیکھو ابو عبیدہ، ہم لوگ ذلیل ترین قوم تھے، لیکن اللہ نے اپنے دین کی بدولت ہمیں عزت بخشی، تو جب بھی اسلام کے سوا کسی بھی دوسری چیز کے ذریعہ عزت کے طالب بنیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دے گا۔ (عزت و اقتدار ہم سے چھن جائے گا، کفر و شرک کی غلامی اور محکومی ہمارے حصے میں آئے گی)۔''

☆......☆......☆

فکرِ آخرت اور شوقِ جنت

اسوۂ صحابہؓ کے باب کی بہت سی حدیثیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں، جنہیں پڑھ کر آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ صحابہ کرام کو کتنے سخت امتحانوں سے گزرنا پڑا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے مصائب کے طوفان انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکے؟ کیا چیز تھی جس نے ان کو اتنے سخت حالات میں اپنی جگہ پر جمائے رکھا؟ سب سے بڑی مار معاشی مار ہوتی ہے، اس میں بھی ان کے قدم نہیں لڑکھڑائے۔ اور اسی کے ساتھ دوسرا سوال یہ ہے کہ سیاسی اقتدار حاصل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لپکنے سے کس چیز نے انہیں باز رکھا؟ یہ اور اس طرح کے سوالوں کا جواب وہ حدیثیں دیں گی جو اب آپ کے سامنے آ رہی ہیں۔

(۴۳۰) عَنْ عُثْمَانَ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَاتَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا ، فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ،

اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مُنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ ، فَاِنْ نَّجَامِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُمِنْهُ ، وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ ،

قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ،

مَارَأَيْتُ مَنْظَرً اقَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ۔ (ترمذی)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔

ان سے پوچھا گیا کہ ''جنت اور جہنم کے ذکر سے آپ کو رونا نہیں آتا اور قبر دیکھ کر روتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کے مرحلوں میں سے پہلا مرحلہ ہے اگر یہاں کسی کو نجات مل گئی تو بعد کے مراحل میں اس کے لئے آسانی ہی آسانی ہے۔ اور اگر یہاں نجات نہ ملی تو بعد کے مراحل اس سے زیادہ سخت ہوں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے ایک اور حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

''قبر کے منظر سے زیادہ ہولناک اور کوئی منظر نہیں ہے۔''

(۴۳۱) عَنْ اَسْمَآءِ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ ،

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ فِیْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً۔ (بخاری)

''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) بیان کرتی ہیں کہ ''ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی جس میں قبر کے عذاب کا ذکر کیا۔تو مسلمان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔''

تشریح:۔ وہ اس لئے رونے لگے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اور لوگوں کو اپنی نجات کی فکر ہے۔معلوم نہیں کہ قبر میں فرشتوں کے تینوں امتحانی سوالوں کا جواب دے سکیں گے یا نہیں؟''

(۴۳۲) عَنِ النَّضْرِ قَالَ کَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلٰی عَهْدِ اَنَسٍ ،فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ یَا اَبَا حَمْزَةَ هَلْ کَانَ هٰذَا یُصِیْبُکُمْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ،

فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اِنْ کَانَتِ الرِّیْحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَخَافَةَ اَنْ تَکُوْنَ الْقِیَامَةُ ۔ (ابوداؤد)

''حضرت نضر کہتے ہیں کہ'' کالی آندھی آئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ زندہ تھے تو میں نے ان سے پوچھا،

''اے ابوحمزہ ایسی آندھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی آتی تھی؟''

انہوں نے کہا'' اللہ کی پناہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو ذرا تیز ہوا چل جاتی تو ہم لوگ مسجد کی طرف بھاگتے تھے کہ کہیں قیامت کی گھڑی نہ آ گئی ہو۔''

(۴۳۳) بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ اَصْحَابِهٖ شَیْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ ،

''عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ فَلَمْ اَرَکَا الْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا،

فَمَا اَتٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمٌ اَشَدُّ مِنْهُ غَطُّوْا رُؤُسَهُمْ وَلَهُمْ حَنِیْنٌ ۔ (ریاض الصالحین۔انس رضی اللہ عنہ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحابؓ کے بارے میں کچھ نامناسب باتیں معلوم ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی اور کہا۔

''میرے سامنے جنت لائی گئی، تو آج سے زیادہ برا اور بھلا دن کوئی اور نہیں دیکھا۔ اور اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جاتی جو میں جانتا ہوں تو تم لوگ بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دن سے زیادہ کوئی اور سخت دن نہیں آیا۔ انہوں نے اپنے سر ڈھانپ لئے اور سسکیاں بھرتے رہے۔''

تشریح:۔ ''نامناسب باتوں'' سے گناہ کے کام مراد نہیں ہیں' بلکہ ایسی باتیں مراد ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے لئے نامناسب خیال فرماتے ہیں، مثلاً دیر تک ہنسنا یا قہقہہ لگانا اسی طرح کی کوئی اور بات، ظاہر ہے مربیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے لئے اس طرح کی چیز کیسے پسند فرماتے جن کی تربیت کر کے بعد کے لوگوں کے لئے نمونہ بنانا ہے۔

اس حدیث میں صرف جنت کا ذکر ہے لیکن بعد کا جملہ بتاتا ہوں کہ غالباً جہنم کا مشاہدہ بھی کرایا گیا ہے اور یہ جو کم ہنسنے اور زیادہ رونے کا ذکر ہے اس سے اشارہ نکلتا ہے کہ کسی موقع پر لوگ خوب ہنسے ہوں گے۔

(۴۳۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَايُبْكِيْكِ؟

قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟

قَالَ اَمَّا فِيْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا ،

عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ ،

وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَآءُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ ، حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ شِمَالِهٖ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ ،

وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَىْ جَهَنَّمَ۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں راویوں کا بیان ہے کہ جب انہیں جہنم یاد آتا تو رونے لگتیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ ''تمہیں کیا چیز رلاتی ہے؟''

انہوں نے کہا ''مجھے جہنم یاد آ یا اس لئے رو پڑی تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو قیامت کے دن یاد رکھیں گے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین مواقع ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا،''

ایک وہ موقع جب کہ اعمال تو لے جارہے ہوں گے، اس وقت ہر شخص کو اپنی فکر ہوگی کہ اس کی ترازو ہلکی ہوتی یا یا بوجھل ہوتی ہے۔

اور دوسرا وہ موقع جب کہ نامۂ اعمال ہاتھ میں دیا جائے گا' دائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں۔

اور تیسرا موقع پل صراط پار کرنے کے وقت جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا، اور آدمی اس پر سے گزرے گا۔''

(۴۳۵) كَانَ الرَّجُلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا زُكِّيَ قَالَ ،

"اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْلِيْ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ۔"

(الادب المفرد......عدی رضی اللہ عنہ)

''حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص ان کے سامنے ان کی تعریف کرتا تو وہ کہتے،

اے میرے اللہ جو کچھ یہ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں اس کی بنیاد پر مجھے نہ پکڑیئے اور میرے جو عیوب یہ نہیں جانتے انہیں معاف کردیجئے۔''

(۴۳۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ،

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ،

"اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ (الانعام،۸۲)

شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوْ "اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ؟"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ ، اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ"۔

(مسند احمد رحمتہ اللہ علیہ)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

کہ جب آیت اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .... اِلٰی اٰخِرِہٖ اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرات بہت پریشان ہوئے اور کہا کہ

''ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہیں کیا'' (یعنی اس سے گناہ سرزد نہیں ہوا)

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔ یہاں ظلم سے مراد تو شرک ہے جیسا کہ سورۂ لقمان میں آیا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ''

تشریح:۔ اس حدیث میں سورۂ انعام کی جس آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: ''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے گڈمڈ نہیں کیا تو وہی لوگ اللہ کے عذاب سے بچیں گے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

یہ حدیث بتاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا خوفِ آخرت کے پہلو سے کیا حال تھا۔

(۴۳۷) عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہما قَالَتْ ، قُلْتُ لَهٗ : "مَالَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ ؟"

قَالَ ، اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :

اِنَّ وَرَآئَكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقَلُوْنَ"

فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

''ام الدرداء کہتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''جس طرح فلاں اور فلاں صاحب مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے؟''

انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے (اے مسافرانِ راہِ آخرت تمہارے آگے ایک بہت دشوار گزار گھاٹی (پہاڑی) ہے جس کو بوجھل مسافر نہیں پار کر سکتے۔''

تو مجھے بھی یہ گھاٹی پار کرنی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے ہلکا پھلکا جاؤں تاکہ آسانی سے اس اونچی پہاڑی کے پار اتروں۔''

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ ہم اس دنیا میں مسافر کی حیثیت میں ہیں، ہماری منزل آخرت ہے جہاں ہمیں جانا ہے، اور مسافر اپنے ساتھ ہلکا سامانِ سفر رکھتا ہے تو زیادہ سے زیادہ سامانِ دنیا جمع کر کے کیا ہوگا؟ بوجھ ہی بنے گا اور سب کا حساب دینا ہوگا اور یہ مرحلہ نہایت سخت ہوگا۔

(۴۳۸) عَنْ اَبِیْ اَسْمَآءَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ ذَرٍّ وَّهُوَ بِالرَّبَذَةِ وَعِنْدَهٗ امْرَأَةٌ سَوْدَآءُ مُشَنَّعَةٌ لَّيْسَ عَلَيْهَا اَثَرُ الْمَحَاسِنِ وَلَا الْخَلُوْقِ ،

فَقَالَ : اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَاتَأْمُرُنِیْ هٰذِهِ السُّوَيْدَاءُ؟ تَأْمُرُنِیْ اَنْ اٰتِیَ الْعِرَاقَ ، فَاِذَا اَتَيْتُ الْعِرَاقَ مَالُوْا عَلَیَّ بِدُنْيَاهُمْ ،

وَاِنَّ خَلِيْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّ دُوْنَ جِسْرِ جَهَنَّمَ طَرِيْقًا ذَادَحْضٍ وَّمَزَلَّةٍ ، وَاِنَّا اَنْ نَّأْتِیَ عَلَيْهِ وَفِیْ اَحْمَالِنَا اقْتِدَارٌ وَاضْطِمَارٌ اَحْرٰی اَنْ نَّنْجُوَ مِنْ اَنْ نَّأْتِیَ عَلَيْهِ وَنَحْنُ مُوَاقِيْهُ ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ احمد)

ابو اسماء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''میں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس مقام ''ربذہ'' گیا۔ ان کے پاس اس وقت ایک سیاہ رنگ کی بدصورت عورت بیٹھی ہوئی تھی، حسن و جمال بھی نہیں تھا اور نہ عطر لگا رکھا تھا،

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ہو یہ عورت مجھے کیا مشورہ دیتی ہے؟ یہ مجھ سے کہتی ہے کہ میں عراق جاؤں، اگر میں عراق جاؤں گا تو لوگ مجھے دنیوی ساز و سامان دینے کے لئے ٹوٹ پڑیں گے۔

حالانکہ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ جہنم کے پل پر ایک بہت زیادہ پھسلن والا راستہ ہے جس پر چلنا ہے، تو جتنا ہی ہمارے پاس کم سے کم سامان ہوگا اتنا ہی نجات کا امکان زیادہ ہے اور اگر ہم سامانوں سے لدے پھندے جائیں تو نجات کا امکان کم سے کم ہوگا۔''

دین کی راہ میں

(۴۳۹) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ﷺ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا صَلّٰی بِالنَّاسِ یَخِرُّ رِجَالٌ مِّنْ قَامَتِھِمْ فِی الصَّلَاۃِ مِنَ الْخَصَاصَۃِ ، وَھُمْ اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ ، حَتّٰی یَقُوْلَ الْاَعْرَابُ : ھٰؤُلَاءِ مَجَانِیْنُ اَوْمَجَانُوْنَ۔

فَاِذَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ انْصَرَفَ اِلَیْھِمْ ، فَقَالَ ، "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَۃً وَّحَاجَۃً "۔

(ترغیب وترہیب بحوالۂ ترمذی)

''فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھاتے تو اصحاب صفہ بھوک اور فاقہ کی وجہ سے نماز میں گر پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ دیہات سے آنے والے عرب لوگ جو حال سے ناواقف ہوتے خیال کرتے کہ یہ دیوانے لوگ ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے۔

''اے اصحابِ صفہ تمہاری ان قربانیوں کا جو انعام آخرت میں ملنے والا ہے اگر اس دنیا میں تم جان لیتے تو مزید فقر وفاقہ کی تمنا کرتے۔''

تشریح:- اصحابِ صفہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مختلف علاقوں سے ایمان لانے کے جرم میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اس طرح نکالے گئے کہ اپنے ساتھ کچھ بھی اپنا سرمایہ نہ لا سکے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ تصور مت قائم کیجئے کہ یہ کاہل اور عہدی قسم کے لوگ تھے، دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والے! نہیں یہ لوگ اپنی روزی آپ کما سکتے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے کاموں کے لئے ان کا سارا وقت لے لیا تھا، ان میں سے کچھ فوجی تربیت حاصل کرتے اور مختلف دستوں کی شکل میں بھیجے جاتے اور کچھ لوگوں کو دعوتِ دین کے لئے تیار کیا جاتا۔ ظاہر ہے جب جماعت نے ان کا سارا وقت دین کے کاموں کے لئے لے لیا تو وہ تجارت وغیرہ کس طرح کرتے، جماعت کے لوگ ان کی کفالت کرتے جس حد تک بھی کر سکتے، ابتلاء وآزمائش کا دور تھا، کم وبیش پوری جماعت بھوک پیاس کے دور سے گزر رہی تھی۔

(۴۴۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو،

قَالَ بَیْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَحَلْقَۃٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُھَاجِرِیْنَ قُعُوْدٌ ، اِذْدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ ، فَقَعَدَ اِلَیْھِمْ فَقُمْتُ اِلَیْھِمْ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "لِيُبَشَّرُ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرُوْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ، فَإِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَاءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا،

قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اَسْفَرَتْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْمِنْهُمْ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ

''میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا ہوا تھا اور مسجد ہی میں غریب مہاجرین کی ایک جماعت بھی بیٹھی تھی کہ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فقراء مہاجرین کی مجلس میں جا کر بیٹھ گئے تو میں بھی وہیں اٹھ کر چلا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو خطاب کر کے فرمایا، ''فقراء مہاجرین کو خوش ہو جانا چاہئے، ان کے چہروں کی پژمردگی مسرت سے بدل جانی چاہئے، یہ لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''ان غریب مہاجرین کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے اور میرے دل میں یہ تمنا ابھری کہ کاش میں بھی انہیں فقراء مہاجرین میں سے ہوتا۔''

تشریح:- تمنا کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دین کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا کر، گھر بار چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لئے اسلام کی تاریخ میں ان کا مقام بہت بلند ہے اور ان میں سے جس نے جتنی زیادہ قربانیاں دی ہیں اور جیسی فداکاری کا مظاہرہ کیا ہے اسی لحاظ سے اس کا مقام اونچا ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب ان غریب مہاجرین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تو ان کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے یہ کیوں؟ آخر ہم لوگ بھی یہی کچھ سنتے اور پڑھتے ہیں ہمارا یہ حال کیوں نہیں ہوتا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں جہنم کا ڈر تھا جنت کی تمنا تھی اور مسلسل امتحانات نے ان کی جنت کی پیاس بڑھا دی تھی۔ جس دکان میں تاجر نے جتنا ہی سرمایہ لگایا ہوگا اور اس کو چمکانے میں جتنی محنت کی ہوگی اسی لحاظ سے دکان سے اس کی دلچسپی اور محبت زیادہ ہوگی۔

جنت کی آرزو

(۴۴۱) عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ:

كُنتُ اَخدَمُ النَّبِیَّ ﷺ نَهَارِیْ ، فَاِذَا كَانَ اللَّیْلُ اَوَیتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبِتُّ عِندَهُ فَلَا أَزَالُ اَسمَعُهُ یَقُوْلُ ،

سُبحَانَ اللّٰهِ ، سُبحَانَ اللّٰهِ ، سُبحَانَ رَبِّیْ حَتّٰی اَمَلَّ اَوْ تَغلِبَنِیْ عَیْنِیْ فَانَامُ،

فَقَالَ یَوْمًا یَّا رَبِیْعَةُ سَلْنِیْ فَاُعطِیَكَ،

فَقُلتُ اَنظِرْنِیْ حَتّٰی اَنظُرَ ، وَتَذَكَّرتُ اَنَّ الدُّنیَا فَانِیَةٌ مُنقَطِعَةٌ ،

فَقُلتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسأَلُكَ اَنْ تَدعُوَ اللّٰهَ اَنْ یُّنَجِّیَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ یُدْخِلَنِیَ الْجَنَّةَ،

فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ،

مَنْ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟

قُلتُ مَا اَمَرَنِیْ بِهٖ اَحَدٌ وَّلٰكِنِّیْ عَلِمتُ اَنَّ الدُّنیَا مُنقَطِعَةٌ فَانِیَةٌ وَّیَاَنْتَ مِنَ اللّٰهِ بِالْمَكَانِ الَّذِیْ اَنْتَ مِنهُ فَاَحبَبتُ اَنْ تَدعُوَ اللّٰهَ لِیْ ،

قَالَ اِنِّیْ فَاعِلٌ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

’’حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دن بھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا پھر جب رات آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاتا اور وہیں رات کو رہتا تو برابر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ سنتا،

سُبحَانَ اللّٰهِ سُبحَانَ اللّٰهِ سُبحَانَ رَبِّیْ یہاں تک کہ سنتے سنتے اکتا جاتا اور میری آنکھ لگ جاتی اور سو جاتا۔

تو ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اے ربیعہ تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔‘‘ میں نے عرض کیا مجھے مہلت دیجئے تاکہ میں غور کرلوں کہ مجھے کیا مانگنا چاہئے۔ چنانچہ مجھے خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی ہے ختم ہو جانے والی ہے تو اس کے بارے میں کیا مانگوں؟ اس لئے میں نے کہا کہ ’’اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری درخواست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے

کہ آپ میرے لئے اس بات کی دعا فرمائیں کہ اللہ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے اور جنت میں داخل کرے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ ''تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟''

میں نے عرض کیا'' مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی بلکہ مجھے خود ہی خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی ہے اور ختم ہو جانے والی ہے اس لئے ایسی چیز کیوں مانگی جائے اور میں جانتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے مقرب بندے ہیں اس لئے میں نے پسند کیا کہ آخرت کی نجات کا مسئلہ آپ صلی اللہ عیہ وسلم کے سامنے رکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' میں ضرور تمہارے لئے دعا کروں گا۔ تو تم نمازوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔''

تشریح:- وہ پاک لوگ جنہیں ہم اصحابؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانتے ہیں نہایت ذہین اور عقل مند لوگ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جو چیز فانی ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ اس کے لئے دعا کی جائے یا کرائی جائے۔ دعا کے لائق تو آخرت کی بات ہے، آخرت کا مسئلہ ہے کہ وہاں اللہ کے غصے کی آگ میں جلنے سے بچ جائے اور دائمی راحت کے گھر میں جگہ مل جائے۔ اس سلسلے میں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جو ہدایت کی وہ یہ کہ سجدوں کی کثرت سے آدمی کی یہ تمنا پوری ہو سکتی ہے۔ تو جن لوگوں کا نصب العین اخروی نجات و فلاح ہو انہیں یہ نسخۂ کیمیا استعمال کرنا چاہئے۔ فرائض کے علاوہ نفل نمازوں کا اہتمام کرنا ہوگا۔

روزے کی تاکید

(۴۴۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ "یَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ۔"

قَالَ "عَلَیْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَا مِثْلَ لَهٗ"

قَالَ فَکَانَ اَبُوْ اُمَامَةَ لَا یُرٰی فِیْ بَیْتِهِ الدُّخَانُ اِلَّا اِذَا نَزَّلَ بِهِمْ ضَیْفٌ۔ (ترغیب)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ '' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایک ایسا کام بتا دیجئے جس سے مجھے جنت

مل جائے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر روزہ لازم کرلو اس لئے کہ روزہ ایک بے مثل عبادت ہے۔''

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کا بیان ہے کہ اس کے بعد ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہوا کہ دن میں ان کے گھر سے دھواں اٹھتے نہیں دیکھا جاتا مگر جب کوئی مہمان آ جاتا۔''

شہادت اور شوقِ جنت

(۴۴۳) عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ :

انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی سَبَقُو الْمُشْرِكِيْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَّجَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَقَدَّ مَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی اَكُوْنَ اَنَادُوْنَهٗ۔

فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْ اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ ،

قَالَ عُمَيْرُ بْنُ الْحَمَامِ "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ ،

قَالَ نَعَمْ،

قَالَ "بَخٍ بَخٍ"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَايَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟"

فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا ،

قَالَ "فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا "

فَاَخْرَجَ ثَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ "اِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰی اٰكُلَ تَمَرَاتِیْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ" فَرَمٰی بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰی قُتِلَ ؓ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیؓ مدینے سے چلے اور مشرکین سے پہلے بدر پہنچ گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مجاہد ساتھیوں سے کہا کہ

''تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے میں سب سے آگے ہوں گا اور تم لوگ میرے پیچھے رہنا۔ اس کے بعد مشرکین آگے بڑھ کر اسلامی فوج کے قریب آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

''اس جنت کو حاصل کرنے کے لئے بڑھو جس کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔''

عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''کیا جنت کی لمبائی اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہاں۔''

تو انہوں نے کہا ''واہ واہ۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''یہ تم واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو؟''

انہوں نے کہا ''میں صرف اس وجہ سے واہ واہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے جنت میں پہنچنے کی آرزو ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ ''تم جنت میں پہنچو گے۔'' اس کے بعد انہوں نے کچھ کھجوریں اپنے ترکش سے نکالیں اور انہیں کھانے لگے۔ پھر انہوں نے سوچا کہ کھانے میں تو بہت دیر لگے گی اتنی دیر بھی جینا بوجھ معلوم ہوتا ہے جب کہ لڑائی شروع ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بقیہ تمام کھجوریں پھینک دیں اور مشرکین سے لڑنا اور مارنا شروع کیا یہاں تک کہ بہتوں کو مار کر انہوں نے شہادت پائی (اللہ ان سے راضی ہو)۔

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی میں اپنے فوجیوں کی قیادت کر رہے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام سے چھپر کے نیچے فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہوں اور ادھر صحابہ کرامؓ لڑ رہے ہوں بلکہ بہ نفس نفیس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فوجیوں کی کمان کر رہے تھے اور سب سے آگے تھے۔

(۴۴۴) عَنْ جَابِرٍ ﷺ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِ وبْنِ حَرَامٍ يَّوْمَ أُحُدٍ ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

یَا جَابِرُ اَلَا اُخْبِرُكَ مَاقَالَ اللّٰہُ لِاَبِیْكَ ؟

قُلْتُ بَلٰی ،

قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰہُ اَحَدًا اِلَّا مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَّكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا

فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ تَمَنَّ عَلَیَّ اُعْطِكَ ،

قَالَ یَا رَبِّ تُحْیِیْنِیْ فَاُقْتَلُ فِیْكَ ثَانِیَةً ،

قَالَ اِنَّہٗ سَبَقَ مِنِّیْ اَنَّھُمْ اِلَیْھَا لَا یَرْجِعُوْنَ ،

قَالَ یَا رِبِّ فَاَبْلِغْ مَنْ وَّرَآئِیْ ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاٰیَةَ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَاءٌ" ...... اَلْاٰیَةَ كُلَّھَا۔

(آل عمران ۱۶۹۔۱۷۰) (ترمذی وابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد "عبداللہ" اُحد کی لڑائی میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا۔

"اے جابر، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ بات جو اللہ نے تمہارے باپ سے شہادت کے بعد کہی؟"

میں نے کہا کہ "ہاں بتایئے؟"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ کسی غیر نبی سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے لیکن تمہارے باپ سے آمنے سامنے ہو کر گفتگو کی اور کہا۔

'اے عبداللہ تمہارے جی میں جو کچھ تمنا ہو اسے بتاؤ میں اسے پوری کروں گا۔

تو انہوں نے کہا کہ 'اے میرے رب، میری تمنا صرف یہ ہے کہ مجھے دوبارہ زندگی عطا ہو تاکہ دنیا میں جاکر تیرے دین کی راہ میں دوسری مرتبہ قتل کیا جاؤں۔

خدا نے اس کے جواب میں فرمایا "میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میرے پاس آنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں جائیں گے۔

تو انہوں نے کہا کہ "اے میرے رب میری یہ تمنا میرے زندہ ساتھیوں تک پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ نے آیت "وَلَا تَحْسَبَنَّ ....الخ نازل فرمائی۔"

تشریح:- یہ حدیث احد کی لڑائی کے متعلق ہے اور سورۂ آل عمران میں احد کی لڑائی کے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔اس میں یہ آیتیں ۱۶۹۔۱۷۰ آئی ہیں جن کا اختصار کے ساتھ حوالہ دیا گیا ہے۔ان آیتوں کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے مخاطب، تو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے مردہ مت تصور کر، وہ مرے نہیں ہیں، وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس ہیں، اس کے انعام سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔اللہ نے ان پر جو فضل فرمایا اس پر وہ خوش ہیں اور ان کے جو ساتھی ابھی دنیا میں ہیں، ان کے پاس ابھی نہیں پہنچے ہیں، ان کے بارے میں یہ سوچ کر خوش ہو رہے ہیں کہ وہ بھی جان کی بازی لگانے کے نتیجے میں ایسے ہی انعاماتِ خداوندی سے نوازے جائیں گے۔

(۴۴۵) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ غَابَ عَمِّیْ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ ، فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِکِیْنَ لِئِنْ اَشْهَدَنِیَ اللّٰهُ قِتَالَ الْمُشْرِکِیْنَ لَیَرَیَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ ،

فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ وَّانْکَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ ، قَالَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعْتَذِرُ اِلَیْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ یَعْنِی الْمُشْرِکِیْنَ ،

ثُمَّ تیقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ﷺ فَقَالَ

یَا سَعْدَ بْنَ مُعَاذِ نِ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحَهَا دُوْنَ اُحُدٍ ،

قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصْنَعُ مَا صَنَعَ ،

قَالَ أَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَا نِیْنَ ضَرْبَةً بِسَیْفٍ اَوْطَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْرَمْیَةً بِسَهْمٍ وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِکُوْنَ ، فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ ، فَقَالَ أَنَسٌ کُنَّانَریٰ اَوْنَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْهِ وَفِیْ اَشْبَاهِهٖ ،

''مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَا هَدُو اللّٰهَ الخ

(الاحزاب ۲۳) (بخاری، مسلم، نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ ''بدر'' کی لڑائی میں مدینہ میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے،

اس لئے انہوں نے کہا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کفر و اسلام کی پہلی جنگ میں شریک نہیں ہو سکا اگر پھر مشرکین سے لڑائی ہوئی اور اللہ نے اس میں شرکت کی توفیق بخشی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔''

چنانچہ ''اُحد'' کی لڑائی جب برپا ہوئی اور مسلمان سراسیمہ ہو کر بھاگے تو انس ابن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''اے اللہ، میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس حرکت کی جو مسلمانوں نے کی اور میں اظہار برات کرتا ہوں اس سے جو مشرکین نے کیا۔''

پھر یہ آگے بڑھے تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ان سے کہا کہ،

''اے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قسم ہے مدد فرمانے والے رب کی میں جنت کی طرف جا رہا ہوں۔ میں اُحد کے اس طرف جنت کی خوشبو پاتا ہوں۔''

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کارنامہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے انجام دیا وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔''

اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''ہم نے اپنے چچا کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ زخم دیکھے۔ ان میں سے کچھ تلواروں کے' کچھ نیزوں اور کچھ تیروں کے زخم تھے وہ مشرکین کے ہاتھوں قتل ہوئے اور انہیں اس بے دردی سے قتل کیا کہ پہنچانے نہیں جا سکتے تھے۔ ان کی بہن نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں سے پہچانا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سورۂ احزاب کی یہ آیت مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ .... الخ ایسے ہی لوگوں پر صادق آتی ہے۔''

(یہ مومنین ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے گئے عہدِ بندگی کو سچ کر دکھایا ان میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔ (الاحزاب۔۲۳)

(۴۴۶) عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ،

جَآءِ اُنَاسٌ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُّعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ

وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ اِلَيهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فِيْهِمْ خَالِیْ حَرَامٌ يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُوْنَ ، وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَآءِ ، فَيَضَعُوْنَهٗ فِی الْمَسْجِدِ ، وَ يَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهٗ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَآءِ ،

فَبَعَثَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ اِلَيْهِمْ ، فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغُوا الْمَكَانَ ، فَقَالُوْا اللّٰهُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا ،

قَالَ وَاَتٰی رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِّنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰی اَنْفَذَهٗ

فَقَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا ، وَاِنَّهُمْ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،

کچھ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیج دیجئے جو قرآن اور سنت کی تعلیم دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ۷۰ آدمیوں کو جنہیں قراء (علماء قرآن) کہا جاتا تھا وہاں بھیجا۔ انہیں میں میرے ماموں حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ لوگ مدینہ میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر رات کو قرآن پڑھتے اور سیکھتے اور دن میں پانی لا کر مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھتے اور جنگل جا کر لکڑیاں کاٹتے انہیں بیچتے اور جو کچھ پیسے ملتے اس سے اہلِ صفہ اور دوسرے غریبوں کے لئے کھانا خرید کر لاتے۔

ان سب حضرات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم وتربیت کے لئے بھیجا، ان لوگوں نے قرآن کے حامل ستر آدمیوں کو راستے میں مار ڈالا۔ جب یہ قتل کئے جا رہے تھے اس وقت انہوں نے یہ دعا فرمائی۔

''اے اللہ، ہماری طرف سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ ہم اپنے

رب سے جا ملے اور رب ہم سے خوش ہوا اور ہم رب سے خوش ہوئے۔''

راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پیچھے سے نیزے کا وار کیا یہاں تک کہ وہ آر پار ہو گیا انہوں نے کہا ''قسم ہے رب کعبہ کی میں نے کامیابی حاصل کر لی۔''

مدینہ میں وحی کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تو لوگوں کو بتایا کہ تمہارے بھائی جو تعلیم و تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے وہ راستے میں مار ڈالے گئے اور انہوں نے مرتے وقت یہ کہا کہ

''اے اللہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب سے جا ملے اور رب ہماری قربانیوں سے خوش ہوا اور ہم اپنے رب کا انعام پا کر خوش ہوئے۔''

تشریح:- وہ ستر انصاری جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے دن میں اہلِ صفہ اور دوسرے فقراء کے لئے کھانے پانی کا انتظام کرتے اور رات میں قرآن کا دور کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے۔ یاد رہے کہ وہ ہمارے زمانے کے لوگوں کی طرح صرف الفاظ پڑھنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ مفہوم سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی فکر کرتے' اس زمانے میں ''پڑھنے'' کا مفہوم ہمارے زمانے کے مفہوم سے مختلف تھا۔

اس حدیث میں ''فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ'' کے الفاظ جس صحابی کی زبان سے مرتے وقت نکلے ہیں اس میں فَوْز لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں ہر طرح کے خطرات سے بچ بچا کر منزل تک پہنچ جانا' مطلب یہ ہے کہ یہ جو میری جان لی جا رہی ہے گھاٹے کا سودا نہیں ہے، یہ تو عین میری کامیابی ہے۔ میں نے اپنی منزل (جنت) پالی۔

(۴۴۷) عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ۔

فَقَامَ رَجُلٌ رَّثُّ الْهَيْئَةِ ، فَقَالَ يَا اَبَا مُوْسٰى ، اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هٰذَا ؟

قَالَ نَعَمْ ،

فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَءُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ

سَیْفِہٖ فَاَلْقَاہُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِہٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِہٖ حَتّٰی قُتِلَ۔ (مسلم، ترمذی)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابوبکر کہتے ہیں میں نے اپنے باپ کو محاذِ جنگ پر یہ کہتے سنا کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔''

''جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔''

تو ایک آدمی جو معمولی لباس پہنے ہوئے تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور میرے والد سے کہا:

''کیا واقعی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے۔''

انہوں نے کہا ''ہاں۔''

تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا کہ تم میرا آخری سلام قبول کرو۔ اس کے بعد اس نے اپنی تلوار کا پرتلا توڑ ڈالا اور زمین پر پھینک دیا اور اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف بڑھا اور بہت سے دشمنوں کو مارا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔''

(۴۴۸) عَنْ شَدَّادِبْنِ الْھَادِ رضی اللہ عنہ

اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاٰمَنَ بِہٖ وَاتَّبَعَہٗ ثُمَّ قَالَ "أُھَاجِرُ مَعَكَ"

فَاَوْصٰی بِہِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْضَ اَصْحَابِہٖ فَلَمَّا کَانَتْ غَزَاتُہٗ غَنِمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَہٗ فَاَعْطٰی اَصْحَابَہٗ مَاقَسَمَ لَہٗ ، وَکَانَ یَرْعٰی ظَھْرَھُمْ ، فَلَمَّا جَآءَ دَفَعُوْہُ اِلَیْہِ ،

فَقَالَ مَا ھٰذا؟

قَالُوْا قَسَمٌ لَكَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخَذَہٗ فَجَآءَ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَا ھٰذَا؟

قَالَ قَسَمْتُہٗ لَكَ ،

فَقَالَ مَا عَلٰی ھٰذَا اتَّبَعْتُكَ ، وَلٰکِنِ اتَّبَعْتُكَ عَلٰی اَنْ اُرْمٰی اِلٰی ھٰھُنَا وَأَشَارَ اِلٰی حَلْقِہٖ بِسَھْمٍ ، فَأَمُوْتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّۃَ ،

فَقَالَ اِنْ تَصْدُقِ اللّٰہَ یَصْدُقْكَ ،

فَلَبِثُوْا قَلِیْلًا ، ثُمَّ نَھَضُوْا اِلٰی قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِیَ بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ

یُحْمَلُ قَدْ اَصَابَہٗ سَھْمٌ حَیْثُ اَشَارَ ،

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَھُوَ ھُوَ؟

قَالُوْا نَعَمْ ،

قَالَ صَدَقَ اللّٰہَ فَصَدَقَہٗ ثُمَّ کَفَّنَہُ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ جُبَّتِہِ الَّتِیْ عَلَیْہِ

ثُمَّ قَدَّمَہٗ فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَکَانَ مِمَّا ظَھَرَ مِنْ صَلَاتِہٖ ،

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُھَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِكَ فَقُتِلَ شَھِیْدًا اَنَا

شَھِیْدٌ عَلٰی ذٰلِكَ۔ (نسائی)

''حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''ایک دیہاتی عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور ساتھ ہولیا اور کہا کہ

''میں اپنا گھر بار چھوڑ کر یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں رہوں گا۔''

اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہؓ کو کچھ ہدایات دیں جہاد ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد جہاد میں جو مالِ غنیمت ملا اس میں اس دیہاتی عرب کا بھی حصہ لگایا۔ اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا کہ جب وہ آئے تو اس کا حصہ دے دینا' وہ موجود نہ تھا مجاہدین کے اونٹ چرانے لے گیا تھا۔ چنانچہ جب آیا تو اس کا حصہ لوگوں نے اسے دیا۔

اس نے کہا ''یہ کیا ہے؟''

لوگوں نے بتایا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ حصہ دیا ہے۔''

تو وہ اپنا حصہ لئے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور کہا ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم، یہ کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ تمہارا حصہ ہے جو میں نے تمہیں دیا ہے۔''

اس نے کہا ''میں نے اس مال کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ تھوڑا ہی دیا ہے' میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اس لئے کی ہے کہ میرے حلق میں دشمنوں کا کوئی تیر آ کر

لگےاور میں شہادت پاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تیری نیت سچی ہے تو اللہ تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمائے گا۔"

اس کے کچھ عرصہ بعد لوگ دشمن سے جہاد کرنے کے لئے نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ ہولیا اور جہاد میں شریک ہوا تو اس کا جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ اس کے حلق میں دشمن کا کوئی تیر لگ گیا تھا جس سے موت واقع ہوگئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا یہ وہی شخص ہے جس نے شہادت کی تمنا کی تھی۔"

"لوگوں نے کہا "ہاں، یہ وہی شخص ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس نے اللہ سے سچی آرزو کی تھی تو اللہ نے اسے پورا کر دیا۔"

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک جبہ اتارا اور اس میں اسے کفنایا پھر اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ان الفاظ میں دعا کی:

"اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے، اس نے تیری راہ میں ہجرت کی اور تیری راہ میں اس نے شہادت پائی میں اس پر گواہ ہوں۔"

جنت کا اشتیاق

(۴۴۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْحَبَشَةِ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فُضِّلْتُمْ عَلَيْنَا بِالْاَلْوَانِ وَالنُّبُوَّةِ اَفَرَأَيْتَ اِنْ اٰمَنْتُ بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتَ بِهٖ ، وَعَمِلْتُ بِمِثْلِ مَا عَمِلْتَ بِهٖ اِنِّيْ لَكَائِنٌ مَّعَكَ فِي الْجَنَّةِ ؟"

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَانَ لَهٗ بِهَا عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ ،

وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ مِائَةُ اَلْفِ حَسَنَةٍ

فَقَالَ رَجُلٌ : "يَارَسُوْلَ ، كَيْفَ نَهْلِكُ بَعْدَ هٰذَا؟"

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَجِيْءُ يَوْمَ

الْـقِيَامَةِ بِعَمَلٍ لَّوْ وُضِعَ عَلٰى جَبَلٍ لَّاَثْقَلَهٗ ، فَتَقُوْمُ النِّعْمَةُ مِنْ نِّعَمِ اللّٰهِ ، فَتَكَادُ تَسْتَـنْـفِدُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ ، لَوْ لَا مَا يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ، ثُمَّ نَزَلَتْ : (هَلْ اَتٰى عَـلَـى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا) اِلٰى قَوْلِهٖ وَاِذَ رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ،

فَـقَـالَ الْحَبْشِيُّ "يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَهَلْ تَرىٰ عَيْنِيْ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَ مَاتَرىٰ عَيْنُكَ "

فَقَالَ النَّبِيَّ ﷺ "نَعَمْ۔"

فَبَكَى الْحَبْشِيُّ حَتّٰى فَاضَتْ نَفْسُهٗ ۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ : فَاَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، يُدْلِيْهِ فِيْ حُفْرَتِهٖ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ملک حبش کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

اس نے کہا''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگ نبوت سے نوازے گئے۔اور آپ لوگوں کو اچھا رنگ بھی اللہ تعالیٰ نے دیا (ہمارے اندر نبی مبعوث نہیں ہوا اور ہم سیاہ رنگ کے لوگ ہیں) مجھے بتائیں کہ اگر میں ایمان لاؤں اور عمل کروں تو کیا جنت میں آپ کے ساتھ رہوں گا؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''وہ تمام لوگ جنہوں نے لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـه کہا ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں میرا ساتھ نصیب فرمائے گا اس نے اپنی کتاب میں اس کا وعدہ کیا ہے۔

(النساء: ۱۶۹۔۱۷۰)

اور جو شخص سبحان اللہ کہے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ نیکی لکھی جائے گی،

تو کسی نے کہا کہ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ہم لوگ کس طرح جہنم میں جائیں گے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، آدمی قیامت کے دن اتنے نیک اعمال لئے ہوئے آئے گا کہ اگر وہ پہاڑ پر رکھ دیئے جائیں تو

پہاڑ بھی نہ اٹھا سکے۔ لیکن اس کا جب مقابلہ ہوگا اللہ کی کسی نعمت سے تو یہ نعمت اس کے سارے اعمال پر بھاری ہوگی اس لئے نیک اعمال پر کسی کو غرہ نہ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل واحسان ہی کے نتیجے میں جنت مل سکے گی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ دہر کی تلاوت فرمائی۔ پہلی آیت سے لے کر مُلْکًا کَبِیْرًا تک جس میں ناشکروں کے برے انجام اور اہلِ جنت کے انعامات کا ذکر ہوا ہے۔

یہ سن کر حبشی آدمی نے کہا۔ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح جنت کی نعمتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں کیا میری آنکھ بھی جنت میں ان نعمتوں کو دیکھے گی جن کا ذکر اس سورہ میں ہوا ہے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں۔''

یہ سن کر حبشی رونے لگا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا۔''

تشریح:- یہ حدیث پڑھتے ہوئے حدیث نمبر ۱۶، ۲۸۳ بھی دیکھ لیں۔

(۴۵۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِاَمْرِیءٍ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَاعِظًا مِنْ نَفْسِهٖ۔

(مسند الفردوس الدیلمی باسند وجید)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا۔

''جب اللہ اپنے کسی بندہ کو خیرِ کثیر سے نوازنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے قلب کو واعظ بنا دیتا ہے۔''

(پھر کسی خارجی واعظ کی ضرورت نہیں رہتی، اس کا اپنا ضمیر اتنا بیدار ہو جاتا ہے کہ شیطان کو غلط راہ پر ڈالنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔)

☆......☆......☆

زادِ راہ

یہ دُنیا ایک گزرگاہ ہے۔ اِنسانیت کے قافلے اِس پر سے پیہم گزر رہے ہیں۔ پُوری زندگی ایک مُسلسل سفر ہے۔ ہر انسان مسافر ہے۔ اور چارو ناچار زندگی کا سفر سبھی کو طے کرنا ہے۔ ہر مُسافر اپنے لیے زادِ راہ کی فکر کرتا ہے۔ زادِ راہ کے بغیر سفر کرنے والا طرح طرح کی مُشکلات سے دوچار ہوتا ہے اور بالآخر اپنی راہ بھی کھوٹی کرتا ہے زندگی کے مسافر کو بھی زادِ راہ کی ضرورت ہے اور بہترین زادِ راہ وہ اچھے اور نیک اعمال ہیں جو انسان دُنیا کی زندگی میں کرتا ہے۔

وہ کون سے اَعمال ہیں جو نیکی کے راستے پر گامزن کر کے جنّت کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔ اس کتاب میں انہیں اعمالِ حَسنہ کا تذکرہ ہے۔ مولانا جلیل اَحسن ندویؒ نے احادیثِ نبویہؐ کے مقدّس و مطہّر اور حَسین وجمیل گلدستے سے کچھ خوبصورت پھول چُن کر اِفادۂ عام کے لیے پیش کر دیے ہیں۔

(ادارہ)

اِسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور، پاکستان